

دیں ہمہ اوست

مجموعہ
حمد و نعت



پیر سید نصیر الدین نصیر
گولڑہ شریف



سرگوسے ٹو جمن کرم درشت ناز حیات ما
سر ماہ و نسبت خاک ٹو ز حیات ما پیمائے ما
(نصیر)

دیں ہمہ اوست

پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف

مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف، E-11 اسلام آباد پاکستان

فہرست مکتوبات

ام کتاب	دیں ہمہ اوست
بان	۳
تعداد	2000
کمپوزنگ:	آغا احمد (گولڑہ شریف)
پروف ریڈنگ:	سوالیہ شمس الدین، امجد علی، سید
سر ادب:	آغا احمد (گولڑہ شریف)
اشر:	مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف
محرر علی غایت:	مالیہ امجد علی گولڑہ شریف
مطبع:	مظاہر پرنٹرز (گولڑہ شریف) (051-5624575)
چاپ:	180 راپے
سین ماسٹ:	1427 ماسٹریں، 2006ء

ISBN 969-8537-01-5

اندرونی ملک: انجم الحسن، محلی، میر نظام قادر، سید مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف
E-11 اسلام آباد پاکستان، فون: 051-2292814، فیکس: 051-2292814، جتنی تلاش روڈ، لاہور

website: www.pirnaseeruddinaseer.com

پروانہ نمبر: 13/2006

قاری محمد رسول پبلشرز، لاہور

INCC 13-2006، 57th ڈی سائیز، لاہور، 418 بجے، پٹی نمبر

لاہور، فون: 718-274-7813، فیکس: 718-3396

پلاٹ نمبر: 1347-2552-767

جدید امجد علامہ دوراں عارفِ زمان
حضرت سید ہریر مرعلی شاہ قدس رستہ السامی
کے نام
جن کی نعت کا مصرع

”رکتھے مرعلی رکتھے تیری شاہ ستارخ اکھیں رکتھے جا آڑیاں“

ہر نعت نگار و نعت خواں کی دھڑکنوں میں گونجتا ہے
اور جس کا فیض نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے

(نصیر)

دو عالم چوں صدف در ہم شکستہ
کہ آمد صوبہ نامش بدستہ
(میرزا عید القادر بیدل)

دمیکہ ہیکرِ خوبِ تُو آفریدِ خدا
بسوئے تُو گہہ سوئے خویش دیدِ خدا

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام یو لہی ست
(علامہ اقبالؒ)

29	کتھور پیچہ المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	12
33	برگہ ادا سے لیا جائے	13
36	جیلر پر جو کچھ میرا گوہر خود چاہے سنا سنانا اے	14
39	دل پہ گونے تو یا رسول اللہ	15
40	وہ عالم زیرِ فرمانِ محمدؐ	16
41	غرض نصیبم کہ مردِ مگر ناز آہدہ ام	17
43	چرخو بہارِ بخشی و جمالِ محمدؐ است	18
45	آن ذرہ نوازِ زمیں (قاری کی شش ماہیا)	19
47	تھمیں بر صفت بر اُن العارفین حضرت مولانا چاچئی	20
49	تھمیں بر صفت شاطن العارفین حضرت مولانا چاچئی	21
51	تھمیں بر صفت حضرت مولانا چاچئی	22
53	تھمیں اسرارِ عالم	23
59	مید سلارِ ادا حق	24
61	تم ازل و آخر ہو (ماہیا)	25
		26

دیوانِ نعت اُردو

65	وہوں عالم میں جہنم سے مانتا آجلا تیرا	27
67	وہ نازلِ خالق نے ہادی پہلا یہ فرمان کیا	28
69	ازل کئے گرجے آپ میں آشکو کر کیا	29
71	ہر اک جھٹکے کا ترقی ذات سے حصہ کر کیا	30
73	مجھے غلامِ آست میرا شہرِ یار کیا	31
75	پیرِ پچھو میں نہیں دیکھتا اور کئی سے کیا	32

ترتیب

نمبر شمار صفحات

1	شبیخِ حرمِ گلشنِ ناصر	1
5	نارِ دال و داسجا	2
7	اچھا پور گاؤں کیب لہذا عوامت میں خدا لہذا	3
9	مستند آراء سے پر ہم عطا	4
11	پھر ماہِ محمدؐ پھر ماہِ محمدؐ	5
13	سب کا پاساں کھینچ	6

نعت

15	تھمیں پر "فرح یک مٹراں دی اور میری اے"	7
17	بے سر کا رُخاؤ دیکھو ہا	8
21	میر جا نہیں	9
22	کتھور پیچہ المرسلین	10
27	پانڈرک آٹو ائی (ماہیا)	11

111	اُن کی طرف بڑھیں گے دلکعب خدا کے ہاتھ	54
113	کہتے کہاں کہاں مصیبت خدا کے ہاتھ	55
115	اُن کی نوازشات کا ہے میرے سر پہ ہاتھ	56
117	لب دا کہتے تھے دکھ کیے تھے کہے رہے ہاتھ	57
119	دکھتے نہیں تیرے جو درخشاں سر پہ ہاتھ	58
121	ایسے مرعیں کا بھری دنیا میں کیا طالع	59
123	رسول کوئی کہاں شاہِ دنیا کی طرح	60
125	ہے آئینا کی زین اور نقشبہ اور سناں اور	61
127	پانی تھی سپدوش پہ جن کے کردائے خیر	62
129	ہوئی تاند خیر سے اب عز و جا و خیر	63
131	میدان میں اٹکا تھانڈا چپے سر کی خیر	64
133	ہر دم سوراخ ہے غم آپ کی خاطر	65
135	دل نوا درشن مجھ کا سر پا کچھ کر	66
137	خون پانی ہوا نہ اور کھڑے آکر	67
139	اللہ بڑا آدمی کی رہتا مگر ہے بڑی چیز	68
141	حاصلِ زیست ہے اُس نورِ مشکل کی تلاش	69
143	نہ لگے ہوں نے کیا کشیدہ خضر کی کا اُطراف	70
145	نہیں اور مجھ کو کونسی ہار ہائے عشق؟	71
147	نہے ہوئے ہیں لگا ہوں میں پام و ذرا سب کچھ	72
149	ہوں گی مقبول بھنوری کی دعا میں سب کچھ	73
151	دلِ دلِ انجمِ مستحضر رکھ	74
153	اب تنگنی دال پہ جا اور کھی کچھ مانگ	75

77	دل کسی حال میں ایسا نہیں ہونے دیتا	33
79	شاہ کیے نہیں سے انسان کا ہر کام چلا	34
81	مرعیں مصطفیٰ کے سامنے کس کا نضرِ ظہرا	35
83	کیا پوچھتے ہو میرے مہینے میں کیا ہوا	36
85	نورِ مرکاڑے غفلت کا مجرم تو دنیا	37
87	دل میں کسی کو اور برباد نہ جائے گا	38
88	دل نشا ہے اُن کی گنجی کا تنہا دیکھا	39
89	جہو کا نہیں لگا ڈھونڈ رہا ہے دنیا	40
90	جو تھکا رہیں رہا خوش نظر میں ہوگا	41
91	زعمی پس چلی تو بیٹے کا قرینہ ہوتا	42
92	سنوڑ جائے گی سب کی عاقبت سب کا نکلا ہوگا	43
93	جلو کاڑھتے ہیں سلطانِ انوار حیات	44
95	مختصر خود ہے بھر شوقِ خدا آج کی رات (نکولہ سمراج شریف)	45
97	چھوڑ جائے جس گھڑی جیکون درساں کی بات	46
99	اور ہی کچھ ہے دو عالم کی آج کی رات (نکولہ سمراج شریف)	47
100	تمہارے در پہ پھٹکتے ہیں پتھر اور چن اوگ	48
101	جانبِ عرش ہے حضرت کا سفر آج کی رات (نکولہ سمراج شریف)	49
103	نہاں نہ رہے دل میں بقعہ و زکی نیست	50
105	جلی ہے شائینہ ام بھور کی نیست	51
107	اُس کو نہ چھو تکتے کھلی رہتے کھائے ہاتھ	52
109	آئی ہے جانیوں سے کسی شریعہ لگا کے ہاتھ	53

76	یہ عظیم معجزہ کونسی طرف سے ہوا؟	155
77	ان کا قصہ راویہ رحمتی تھا	167
78	جسے تمام رسول خدا نہیں سمجھتے	169
79	سچا چارٹ آف طرف نظریں اٹھا سکتا ہے کون	161
80	زینب چاند ستارے سلام کہتے ہیں	163
81	نیرنگی یہ کہاں؟ کدھڑوں کی باتوں میں	165
82	عرب کا مدینہ ہے اور مسلمانوں	167
83	ہم سے تو پوچھو کوئی کیا دیکھ رہے ہیں	169
84	تھوڑے میں انہیں ہم جڑو سامان دیکھ لیتے ہیں	171
85	زم زم پر ملا جاتا ہوں	172
86	خوشید سے کہہ تم کہیں وہ چشم بزم میں	173
87	جدائو ابھی آنکھوں سے ان کا نور کہاں	175
88	نہیں کہاں وہ سرزمین شاد و غم و بر کہاں	177
89	وہ دن بھی آئیں گے ہوگی امر دینے میں	179
90	راستے صاف بتاتے ہیں کراپے آتے ہیں	181
91	خدا کے فضل کا اک شاہکار ہم بھی ہیں	183
92	خوش خبر ہیں عالم کا یہ دو چار آنسو	185
93	دیکھ لو! ایک کیس مود کوئی لائی نہ ہو	187
94	اس خدا کی میں دکھاؤ جو کتنی کوئی ہو	189
95	مخبر ہرینہ سلیقہ رحمت کی گھٹا سمان اللہ	191
96	قنات سے اسے انتظار دینے	193

97	اک نور کا عالم ہر ساعت ہے جلو نما سمان اللہ	194
98	عشقِ حق اٹھا ہوا ہوا اور زیادہ	195
99	تو قیامت سے بڑھ کر تو ہر طالب سے زیادہ	197
100	نیکوں سے اجڑیں تا مابج بار رسول اللہ	199
101	نہیں کوئیں میں کوئی سہارا یا رسول اللہ	201
102	کس نے اسے معجزہ سے اس کی زیبا کی طبعی	203
103	دل ہوا جس وقت تک نہ جب بھی تجھ کی طبعی	204
104	تھی جس کی عقدہ میں گدائی تر سے در کی	205
105	خود را کہ آپ کا زہ نہ پاس کا کوئی	207
106	سوچا ہے سب سے دینے جو آئیں گے ہم بھی	209
107	ہوئے نہ جلوہ گر ہوئی نہ سلیقہ ہمیں	211
108	ہزار بار ہوئی گفتگو میں چکر میں	213
109	امید میری تھا ہے یہ بھی	215
110	دوروں میں ان سے سزا ہے یہ بھی	217
111	بادشاہی ماہ سے ہے یہ بھی آپ کا	218
112	جو اور میں کا ہے معاملہ نہ کیا چکھا اور گھٹا تو ہے	219
113	انہی کا دروں کو سر کا رہنما ہے ہوں گے	220
114	تھوڑے میں زرخ روش کو لا کر ہم بھی دیکھیں گے	221
115	دور و جاں کو ہر آفت سے بچا کر ہم بھی دیکھیں گے	223
116	پہرہ غم و عقیدت جلوہ جا کر ہم بھی دیکھیں گے	225
117	ہو اٹھیں یہ ان کے در سے نور و جود کیا ہے	227

خدا والے تہی جا میں ذات محبوبؐ خدا کیا ہے	118
جواں کو کچلے دلی صاحب نظر تھے	119
شب معراج تک بھریں مکاں سے اماں پیچھے	120
اسی لیے تو تھکا مارا ہے پیرا سرا آئے	121
دروہی کو سا فرج ہوا ہے آئیں گے	122
درواہی کی پیتھلا ہے داد تک پیچھے	123
سرا کر آپ کے نقش کتب پانک پیچھے	124
ہر آن اک نقش نیم شیرؐ بھری ہے	125
جو لوگ دن کے اب دان معطیٰ تھے	126
نوسے وسیلے محبوبؐ کسرا تھے	127
آنسو جو آئے آنکھ میں ملی غم تھے	128
ادب یہ ہے کہ جہاں اُن کا نام آجائے	129
و طلب ہی دے نہ جنوں ہی دے یہ ہنس دے وہ نہ دے	130
خدا کے لطف و کرم پر نظر تھیں رکھتے	131
جو دھینے میں کھنسا پناہ کا ذکر لے	132
یاد اُس ذریعے دل کو سدا افش رکھے	133
جس کو حاصل ہیں علم ساقی کوڑے مرے	134
میں سے سمجھا معطیٰ محبوبؐ خدا کیا چیز ہے	135
تیں وقت جان و دل مرے اس کام کے لئے	136
حشر میں مجھ کو کس اٹھا آ مراد کا رہے	137
کوئین میں نے اُن جلوہ نما کوئی نہیں ہے	138

بنت میرا جو محبت میں رہا ہوا ہے	139
کاش تھیوں ہر میری یاد جاہل دی سے	140
ذوقِ نگار کو ہر وقت سڑیں رکھیے	141
بٹھا سے آئی اور صبا لے گئی مجھے	142
دکھا سڑ میں آ جاہ پائے گئی مجھے	143
اجل دیار رسالت میں آئے اس مجھے	144
خود دعا میں لرزوا و شافقاز ہے	145
چاند تارے ہی کیا دیکھتے رو گئے	146
راہِ نبیؐ میں ذوقِ دعا میرے ساتھ ہے	147
لو دھینے کی کھن سے لگاتے ہوئے ہیں	148
تھپتھپاں اپنے کنارے چلا گئے ہوئے ہیں	149
جس طرف سے وہ گئی گھٹنی خدا ان گیا	150
تذرت نے آج اپنے جلو سے لکھا دیکھے ہیں	151
شرف بابِ نبوتؐ ادھیت آ رہا بادلی	152
در حضورؐ سے در کوئی بھی بلند نہیں	153
ادھر بھی نگاہِ کرمؐ زخمِ اصداد سے رہے ہیں سدا پر سواں	154
جراہی دل ہیں کہلیت سے کب باہر نکلتے ہیں	155
شاہانِ جہاں کس لئے شرابے ہوئے ہیں	156
سہہ مشاں ہے کوئین میں ہر کا دکھ پرا	157
سچ جن کی خاک باز رہا نہ رہی ہوئی	158
غلام حشر میں جب سیر کا دلی کے چلے	159

مجھ پہ یمن چشمِ کرم اسے سر سے آٹا کرنا	160
ہے سراپا جانِ دراز نی	161
میری زلف کا تھوڑے سا ٹھٹھا ہل رہا ہے	162
تھوڑے دن میں سر سے چپ چھوٹے لالہ دم آیا	163
ازل سے جو قیاسائے پارم بھی ہیں	164
اچھ کیوں کر اچھ کیوں کہوں تجھے	165
دل میں سر سے نہاں یہ غلغلہ عمر بھر کی ہے	166
شائع رہ نہ محض پہ لاکھوں سلام	167
مصطفیٰؐ، شانِ قدرت، پہ لاکھوں سلام	168
یا نبیؐ! سلام علیک	169

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کے ادب میں نظر نہیں آتی۔ بقول خود حافظ شیرازی۔
 نہ سن برآں گلِ عارضِ غزلِ سرایم و بس
 کہ عنده لبِ ثُو از ہر طرف ہزار اند
 دین ہر آہست کی اشاعتِ رسمِ خوش خدمت ہے اس میں وہ نعمتیں
 شامل کرویں گئی ہیں 'جو پہلی اور دوسری اشاعت کے بعد کہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر
 ان اشعار کو رونقِ قسمتِ میری بخشش کا وسیلہ بنائے اور منظورِ علیہ القبول جو اسلام مجھے
 اپنی شفاعت سے بہرہ مند فرمائیں۔

چو پاؤں سے شفاعت را عنقائی پر محو کاراں
 سخن محروم جاتی را دریاں آں یا رسول اللہ
 اس آرزو کے علاوہ دل میں کوئی آرزو نہیں۔ مجھے زبانِ دانی کا دعویٰ ہے اور
 دہم دُن کا اذکار 'بلکہ میرے دامن میں تو سراپے بھوکے ہوا کچھ بھی نہیں۔
 نہ جامِ کُٹِ ثُو مستم ' چہ و مجیر ثُو ولِ مستم
 فی گویم کہ سن مستم ' خنداں یا رسول اللہ

محمد اے شہرِ مدینہ
 نصیر الدین نصیر کاں اللہ اللہ
 مکلا و شریف۔

پیش گفتار

از دل و دین چہ آورم بدیدہ ز قضاے ثُو
 اکھدہ پہ شانِ دہری ہر وہ جہاں قضاے ثُو

نعت 'عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی تحریف کرنے ہیں، مگر
 اصطلاح میں اس سے مراد وہ بیانِ منظوم ہے جس میں شاعر یا راگ و رسالت، آپ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنی عقیدت اور آپ کی ذات و الامتات سے اپنی محبت کا
 اظہار کرتا ہے۔ نعت کا موضوع بظاہر محدود و کھائی دیتا ہے مگر چون کہ اس کا موضوع
 وہ عظیم ہستی ہے جس میں تمام انفس و آفاق کی دستیں مست آتی ہیں اس لئے یہ سب
 شعر بھی حدِ درجہ لا محدود اور وسیع ہے۔ آپ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ
 ہے۔ بھلے طبقہ ہی کو لیجئے۔ جب تک اقرارِ توحید کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی رسالت کا اقرار و اعلان نہ کیا جائے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ
 عہدِ بدعہ عربی فارسی اور پھر اردو و شعراء نے جس تواتر اور تسلسل کے ساتھ اس
 صنفِ خاص سے اپنے شغف کا اظہار کیا ہے۔ اس کی نظیر دنیا کی کسی زبان اور اس



حمدیہ

کسے ہو روئے دل تھم سکن کیوں ویکھماں، بخش ہار جد تیرے ہوا کوئی نہیں
تیرا فضل ہے شامل حال ہووے 'کسے ہو رخے دامینوں چا کوئی نہیں
پاؤ اپنا کھلا راں کیوں کہے لگے 'تیرے ہاتھ جد صاحب عطا کوئی نہیں
ہے غوں بند کیا ہو با فضل والا 'تیرے قصہ لئی' ہا کوئی نہیں

حمدیہ

صدقہ اپنی رحیمی دا رقم فرما کر لے عرض منظور، انکار نہ کر
تینوں تیری ستاری دا واسطہ ای، عیاں پیریاں لوں آشکار نہ کر
رکھ کے بدل میزان دج عمل میرے، بوگن پار تائیں شرمسار نہ کر
ایںیاں کیتیاں ہتھوں آں خواہ آئے، دشر دج مینوں ہوہ خواہ نہ کر

حمدیہ

جیز دے فتر دے رنگ وچ گئے رتے، تھکدے سدا جگ دے پائن پار آئے
اگو وار آوہ یار دا نام لے کے، دھرٹا مار بندے، در یار آئے
ڈروے ہر ویلے رب دی ذات کولوں، متھا رکھدے آوہی سرکار آئے
عزت کر دے قہراں تے عاجزاں دی، اٹھدے کدی نہ کے سردار آئے

آئینه چینی آن صوبه نیرنگ شام و سحر و روشنی روز و شب تار
 انگاره فن کاری آن خالق غنیمت نیلوفر و ترن و سمن ' سمن و گل تار
 رخشده ز تور چمن آرائی لعلش صحرا و بیابان ' دمن و دادی و گهسار
 دوده یو جام است ز میخانه خودش دریا و غدیر و خنجر و قلزم و انهار
 برکشید جهان است سحاب کرم او گل ریز دمن پاش و دُر آفتاب و شکر بار
 از قدرت او شمع حرم گاه عناصر یغری و ثریا و سُبُها ' طابت و ستار
 از تاب بتاش همه زیبایی لکهن رعنای گل ' صوبه صبا ' خنده از حصار
 از راکب آو آب و نیم عارضی هستی از رخشه لعلش چمن دهر ' سمن زار
 از حکایت اوستا شود زدوشن سوهر از رعب او رخش رگ گل بشود خار
 شکش کند از قطره آب و گل تیره نرجان و عقیق و گبر و گوی شیدار
 از خاک سیه خیش کریمش بر آرد شاخ و شمر و سبزه و سر و دگل و آثار

دین همه اوست

شمع حرم گاه عناصر

صبح گل و لاله و نقاش چمن زار خالق منه و مهر ' فروزنده انوار
 صورت گر اینجا و نگارنده آفاق گردش ده ایام و طرازنده اعصار
 برتر ز همه ' جلوه نما در همه عالم در پرده تکوین و نه هر ذره نمودار
 خود صاحب ادراک و تدوین از حد ادراک آن کز همه مستور و به عیب همه مکار
 بر طاعت او نیم سر اجرام و عناصر در حضرت او انجم و افلاک گوی سار
 کشوف بر او برده نهان خانه تعلیق محروف ازو گشته سرا پرده افکار
 او قادر و قدوس ' لایزال الخلق له الحمد او خالق و او رازق و او غالب و قهار
 هم اول و هم آخر و هم ظاهر و باطن هم مالک و مقان و کسم و غیر و غفار
 گیرنده و بخشنده و دانه پیداست ' بودیاست بر او در پس استار
 اوستا به جهان پر تو گیتی خشن او خالق شب با سیه ' خالق استار
 نه پاره گل کاری آن صانع هستی نظاره داشت و دور و دیرانه دگل زار

دین همه اوست

او منزل مقصود ره شیخ و برمن یچ و تخم ره 'خمصر' سحر و دُچار
 در چنگل عدل 'نکوکار' سرانگتن در بزم صبر طلفت 'مدارات' گنبار
 در راه کشت و حرم و دایر و کلیسا تا منزل او عشق شود قاطع سالار
 نرس ز تجلیش نیایی 'چو نه باشد تاب و صبر جان 'دید' دنیا' دل بیدار
 تا آردو' مدح نه رسد کفر سخن در اوج جنتش بر هکتی طائر گفتار

بیند نصیر اهل نظر جلوه کشتش
 گاهی به سر شیر و گاهی به سر داور



از جوهر خلقی او نازش نباش زینان و میام و شر و کُشتن و آشپاز
 خواهد اگر او قهر و شبنم شرر آرد چون قطعه گل شمع گشتاں بشود تار
 در عالم امکان ز تجلیاتش بمال شود باری ذرات خود ز کیش اقرار
 بر اوج نقضا زحمره پیرانے جلال طوطی چون 'کبک' ذری 'فاخته' و سار
 در کشور کن 'سایه' اوزگب جلال طبل و علم و جاد و چشم نبیه و دستار
 در ناز صبر حسن بجان 'صوف' نورش تابانی زو' تاب جمیع 'تابش' رخسار
 در بزم صبر شوق 'دل آویزی' مستش آهنگ زباب و دلب و طنبور و حرار
 بر دیده به خودی نه از فوایدش بمال بر سینه ز دره طلیح عرصه و بکار
 بر مکتبش بمال نظر افروز و طرب ناک فرصت دو نظام و دامن کش افکار
 بر مکتب خلقی او مستطیع ترس هر مظهر صفاتی او مطلع انوار
 بر ذره خاسته و بر ریه خاشاک در گل کده صمصا' او دلکش و خنجر

چه خیال جاہ و چه فکر زور نہ ہو مرا ہوں دگر
 بجز ایں کہ خاک رت عظیم ، کرتے! کہ نازگوار توئی
 یہ ورق نہ پہنچ نام تو سر غامہ لرزد و می سپرد
 چه شوم بہ جد تو لب گشا ' ہمہ دای توئی ' ہمہ جا توئی
 کہ مت پناہ ہلکتگاں ' دم گشت مریم نصبتگاں
 کہ عزیز جان حزین توئی ' اثر آفرین دعا توئی
 بحال زخمتک شامہذا فبان انفسک مکانہ
 یہ کلیم مخ سخن توئی ' سر طور جلوہ نما توئی
 دل و دیدہ کردہ سیر تو ' بہ دست نشست نصیر تو
 مددے! کہ دایک کشکی ' نظرے! کہ عقدہ گشا توئی



ہمہ دان و ہمہ جا

ہرچ زمانہ شہادتے کہ خدائے ارض و سما توئی
 سخن از عطائے تویی رود کہ بہ درد و غم ہمہ را توئی
 ہمہ راست لطف تو داورس ' چمن و طردات و خار و شش
 لب خود کشودہ پہ ہر نفس کہ خدا توئی ' بخدا توئی
 بہ کمال ناز برآمدی ' بہ صد اجترار و آندی
 بہ صمیم تکلیف گل توئی ' بہ خرام موج صبا توئی
 من و نجم کوئی ہے بہ ہے ' تو و پردہ پوشی دم بہ دم
 چہ میر تناب خطا قسم ' بہ سریر لطف و عطا توئی
 بہ فلک ہی رسد آہ من ' منم و انجم گناہ من
 بہ عطائے شست آگاہ من کہ دلچ رود جزا توئی
 تب و تاب کسین ازل ز تو ' تک و تازہ موج گل ز تو
 کم و کثرت برم جلل ز تو ' تہش دل من دما توئی

گرفتہ کہ من زشت کارم ندیم ولے باز دارم کہ ہستی کریم
 اگر پرہیز از کار بائے بدم بہ شکیلا گنہ من مثالی خودم
 زابیر عطا ' گردی قطره اسے ز دوزخ نباشد مرا خطرہ اسے
 اگرچہ گنہگار و بدکارہ ام ولے لطف فرما کہ بے چارہ ام
 حمد عمر کردم تہا و خراب عدارم برادر قیامت ' جناب
 بہ حال بدم کن نگاہ کرم کہ ہستی کریم و ہمیم انعم
 بہ بخشا بہ حال نصیر حرم
 بجاہ محمد رسول امیں



التجادرگاہ مجیب الدعوات جن جلالہ

خدا یا تجی دست و در مانده ام دریں بے لوائی ' خوا خوانده ام
 گنہ پیش از حد و عدہ کردہ ام جزایم مدہ بد ' چوید کردہ ام
 حمد عمر من قہر تن کردہ ام کردہ است کس ' آئندہ من کردہ ام
 ز حسن عمل دودر بس مانده ام بقید ہوا و ہوس مانده ام
 ز دل محو کردم مراعات تو قراموش کردم عتایات تو
 بچہ نفس لغتارہ فتنہ کہ دویم بیسہ در جہاں پیار سو
 کشیدم پیے ناؤ اثلا جہاں گشودم پیے در ستائش زبان
 بہ قویں سلاطین گردن قراز تہام بہ خواری جبین نیاز
 کہ شاید کسے دستیاری وہب ز دام بلا زنجاری وہب
 ولے رائد ہر کس ز درگاہ ناز کنوں آدم ' اسے کمیہ نوازا
 خطا کار بدم بے زشت کار بلطف خود از من خطا در گزار
 ٹو دادی مرا رزق اللہ جہاں ز حکم تو عاجز زبان و بیان
 خدایا مکن بر من احم نظر ٹو الطاف و اکرام خود را گھر
 بدر گاہ ٹو ایسا فردمایہ اسے ندادو بجز بحر سرمایہ اسے
 بتین سوئے ایں بے زبانی من و شرمندگی خوفناکی من
 کہ لطف خرا از ٹو جوکدہ ام مکن شرمسارم کہ شرمندہ ام

وہ حقائق ہوں اشیاء کے یا تشکک و خد، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب، مگر
 مادہ ایک اُس ذات ہے رتھ کے، خیم و ادراک سے ماورائی کون ہے
 انجیا، اولیا، اہل بیت، نبی، تائبین و صحابہ، یہ جب آتی
 گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تو نہیں ہے تو مشکل کھا کون ہے
 اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے رکھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
 اسے نصیر! اس کو تو فعل پاری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھنا کون ہے



مسند آرائے بزم عطا

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
 سب کا داتا ہے تو، سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے روا کون ہے
 کون مقبول ہے، کون ترادہ ہے، بے خیرا کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے
 دب تلپیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھیلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
 کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں نہنچی ہے مقتوم کی
 رزق پر کس کے پچھے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزم عطا کون ہے
 اولیا تیرے محتاج اسے رہ گئی! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
 ان کی عزت کا باعث ہے نہت تری، ان کی پہچان تیرے ہوا کون ہے
 میرا مالک بری سن رہا ہے لٹاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی دُیاں
 اب بری راہ میں کوئی جا نہ ہو نامہ برکیا کا ہے، کہا کون ہے
 ابتدا بھی وقتی، انتہا بھی وقتی، تاخیر بھی وقتی ہے خدا بھی وقتی
 جو ہے مارے چہانوں میں جلوہ نما، اُس اُمد کے ہوا دوسرا کون ہے

دنیائے دُور کا کہاں تک یہ دھندا
 میں جاؤں اپنے ہی ایک کا بندہ
 جس نے کیا ساری دنیا کو پیارا
 باگریہ و آہِ مجہدے میں گر جا
 لاکھ کے اب قزو بستہ ماسوا کے
 اب دیکھتا کیا ہے بندے خدا کے
 دامن کو پھیلا کے بن اسی کی
 کچھ تو نصیر آج کر لبِ شگنائی

کب تک گلے میں یہ لالچ کا پھندا
 وہ حیرا مولیٰ ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 ہے ذات جس کی وہ عالم میں کھتا
 وہ سب کی سنتا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 ایمان بچا رجزِ بلا کو پا کے
 دینے پہ آیا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 کب تک یہ خاموشی یہ سبہ صدائی
 غمِ صم کھڑا کیا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ



پھر مانگ پھر مانگ

تُو رب کا بندہ ہے پھر مانگ پھر مانگ
 اِس در سے مانگا ہے گلِ اثنا نے
 شاد و گدا اور سب اولیا نے
 محدود ہیں گرچہ تیرے وساکیں
 مایوس مت بنے گھبرا نہ ساکیں
 غیرت بڑی تھے ہے اُسے سحرِ رسوا
 غیروں کے اسنان کب تک گوارا
 ہر آن دیتی ہے رعتِ صدائیں
 ہم نے تو کیں غیر پر بھی عطائیں
 ہیں سب کے سب جنی دامنِ بندے
 گچھ اپنی اوقات بچکان بندے
 ہے اُس کی تخلیق ساری خدا کی
 شایاں اُس کے ہے مشکل کشائی

رہِ حیرا داتا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 اصحاب و اولادِ خیرِ اوردی نے
 تُو سوچتا کیا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 لا کھٹوا کا اگر ہے تُو قنک
 یہ در ہمارا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 درِ در پہ مت جا مرے در کا ہرجا
 کیوں مجھ کو کھولا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 میں حیرا مالک ہوں کر اتھائیں
 تُو پھر بھی اپنا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 وہ میرا ہاں اُس کے مہمان بندے
 تُو اُس کا مکتا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ
 زپا اُسی کو ہے حاجتِ روانی
 وہ سب کو دیتا ہے ' پھر مانگ پھر مانگ

گھٹی ہے ذات تری ' ہے بھلی تری کدورت
 جہاں میں برتر از اندیشہ و غماں تُو ہے
 عجیب ہے تیرے جمال و جلال کا عالم
 ہر ایک مونچ میں ' ہر ہرتی میں رواں تُو ہے
 ہر ایک شے سے جھلکتی ہے میری زیبائی
 جہاں شعور پہ ہے ' آنکھ سے نماں تُو ہے
 تری ادائے کرم کی ہر ایک شے سرہون
 ہر اک وجود کے پیکر میں شوشاں تُو ہے
 ہوا ہے حمد سرا رہن دو جہاں کے لئے
 نصیر ! آج خود اپنے پہ سراں تُو ہے



سب کا پاسباں تُو ہے

خدا کے کون و مکاں ' سب کا پاسباں تُو ہے
 کریم و رازق و خالقِ اِنس و جاں تُو ہے
 ہر ایک شے میں ' ہر اک رُوح میں ' رواں تُو ہے
 وہاں خرد کی رسائی میں ' جہاں تُو ہے
 ازل سے عاصِ مجاہدوں کے درمیاں تُو ہے
 کوئی بتا نہ سکے گا کبھی ' کہاں تُو ہے
 روشِ روشن ترے سُسن و جمال سے روشن
 بہمن میں رنگِ بھلی و لالہ سے عیاں تُو ہے
 جگہ جگہ تری موجودگی کی آہستہ دار
 ہر ایک شے سے جلوے ' یہاں وہاں تُو ہے
 زبانِ ذباں یہ ہے دنِ رات داستانِ میری
 نظر سے دُور سنی ' سب کے درمیاں تُو ہے

نعت

نعتیہ

اُس دی گل پیڑوا جس دی اک گل توں 'سارا عالم' تے بزمِ غمور صدقے
جس دا کھڑا دلش و جو دپ دی 'جہدے عشق توں' عقل و شعور صدقے
طورِ چشم تے جس دے کلیم پکائن 'وال وال اتوں لکھائن طورِ صدقے
گھولی منقلب' تے چشمِ غزال تریاں 'دورِ پیام داری' دُکھ تے

نعتیہ

بکرنِ خاور دے شاہِ دی 'لاٹ بچن دی' تھر تھر کئے جس دے دردِ دہامِ بچم کے
جا کے چرخِ تے ماہِ تمام بنیا 'جس دی خاکِ لوں ماہِ تمام' بچم کے
عاشق اوس دے لئی رستے بھل بیٹھے 'ڈڑے ڈڑے نوں گام یہ گامِ بچم کے
مثلی برقی اود شاہِ آسوار لکھیا 'دیدے رہ گئے گردِ خرامِ بچم کے

نعتیہ

راتِ اسڑی فعلِ خوابیاں نوں 'اُنت واسطے بری سرکار لکھیا
سُرمہ پا مازاغ دا نیر آئنا 'پائن ہار دا خاص دیدار' لکھیا
کہندے ڈڑے مدینے دی وادیاں دے 'ساڈا جوشِ اُس ناقدِ سوار لکھیا
حزا سا بولیں دی پاک خوشبو والا 'یاڑ غار لکھیا' یاں فر غار لکھیا

اوه رات نہانی پن درگ مٹھی خواب ' تے اوه حرا ولوی
کیہ تکیا اپاکہ میں عاصی الطیف سری میں طلیف
والشہد بندی میں وکریہ فسحرت حسا میں نظریہ

نیاں دیا فوجاں بر چڑھیاں

اوپرے جھ نہار زماں اے اوہی دو جگ تے عطائی اے
ہتھے علم عقل انسانی اے لکھ چند پر دھاتی اے
نٹھے لاک ٹورانی اے کانی زلف تے اکھ متائی اے

مغور آگیاں دن دھ بھریاں

جڑ توحیدی زسپ تن متھے تارچ رسالت شو آگیاں
موڈے زلف جیوں چڑھیاں ساوین دو ایرو قوس مثال وین
غیاں تھیں ٹوک بود دسے تیر تھیں لہاں سرخ آکھاں کہ لعل یمن

چٹے وند موٹی ویاں دن لڑیاں

انہوی ہستی دا عنوان آکھاں رب بچے دی نہاں آکھاں
پاں اکھیاں دا قرآن آکھاں ایں صورت نوں میں جان آکھاں
جاہن کہ جان جہان آکھاں بچ آکھاں تے رب وی شان آکھاں

جس شان تھیں شاناں سب بنیاں

دیں پہہ اوست

تضمین بر "آج سبک ہتراں"

(حضرت پیر مراد شاہ گوردی کی شہرہ بجا ہے)

اوپرے دل نوں تگھ پیری اے بھدی ازکوں شان آجیری اے
رہا دھل دے وچ کیہ دیری اے آج سبک ہتراں دی دھیری اے
کیوں وڑی اداں گھیری اے لوں لوں وچ شوق چھیری اے
آج نیاں لایاں کیوں جھریاں

لڑت وی رات لیری اے تھکی غم دی لال پیری اے
کیہ رمت دے وچ دیری اے آج سبک ہتراں دی دھیری اے
کیوں وڑی اداں گھیری اے لوں لوں وچ شوق چھیری اے
آج نیاں لایاں کیوں جھریاں

تکالطیر نکیت برؤنیہ بی الشوم خضریت بسخضریت
فطیعت الزمان لیریہ الطیف سری میں طلیف
والشہد بندی میں وکریہ فسحرت حسا میں نظریہ

نیاں دیاں فوجاں بر چڑھیاں

دیں پہہ اوست

آج پالیا کیا لباسِ ثناء ساڑے لہے ہوئے حواسِ ثناء
 اُساں گندیاں مَندیاں دا پاسِ ثناء بُسَیجِیَنکَ رَکَنکَ داسِ ثناء
 فَنرَمنی تھیں پوری آسِ اُساں لُج پال کرہی پاسِ اُساں
 وَاشَنعُ فَنشَنعُ صَبح پڑھیاں

بھرد بکدیاں اکھیاں دا داسن میرا اُجڑے نہ آساں دا فُکھن
 کرو کرم طفیلِ اَدبِیَنکَ نَرَن لاہو تھکھ ٹون کُھٹھ نہ وِیَن
 مَن بھانوری جھلک دکھاء جَن ادا دھکیاں کالیں ادا دھنن
 جو حرا واری سَن کریاں

سُنے بھاگ اکھیں دے چکاؤ دھون تھکھ ماسِتاں لوں وِکھاء دھون
 پھیرا رحمت والا پاؤ دھون نَچرے تھیں مسہر آؤ دھون
 نوری جھات دے کارن سارے سکن ود جگ اکھیاں تہ دا فرش کرن
 سب اِلَس و ملک کوراں پریاں

اِنہاں جالیاں دسے دل آندیاں تے اِنہاں مَڑ مَڑ جھاتیاں پاندیاں تے
 اِنہاں جھڑکاں 'ماراں کھاندیاں تے اِنہاں بکدیاں تے لُڑ لاندیاں تے
 کھہ واری صدقے جاندیاں تے اِنہاں بدیاں مُنت دکاندیاں تے
 شالا دت آدن لوہ گھڑیاں

دلی پیہہ اُورست

دَست موزوں ' تے لور خُسیں مازغِ نَظر ' واکُش جییں
 جنہوں دکھیاں آوے رپ تے لَییں ایہہ سورت ہے بے سورت تھیں
 بے سورت ظاہر سورت تھیں بے رنگ دت اِس سورت تھیں
 وِج وحدت پُھنیاں جد گھڑیاں

جیویں لفظاں وِج مٹنی مٹنی جیویں قلمے وِج لکھے دیا
 ہے رنگ اِس دا ہے رنگ نما دتے سورت تہ بے سورت دا
 قوب تہ کیہ مَن حقیقت دا بے گم نہیں بے سُوخت دا
 کوئی دِلیاں موتی لے عریاں

ایہدے کُسن دا پرتو مَن و تہر ایہدے حوالے لُکھو و عَظ
 ایسا رکھی لاج تھہ اندر ایسا سورت شالا فُش نَظر
 رے دتہ نزع تے روزِ حشر وِج قبر تے پل تھیں ہوئی گُزر
 سب کھوٹیاں تھیں تہ کھریاں

جاس رحمت والا داسِ ثناء کیسا دل نہ کسے دا آداسِ ثناء
 ساری اُنت دا احساسِ ثناء بُسَیجِیَنکَ رَکَنکَ داسِ ثناء
 فَنرَمنی تھیں پوری آسِ اُساں لُج پال کرہی پاسِ اُساں
 وَاشَنعُ فَنشَنعُ صَبح پڑھیاں

دلی پیہہ اُورست

قَطْعہ

ہے سرکارِ دا اودہ کب بویا
 تن دی جتھے ہر دے ہو با
 آپ دا ہر اک لفظ زبانوں
 اِن مُسَوِّیَاتِ زُخْمِیٰ مُسَوِّیٰ

دیں رسمہ اُرمست

کیہ جن و ہر ' کیہ شاد و گدا دُغمی جس دی نصیر اودہ شاہانِ خدا
 اُڈے ہوش تے مونیوں بول اُٹھیا سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَحْمَدُکَ
 مَا اَحْمَدُکَ مَا اَحْمَدُکَ رکھتے مہر علی رکھتے تیری شا
 شکارِ اکھیں رکھتے جا اڑیاں



دیں رسمہ اُرمست

بحضور سید المرسلین ﷺ

1 ہَذَا كَرِ الْمُسْتَطَنَّةَ هَادِي الزَّمَانِ
رَحْمَتُكَ بِسَمِ الْبَيْتَانِ بِاسْمِ الْمَحْسَنَانِ

2 حَيُّبُ اللَّهِ حُورُ الْخَلْقِ طَرًّا
كَسْفَرُ السَّوْطِ بِسَمِ عَمَقِ السَّجْنَانِ (1)

3 غَزِيْرُ ذَوَالْكَكَايِمِ وَالْمَغَالِي
زَيْنُ الْقَنَرِ تُرْتَفَعُ التَّكَايِمِ

4 غَزِيْرُ ذَوَالْكَكَايِمِ وَالْمَغَالِي
زَيْنُ الْقَنَرِ تُرْتَفَعُ التَّكَايِمِ

5 شَيْبَةُ الْقَوْلِ بِسَمِ الْبَيْتَانِ
مُسْتَبْنُ الْبَلَدِ بِسَمِ الْبَيْتَانِ

6 مُنَوَّرِي (2) النَّاسِ مِنْ بَيْضِ (3) وَنُورِ (4)
وَهَادِي الْخَلْقِ بِسَمِ الْبَيْتَانِ

7 هُوَ السُّوْحُ اسْتِنَادِ بِسَمِ الْبَيْتَانِ
هُوَ الْإِلَٰهُ لُتْمَانِ (5) بِسَمِ الْبَيْتَانِ

دہلی جمعہ اُست

لَا تَعْلُزْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي خَبِيْثٍ نَّشَا يَنْتَعِزُونَ (القرآن) 127:16
جس اور اپنی پریم نہ کیجے اور جو کہ وہ نہ میری کیا کرتے ہیں اس سے تک دل نہ ہو کریں۔

مفہوم منظوم از نصیر

نر جائیں عاصد میل میل کر
تک نہ ہو اے میرے پیہر
دیتا جا بھر بھر کے ساغر
اِنَّا اَعْلَمُكَ اَلْخَدْرُ

دہلی جمعہ اُست

- 7- آپؐ کی ذات گرائی کا قول ”ہوتا ہے جس سے جو کوئی کہہ دے وہ آپؐ کی آنکھوں میں مرکزی قوت کی طبیعت رکھتے ہیں۔
- 8- اسے طالبِ انور جنابِ رسالتِ آپؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزِ شہادتِ مبارک کے ضمنِ وصال کو دیکھنے کا کہ وہ جہالت کے نور سے خیرِ برکت کی جہالت اسے رہے ہیں۔
- 9- حضورؐ کی سیرتِ اطہر قرآن ہے جس میں آپؐ کے اخلاقیاتِ عالیہ نوروں کی مانند ہیں۔ آپؐ کے صحابہؓ اگر تم کی مثال بہارِ باغ کی جالے والی آیت (فَاُولَٰئِكَ لَا يَلِيهِمْ) کی جالی ہے۔
- 10- آپؐ کا تحبِ اطہر چاروں طرف کی طرف سے ہے۔ آپؐ کی سیرتِ اقدس بھلائی کا کہی جاتا ہے۔
- 11- آپؐ لیلیِٰ عظیم کے مانند صوفیہ روئے عیسائی کا تجھ سے قرآنِ عزیز میں وارہ ہے۔
- 12- جس نے آپؐ سے محبت کی اسے سوا کریم نے انوارِ رحمت کے تحت ہمیشہ رہنے کی بشارت دی۔
- 13- جس نے آپؐ کی عظمت کا ذکر کا تو کاغذِ وزغ ہے جو اسے مغربِ غوارِ یوں کہ اس کا
- 14- آپؐ کی حمایت اور کریم کی مثال اس صریح ہے گو آپؐ نے مروجہ بین بھلا ہر مہمانِ قزاقی کے لئے آگ روشن کی ہوئی ہے۔ آپؐ اپنے وسیع کرم سے ہزار ہا مساکین لئے والے انسانوں کی حیثیت لئے والے ہیں۔
- 15- میں نے ہر ذوقِ خلق پر چھ روز والی گزرتی گزرتی نور۔ آپؐ سا نظریہ آیا۔
- 16- آپؐ کو پہلی آفت میں مددگار ہیں۔ آپؐ کی رحمت کے دُستِ انصافیت ماحول ہے۔
- 17- تمام صوفیہ آپؐ صادقِ دامن اور پریشان ہیں کہ تم و محرم ہیں۔
- 18- آپؐ شرفِ سخاوت کے اعتبار سے خدا کے خلق اور انسانی میں بزرگ و بھلا کا کہنے شائع ہیں۔
- 19- آپؐ کشفِ انعام اور احسان کے ساتھ دین و دنیا میں ہمارے مددگار ہیں۔

دیں وجہ اُرسیت

مشکل الفاظ کے معانی

1۔ شہادت: مردِ با ایمان کی شہادت ہے۔ چوتھوں کی راہ پر کرنے والا۔ 2۔ بھڑا: آئینوں کی شمعِ عظیم انسان۔ 3۔ شہداء: اس کی شمعِ سلام انسان۔ 4۔ انبساط: آگ کی جلی۔ 5۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 6۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 7۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 8۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 9۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 10۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 11۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 12۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 13۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 14۔ شہداء: شہداء کی شمع۔ 15۔ شہداء: شہداء کی شمع۔

ترجمہ

- 1- ہادی کا نکتہ جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ مبارک کی وسالت سے تم نے جان سے ان کے مظلوم رعایا کی طرف رجوع کیا۔
- 2- آپؐ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ہر لحاظ سے سارے عالمِ انسانیت میں برگزیدہ ہیں۔ آپؐ کا وجود اقدس مردار کے بارگاہِ درویشانہ صوفی کی طرف سے ہے۔
- 3- آپؐ ہر رحمت و کمال کے عالمِ معجز و رفیع القدر اور پاکد مرتبہ ہیں۔
- 4- آپؐ سکاقتی کے راستوں کے ہادی ہیں۔ زبانِ نبی اکبرؐ کی ہے اور آپؐ اپنے قول کے محقق ہیں۔
- 5- عزیزِ دہریانِ ذاتِ ہادی کے حکم سے آپؐ تھوڑے کے ہر کھوڑے میں اُس کے نگہاں ہیں۔
- 6- آپؐ نے ہر سید و فقیر کو یکساں مقام عطا کیا ہے اور آپؐ کو روزِ نزدیک لئے والے ہر انسان کو جہالت پہنچانے والے ہیں۔

دیں وجہ اُرسیت

ترجمہ

- 1 اسے میرے ساتھ لے جاؤ! اللہ کی قسم میرے دل و جان پر گزرنے والے ہر معاملے سے ڈراؤ گا۔
- 2 اس بارے میں ہم کچھ شک نہیں ہو گئے کہ اوقات کے درپیش ہم نے تیری سعادت پائی۔
- 3 اُسے اٹھانے چاہئے جو کبھی میرے درپہنچا یا اس نے (اس اٹھار) کو یا اور کا میلہ ہوا۔
- 4 طبعی میں (بے شمار) کرامات چہاں جس میں ماضی ہو (ہوائی و زمینی) (توحید) کا نتیجہ کے لیے طغرات ہیں۔
- 5 جس نے ذرا بغیر اس کے کوئی طاقت نہیں کی سمجھتے سے شروع ہم غرض کی صدمہ مسئلہ یہ سنئی ہے۔
- 6 جب دراصل اب مکی اللہ تعالیٰ سلم کے لئے تھوڑی سے چشمہ چلا اور البیہ کا نقشہ حاصل کرتی ہے۔
- 7 حکمت دہے خواہ اللہ کی زبان سے جاری ہے، اس حکمت کی مثال دہی کھڑکی ہی ہے۔

یہی وہ اوست

یَا مُذَرِّکَ اَنْوَالِی (ماہیا)

- 1 یَا مُذَرِّکَ اَنْوَالِی
- 2 فَاَنْتَ تَنْلَمُ وَالْاَنْوَالُ تَنْعَطِرُ فِیْ اَبَیِّ
- 3 لَا تَسْخَبُ فِیْ ذٰلِکَ
- 4 فِیْ لُجَّةِ اَنْبَابٍ بِالْمَقْوِنِ وَتَحَدُّ تَاکَ
- 5 اَلْفَعْرُتُ لَہَا
- 6 مِّنْ حَیَاةٍ عَلٰی اَبَابِکَ فَاَنْتَ تَاکُ وَفَاکَ
- 7 فِی الْبَحْرِ کَرَامَاتِ
- 8 مِّنْ اَنْحِلَاسِیْ یَسْفِیْ اَبَیِّ اَبَیِّ وَوَعَاثِ
- 9 نَا طَوَّافِ مِّنْ وَّلٰی
- 10 مَحْرُومِ مُمَوَّلَاتِ لَا صَاہِمَ وَلَا مَلٰی
- 11 اَلْبَقِیَّ بِالْاَوَّارِ
- 12 فِیْ اَبَیْرِ لَہَا اَبَیِّ مِّنْ قُبَّةِ مَحْفَارِ
- 13 اَلْجَمْعَةِ تَاکِبِیْ
- 14 مِّنْ مِّلْطِیْقِ اَنْحِلَاسِیْ عَمَّا لَا یَعِیْ بِالْمَحْفَرِ

یہی وہ اوست

از چہش چشم سرگیت شور بہست پہ مردمان عالم
 نہان دل فرا چہ پرسی پیداست پہ ٹو نہان عالم
 نازم پہ چشم القاصص در محشر عاصیان عالم
 ایک پہ درت گلے پہ لغیر جگ آمدہ ژانخوای عالم
 دست کٹا پہ من کہ ہستم من جملہ مفسدان عالم
 در قبضہ تو ضدکب امکان بر پائے تو خم کمان عالم
 معیار گرائی جسں حُصص تشاخص سوتقین عالم
 از دیدہ القات خیرات! بر زخم رسیدگان عالم
 با دست ہوت و رسالت بر شست دگر گمان عالم
 دین طرقت کہ ذات حق پہ گشود از دست تو نماں پہ خوان عالم
 اے لجر معنی الہی اے محبوب من نکان عالم
 اے فیض رسائی حق! نگاہے بر حال مگر سنگ عالم
 اے واقف بر عیان گیہاں اے عالم ہر نہان عالم
 رہے! پہ من غریق عصیان اے شایع عاصیان عالم

بجصور سید المرسلین علیہ السلام

بے نقطہ و نکتہ دان عالم تہاست نگاہیان عالم
 عنوان کتاب آفرینش دیباچہ داستان عالم
 تفسیر صحیفہ رسالت سرخیل حیران عالم
 توقیر قلم رو ہوت منزل عمر کاروان عالم
 سرمایہ افتخار ہستی حیرانہ گلستان عالم
 شہکار معجزہ و مہر ظن اللہ سائبان عالم
 پروردہ ناز حضرت حق شامچہ دلبران عالم
 لاہوتی و مکیج عناصر نور ازل است داستان عالم
 در مرتبہ آں پناں فراز ہم بندہ و حکم رانی عالم
 ذاتے کہ در و صفات پرواں نامے کہ ازو نشان عالم
 جانے کہ فروغ اوست ایہام جسے کہ پہ اصل جان عالم
 مولائے جہانیاں محمدؐ ثورق و ز انسیان عالم
 لب ہائے قلم پہ مدح آتشک تڑ در جہش زبان عالم
 از آویج صفات او فردر پردانہ ہر گمان عالم
 صد کعب پہ گرد شست جولاں اے قبیلہ غارقان عالم

رباعی

سیرت لکھیں کہ شعر تصنیف کریں
ہر رنگ میں اہتمام توصیف کریں
شرح و رفعاً لك ذكرك یہ ہے
محبوب خدا کی کھل کے تعریف کریں

فلست کدہ دلم بر افروز اے تجر شو فطان عالم
نہشے بہ من خراب حالے اے والی ہے کسان عالم
دقیقہ امداد و چارہ کار نیست اے خاصہ خاندان عالم
استودہ بہ خاک تو فقیرے اے محسن و مہربان عالم
اے موجد شیوہ تنہم! گل پاش بہ گشتان عالم
بشعل پہ کف اند چوں غلاماں مہر و مد و اختران عالم
گردیدہ ز اشتیاق سرست رقصید بہ آسایا عالم
بر بندگیست نصیر نازد
اے نازش نرسلان عالم



پر نوریں جسم تو "تشریف و مدت" خلعت کثرت
 لب سر پہ مشرے مضمون عرفاں یا رسول اللہ
 خیال قاسمیت تو " رہ نمائے عالم باہ
 یہ غنیمت " دو غنیمت " عین ایمان یا رسول اللہ
 جمال تست وجہ از دیار مایہ پیش
 خیال تست رزقی ذہن انسان یا رسول اللہ
 خرام لہب ذوق لقاہت در شب اسرا
 گزشت از ماہرا بیج جولان یا رسول اللہ
 توئی تمکین جاں سلطان و دریاں " بحر و خویاں
 توئی دارائے گنج " صدر گیہاں یا رسول اللہ
 پتہ وین و ایماں! اسے حقیقہ ترصہ انسان
 یہ چرب حق خورہید تباں یا رسول اللہ
 کتاب آفرینش ناز ہا بر خوشن داد
 کہ سمش نام پاکت زب عنوں یا رسول اللہ
 کجا اوج مقامت اسے ثنیب و طاہر و اطہرا
 کجا حالی سینا آلودہ دہاں یا رسول اللہ
 من و جرم و خطا و وحشت و آوارہ اندیشی
 تو خود و عطا و فضل و احسان یا رسول اللہ
 شہیدم در نگاہ اولیں بخشند دارائی
 اگر آید گدا فرو کریمیاں یا رسول اللہ
 یقین دارم نہ خوانی وید حسب شہود رحمت
 چہ محشر است خود را پریشاں یا رسول اللہ

دہی سہہ اوسنت

برگ و نوائے بے نوا یاں

حق پاکت یہ حقیقت جلوہ ساہاں یا رسول اللہ
 سراپایت " بخشم نور یزدان یا رسول اللہ
 زبہ رویت بہ فوہی صبح صید نفاہ عالم
 زبہ زلف تو شام حشر افشاں یا رسول اللہ
 توئی ترنمین فردوس وجود " اسے جمع توئی
 توئی محبوب یزدان " میر تو بان یا رسول اللہ
 گرامی بکھر نوریں " غنیمتیں جلوہ بھوین
 توئی ملہ " توئی یسین پر قرآن یا رسول اللہ
 پیر حسین و واگشت بساب " خنکے نہ خندہ
 توئی وجہ کھجور بزم امکاں یا رسول اللہ
 توئی در صورت الہام " متن وحی و منہوش
 توئی در شکل انسان " شرح قرآن یا رسول اللہ
 توئی در لفظ کلمہ آں نقطہ آفاقہ گویائی
 توئی لاریب ناز ٹپن انسان یا رسول اللہ
 توئی از جملہ برتر " تاج بر سر " سرسبز داور
 توئی بر مصب ہجرائے فرماں یا رسول اللہ
 بواہ الحمد در دست " یدائہ الفضل بروشت

دہی سہہ اوسنت

توئی عاجز نواز و حق طراز و العف و اکرم
 توئی تاب و توانی ناتوان یا رسول اللہ
 بدہ توفیق توہ این گروہ ہے نصیب را
 کہ تا از کردہ ہا گردو پشیمان یا رسول اللہ
 بہ تصدیق ابو بکر و بہ عدل و بدل فاروقی
 بہ فخر حیدر و تسلیم عثمان یا رسول اللہ
 بہ خون اصغر و صبر حسینی و چادر زہرا
 بہ ثبہ یزدت و توقیر سلمان یا رسول اللہ
 بہ آہ شبنم و سوز مجید و غلہ اکھم
 بہ انقلاب پاپیہ و عشق خرقاں یا رسول اللہ
 بہ فیض صبح بخشن و میر سبزی خواہد کشور
 بہ چاہ بارگاہ شاہ جہاں یا رسول اللہ
 مدد اسے دزدہ پرور، جلوہ بیکر، شایع محشر!
 کرم اسے مریم ہر ذمہ انسان یا رسول اللہ
 مسلماناں بہ پاکستان نظام مصطفیٰ خواہند
 خدا را مشکل ایشان کن آسان یا رسول اللہ
 طغوب مختلف را مرحمت کن ذوق حقیقت
 کہ تا یافز کنند احکام قرآن یا رسول اللہ
 بہ درگاہت نصیر ہے بیاضعت آرزو مند است
 کہ تا مردن ترا باشد تا خواں یا رسول اللہ

دہی سہہ اوسنت

اگر یک چند خیزد باد رحمت از سر گویت
 باشد کشیم را میم طوفان یا رسول اللہ
 ز قعر بختم گر بر کشی با غزہ حکمیں
 رسم بر منو برہیں، کیوان یا رسول اللہ
 بہ خود نازم، بہ کوسے شاید بخت رسا رقصم
 اگر بر من کنی یک چشم پنهان یا رسول اللہ
 عطا کن در چادر خواب من بجے، گوشہ اے چائے
 نہ خواہم وسعت ملک سلیمان یا رسول اللہ
 ز رخ پر نور رضا درند من از فرط بے ثانی
 زخم دست جنوں بر جیب و اماں یا رسول اللہ
 ثار یک نگاہت اللہ ہستی، نعمت مستی
 فدایت گوہر دل، دولت چاہ یا رسول اللہ
 نظر بر حال آتس اے پناہ صبح محشر!
 کہ آمد بر سر الماد و طغیاں یا رسول اللہ
 نمی دامن چہ شد این قوم را ز فرط محرومی
 یکشتہ از نظام تو گر یزایاں یا رسول اللہ
 چرا این بے مسیراں بندہ زوی اند امریکہ
 چہ پندارند ہم خود را مسلماں یا رسول اللہ
 کہ داند از نو بہتر حکمت و اسرار فنا جی؟
 کہ دارد مثل تو دروغریاں یا رسول اللہ
 توئی زاد و معاہدے کسان، عالم امکان
 توئی برگ و ثوایے بے لواباں یا رسول اللہ

دہی سہہ اوسنت

در دیدہ سَوادِ اُو ادنیٰ ' بر چہرہ بہار استغنا
بر فرق نہاں حق تاجِ لولاک کما سُبحان اللہ

آہنگِ حق اندر اندازش ' تمکینِ سخن درکوازش
از مطلعِ سیمائش پیدا انوارِ عذی ' سُبحان اللہ

گر دیدہ نقیر از ذوقِ ثنا بر خجہ رسالے خود نازاں
طسکروہ پہ درماں طلی داماں دُعا سُبحان اللہ



ہیند چو تہہر را ' گوید خورشیدِ ما سُبحان اللہ
اے کاش فروو آیم ہر یک بوسے پا سُبحان اللہ

واللہ بربک اصحابش وارثۃ موجِ زلزلہ اُو
والفجر ز رُوعے آواہش آہستہ نوا سُبحان اللہ

جستے کہ دہ در ہر گردشِ فرمانِ تہر عالم را
گوشتے کہ صدہبِ دل فہود پہ حرفِ دُعا سُبحان اللہ

در تذکرہ معراجِ نبی پیداست ز آغازِ سورت
دیش چہ پہ اوجِ عبودیت ' خود گنت خدا سُبحان اللہ

ہر جلوہ پہ شوقِ دیدارِش گردِ زنجِ پاکش ہالہ زماں
ہر منظر ہر تقدیرش آراستہ جا سُبحان اللہ

دو عالم زیر فرمان محمدؐ بود ایزد ثنا خوان محمدؐ
 چرخ اے رہ تورو منزل ذات! ز رب العالمین شان محمدؐ
 نگاہ و قلب یوکر و علیؑ خواہ کہ آساں نیست عرفان محمدؐ
 ز دنیا و ز عقبی ہم نیامد جواب نروے ثنائی محمدؐ
 بیامزد خدا است پہ محشر چو بیند چشم گریان محمدؐ
 نوازش ہائے او را نیست پایاں رسد ہر نعمت از خوان محمدؐ
 ابوکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ تعالیٰ اللہ! یاران محمدؐ
 تنگد را شرف دائم قاطون ز اطفالا دبستان محمدؐ
 بر آید آب ثلث از جنیم اگر گویم ز اصحاب محمدؐ
 کسینؓ و ہم حسنؓ ہستہ لاریب فروغ ہر دو چہرانی محمدؐ
 مہ و مہر فلک بیند از دور پہ سہائے درستان محمدؐ
 جہنم قیصر و جم عہدہ ریزد پہ چش خاساران محمدؐ
 تصور اولیا اندر ادب کوشی کہ ہست ایما بزم خاصان محمدؐ
 اگر خواتی کہ آساں پہ عقبی بزن دستے بدلمان محمدؐ

نصیر از پش محشر چہ پاک است
 کہ ہستم از ثنائی محمدؐ

دل پہ کونے تو یارمکن اللہ زہ پہ کونے تو یارمکن اللہ
 شب معراج و لیلیۃ القدر است شرح کونے تو یا رسول اللہ
 بر لب ذوالجلالی والاکرام مشکوئے تو یا رسول اللہ
 اہلی دین کونے کعبہ سجدہ کنند کعبہ ' کونے تو یا رسول اللہ
 انبیاء را " چہ بر زمین آورد بخجرتے تو یا رسول اللہ
 نور حق می کند طواف جمال گرد نروے تو یا رسول اللہ
 دل ما راست نمودہ مشکلیں آرزوے تو یا رسول اللہ
 سرمہ چشم قدسیاں ہاشد خاک کونے تو یا رسول اللہ

کاش! گوید نصیر در محشر
 زہ بروے تو "یا رسول اللہ"



دینی ما ، قریب ما ، کشور ما ، عزت ما
ہمہ را دار مکتوں ، ما ہوں باز آمدہ ایم

شکر کن شکر کہ اندر سفر عشق نصیر
مٹے نمودیم نقیب و یہ فراز آمدہ ایم



دینی ہمہ اُرمست

نوش نصیم کہ بر درگاہ ناز آمدہ ایم
یہ در بادشہ بندہ نواز آمدہ ایم
یہ طفلی کشمکش بدو شہ جیالان و طالع
لکھت فرما کہ بایں مجرور نیاز آمدہ ایم
چشمِ حُب تو داریم درونِ سینہ
بچو پردانہ صد سوز و گداز آمدہ ایم
چشمِ درگاہ تو استادہ تسلیم و رضا
کردہ با لشکِ دُشو بہر نماز آمدہ ایم
ناشم مارا بکن از جلوة احمد ، روشن
کہ بچے دیدن آں قائمِ ناز آمدہ ایم
زویا ہم ، بد اعمال و سہ کار و خراب
بامیدِ کرم اسے بندہ نواز آمدہ ایم
رازِ دلِ دانشواں گفت یہ ہر نا محرم
یہ تمنائے تو اے محرمِ راز آمدہ ایم
نیکساں را نبود غیر تو فریادِ دست
ماجھی دست بچے عرضِ نیاز آمدہ ایم
شکرِ بلد بچے پا یوں مہبوبِ خدا
مٹے نمودہ سفرِ دُور و دراز آمدہ ایم

دینی ہمہ اُرمست

لب تنقنی و نیکی و فکر ایزدی
 فکر چه استقامت آل محمد است
 یوزر ابو هریره ، انس ، خالد و اولین
 سر مست هر یک به خیال محمد است
 ر ریگ گرم و سبب تپان گفت یا آند
 عالم گواہ عقیق بلال محمد است
 یزبان عدل ، خیر بٹا ، تطلہ وجود
 غوث الوری امین خصال محمد است
 تطہیر شاہ و آئینہ تطہیر آشکار
 قرآن گواہ عقیق آل محمد است
 سلطان ہند ، خواجه ما ، شاہ چشتیاں
 آئینہ دار حسن مقال محمد است
 محمد علی بہ شان جلی ، مستشہم ولی
 در لکھنؤ علم ، جمال محمد است
 یا رب! کرم بہ حال تعمیر حوزہ کہ آد
 ادنیٰ حمدائے کوچکہ آل محمد است



ہر سو بہام حسن و جمال محمد است
 تمکلی و متین حق و کمال محمد است
 صدیق ، نکس صدق مقال محمد است
 فاروق ، شیخ چاہ و جمال محمد است
 سرچشمہ وفا ، حب و تابہ ذریعہ حیا
 طاہر ، امین بود و توان محمد است
 قطب نہات ، عارف ذلت ، افضل بہرات
 حیدر ، بہار لکھنؤ آل محمد است
 نفس بیط ، حکیم عصمت ، روان ہرف
 زحر ، فروغ بزم جمال محمد است
 ہر کرم ، امام آئم ، حسن الہکم
 حسن حسن ، شبیب و مثال محمد است
 ہاں داورہ رضائے خدا ، تکت لب حسین
 رونہ جزا شہم زلال محمد است

نور خورشید آمد
 مردارچی عالم را بخدا کشید آمد
 ہا ست مقام او
 ریزہ بہ دم کوثر سب گردش جام او
 سوکھو خدا کے او
 باشد سفر ہستی ، نقش سب پائے او
 فرزندم ٹر ہاں
 پریشان مہدائش دارلہی غم تریاں
 چشم امت بر احسانش
 از حشر چہ غم دارد دلہستہ دامنش



آں ذرہ نوازِ من

(ماہیا)

آں ذرہ نوازِ من
 شان مجھے دارد سلطانِ تجاؤ من
 چوں مرد خدا کارے
 وقت است جہین من بہر در دلدارے
 بر چند سہہ کارم
 از مہرجب عاقل ، ہم چشم عطا دارم
 بر عرش خرام او
 دریاں پودش جہین اسری ست مقام او
 از بہر شا خوانی
 اسے نقدہ گر فطرت! کن سلسلہ عینانی
 دل از ہمہ بر گردد
 چوں مہدی خضرائش فردوب نظر گردد

تضمین

برقعیت برہان العاشقین حضرت مولانا جامیؒ

کچے غمخواری مزگان تر کن شب ہمارا مختصر کن
بہ شہر قبلہ پاکن سفر کن نسیما چاہب بلحا مزر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن

بہ تشویش عالم یا محمدؐ چرا پخت عالم یا محمدؐ
گدائے خست عالم یا محمدؐ توئی سلطان عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

دلہما ساز " بے غم یا محمدؐ شور اندوہ دل " کم یا محمدؐ
نظر بر حال من ہم یا محمدؐ توئی سلطان عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

عفت درہان عالم یا محمدؐ زخمت برہان عالم یا محمدؐ
پہ شست ایمان عالم یا محمدؐ توئی سلطان عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

دہلی چہہ اوست

نادرہ عرصہ فیضان شو " حد شب و روز از برائے علی مقصد
گدا بر آستانہ بچو من " صد توئی سلطان عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

ترا اند پڑائی گر آنجا رساں این مشیت خاتم رابر آنجا
مطہاش در جوار سردر آنجا بر این جانی مشہوتم در آنجا
نہائے روئے خیر البشر کن

گر بتر ناکامی ز لطفش پہ عقبی کوثر آشنای ز لطفش
نصیر است این دلآزای ز لطفش مشرف گرچہ شد جانی ز لطفش
خدا یا این کرم بار وگر کن



دہلی چہہ اوست

مہجے کے لئے دل ہے مفتوح نظر میں ہے وہیں کا حسن دلکش
 نصیر آنے لگے ہیں پے پے غش مشرف گرچہ شد جاتی زلفش
 ضایا ایں کرم ہار دگر کن



دہلی ۱۳۵۸ھ

تضمین

برنعت سلطان العارفین حضرت مولانا جامیؒ

لگا ہے روح کو ہر وقت اک کھن چشمتوں میں ہیں پائے بستجی سن
 تامل ہر طرف ' یہ ہے بڑا مان نسوا! جانب بلحا مگر کن
 ز احوال محمدؐ را خبر کن

تری ہے ذات وہ ذات محمدؐ کہ اُمت کو ہے جس پر ناز ہے حد
 ترا سیکھ رواں ' تیری ہی مژدہ توئی سلطان عالم یا محمدؐ
 ز روئے کلمات سوائے من نظر کن

دہیں الطاف ہر دم یا محمدؐ طے سر سے ہپ غم یا محمدؐ
 ترے ہیں انتہی ہم یا محمدؐ توئی سلطان عالم یا محمدؐ
 ز روئے کلمات سوائے من نظر کن

جگر میں نہیں ہے سر میں ہے سودا بنا ہوں نہیں تو درد دل سراپا
 غم فرقت میں ہے ناہی نے مارا ہڈیاں جان مستقام در آنجا
 قداے روزہ خیر البشر کن

دہلی ۱۳۵۸ھ

بچے دیوار تھی بے حد کشائش نصیر اکثر مجھے پڑتے رہے غش
 اچانک خواب میں دیکھا وہ مردش مشرف گرچہ شد جاتی رطش
 خدایا ایسا کرم بار دگر کن



دہلی ۱۳۱۰ھ

تضمین

بر نعت حضرت مولانا جاتی

نہ طاقت ہے نہ جھٹل ہے کوئی کن عمر دل کو ہے شہر شاہ کی دھن
 یہ میری التجا بہر خدا سن نسیم! چاہے بلحا مگر کن
 ز احوال محمدؐ را خبر کن

وہ کوئی نیک ہو یا ہو کوئی بد کسی کو در سے ٹوکتا نہیں زد
 نہیں ہے تیری رحمت کی کوئی حد توئی سلطان عالم یا محمدؐ
 ز روئے لطف شے من نظر کن

نہیں ہے اب وہ دم خم یا محمدؐ عطا ہو عزم حکم یا محمدؐ
 تری شہادی مستم یا محمدؐ توئی سلطان عالم یا محمدؐ
 ز روئے لطف شے من نظر کن

مبا ٹو جاتی ہے درد میرا یہ مرغ روح قیدی ہے بدن کا
 یہاں دم گھٹ رہا ہے سبہ عبا ہر این جانیا مشاقم در آتجا
 فدائے روزنہ خیر البشر کن

دہلی ۱۳۱۰ھ

وہ کہ ٹورہیڈ ازل ہے ہر سر چرخ وجود
جسے لائق نہیں تا شام آمد غلبہ اُزل



زورِ حنائی کی جانب سے ملنا مجھ کو جواب
ہو نہ آزارِ نرود میں طبیعت مشغول
سب میں رہتے ہوئے جو سب سے جدا لگتا ہو
اُس پہ مھیں بشریت کا ہے الخلاق، فعلول
تور کے سانچے میں ڈالا ہو خدا نے جس کو
اپنے جیسا جو کہے اُس کو وہ فطری مجہول
”کسین یوٹ“ دم مہینی، ”یڈ بیضا“ دارد
ہر بشر کے لئے ممکن نہیں ان سب کا حصول

مصحف اسرارِ الہ

عبدِ عاجز کو ہے شوقِ رقیمِ تعجب رسول
دہنِ حنائی! ادھر بھی ہو توجہِ مہذول
تیرے اشعار میں محفوظ ہے پیکرِ اُن کا
تیرے افکار پہ ہے سایہ سناں زلفِ رسول
تیری آنکھوں میں ہیں رقصاں وہ منظرِ سارے
تو نے دیکھی وہ جہیں اور وہ چشمِ کمول
تیرے دامن سے مجھے اُن کی مہک آتی ہے
تیری فطرت میں ہے پیچک اسی خوشبو کا خلول
تو نے اُس ذاتِ گرامی کا زمانہ پایا
تیری توصیف میں جہلیں اُمس کا ہے فنول
ممرِ نعت کی تو نے ہی صدارت پائی
شعرِ تیرے صفتِ اعدا پہ تھے سینے مسلول
نرم لہجے میں وہ باتیں، وہ جہنم اُن کا
حافظے میں ترے موجود ہیں وہ رنگ، وہ مَحُول
زلفِ عصیاں سے برے دل کا ہے آئینہ سیاہ
پر تو نور سے ہے تیری جہتِ مستول
اک ذرا اُس حیرِ خواباں کے خدا مال بتا
جس کا جلوہ ترے اشعار کی ہے شانِ نودول

وہ نہ ہوتے تو ذرا دیر وروں سے پوچھو
ہوتا کیوں کر کوئی پیغام سدا ہی موصول

فلسفی! جھوٹا عہد ذہن ہے اُسے پانے کی
ہو چکا جب کہ ترقی عقل کا سلطان، معزول
ویدہ عقل سے دیکھ اُس کو نہ مرزا ناں!
کہ دلائل سے الجھتا ہے فرد کا معمول
عقل تو اپنی حقیقت سے بھی نا واقف ہے
کیا کچھ پائے اُسے، جو کہ ہے فوق عقل
وہاں! مشرب تومید ذرا نور سے سن
شاید آجائے تجھے راس پہ حربہ معقول
صرف توحید کا شیطان بھی جاکل ہے، نمر
شرط ایمان ہے تھم کی افاعت، یہ نہ معلول
امیر لازم ہے یہ در مرد مسلمان کے لئے
عزتِ آلہ نبی، خرمنجہ اتباع رسول
صاف باطن ہے تو بھیج اُن پہ دُرد اور سلام
ورنہ میں پیغمبروں کا پھر ذکر اُن ابن سلول
گر مئی عقلی بلاؤں پختی پیدا کر
کہ بنے سینہ ترا صوبہ انوار رسول

اُس کی ہر بات بلی بلی غوالا زخمی
اُس کا ہر فعل بنا کجیت زبان و اصول
سُورۃ فَاذْكُرْ مِمَّا لَمْ يُوْحِدِ الْكَافِرِيْنَ
خُوْدُوْهُ قُلْ مَعِيْنَا لِيُقْضٰى وَّعُقُوْل
يَسْمُوْهُ السُّخْرٰى بِهٖ كُلُّ غٰبِيٍّ وَّغَوٰى
يَعْلَمُ الْغٰیْبِ بِهٖ كُلُّ ظٰلِمٍ وَّظٰلِمٍ
كَيْلًا صَعْدٰنِیْ سَاحِۃٍ قُضِلَ وَّعٰلِی
خٰزِنِیْ قُرْبٰی بِهٖ كُلُّ نَفِیٍّ وَّزَمٰل
كُلُّ مَنْ سَابَقَهٗ كَسٰبُ الْحٰیٰۃِ النَّوَٰلِی
كُلُّ مَنْ خَالَفَهٗ فَهَوٰى طَرِیْقُهُ مَقْذُوْل
نہایت اُس سے نہ اگر ہو تو جان بھی مراد
وہ شفاعت ہے وہ مال تو دائم بھی قبول
وہی قرآن ' وہی معنی ' وہی معلوم و مراد
وہی علت ' وہی غایت ' وہی اصل معلول
سینہ پاک ہے وہ مصحف ابرار اللہ
نہ کچھ پائے جسے عرصہ دانش کے قبول
ذکر چلر جائے جہاں ذہب رسا کہ اُس کی
بخت کو تاہ کہ لازم ہے وہاں تارش کھول
گرچہ ہے عالم تشبیہ میں 'لا یَنْفَرُ
ایک ہو جاتے ہیں تزیین میں ' علت معلول

ہری ہستی، ہری مستی، ہرا ایمان، ہرا ذوق
 ہے یہ سب کچھ ترے انعام و کرم پر معمول
 تا قیامت تری چوکھٹ سے نہ اٹھوں آقا
 اس توقیف سے جو لے کام ہری عمر تجھوں
 نہ مجھے تاج و تہنیں سے، نہ سلاطین سے غرض
 ہے ہرا میرے غلاموں کی غلامی، معمول
 عہد و معہود کے ماتین و سہلے کو ہے
 اس سے ہٹ کر نہ عبادت، نہ شقاہت مقبول
 میرے نزدیک یہی توشہ عقبتی ہے نصیر
 حبّ اصحابِ نبی، اَللّٰہِ اَوَّلًا، بتول



دہی سہہ اُوسنت

یک یک چین ہلا اور طبعیت ٹھہری
 رُوحِ حسان سے شستے ہی یہ باتیں مستقل
 دل سے یہ ساختہ قبیلہ یہ ادا ہونے لگے
 مرجا بھل علی اے برے ذی جاہ رسول
 تیرے قربان، تری یاد کے لہوؤں پہ ٹار
 میرا سراپہ ہستی ہے ترے پاؤں کی دھول
 نہ روم از دور پاکت چہ در کج گھبراں
 چہ گدازِ درِ خویشتن کن اے شاہد قبول
 تُو کیا و من آوارہ و ناکارہ کیا
 تو دھندلہ دیدہ یہ زودیت، منم دھنچ گھول
 شام از سلسلہ کھلیب تو قیام، شاہا!
 نہ شوم از سر زلفت یہ عذوق مشغول
 ہر را ساختہ سیراب حیل کرم
 چہ جوانانِ بختک و چہ بزرگانِ گھول
 اپنی آدم ز تو آئین شرافت آسودت
 ورنہ اُتھو نوالات ازیں مرد گھول؟

دہی سہہ اُوسنت

مناظرِ تحقی کے ہیں کچھ سے فغا جھگا کر یہ کہتی ہے سب سے
 منورِ زمیں ہوگی ماہِ عرب سے ٹانگ ہیں صفِ بستِ بر سو ادب سے
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں
 رہے خوش نصیبی ' رہے کامگاری چپکنے کو ہے آج قسمتِ ہماری
 نظرِ شہر ' دلِ فدا ' جانِ داری وہ آئی ' وہ آئی ' وہ آئی سواری
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں
 یہ کج مسرت ہے خوشیاں مناؤ دُرو و سلام اپنے ہونوں پہ لاؤ
 گھر کے جلوں پہ قربان جاؤ ادب سے نصیر اپنی اکھیں نہکاؤ
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں



دہی سہہ اُرمست

عیدِ میلاد النبی

ادب! سرورِ مرسلاں آ رہے ہیں رسالت کے زوہج رواں آ رہے ہیں
 بعدِ عفت و عز و شان آ رہے ہیں جلو میں لئے قدسیاں آ رہے ہیں
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں
 یہی ذکر ہے آج ایک ایک گھر میں ستاروں میں ٹپوں میں ٹگل میں گمز میں
 یہی دھوم ہے ہر طرف بھر و بڑ میں مٹانے کو ہر شر لہاں ہشر میں
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں
 تجھے کفر و الحاد کے سب شرارے لرزتا ہے الجھیں دہشت کے مارے
 سحر دم یہ کرتی ہیں کریم اشارے خدا کے ڈارے ' خدائی کے پیارے
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں
 عرسِ نبوت ' بشانِ رسالت سراپاِ تحقی ' بخشِ عنایت
 صاحبِ کرم ' سلسلِ شفاعت بہ صد رفعت و رعت و رشد و رافت
 شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں

دہی سہہ اُرمست

فریادیوں میں گپ کا
 بس اک نظر رحمت ہو جائے بھلا سب کا
 نصرت میں جاتی ہوں
 نہیں میرے کیوں مانگوں جب تیرا سوالیوں
 ہے دھوم ترے در کی
 کوئی نہیں جنتی ہے خیرات ترے گھر کی
 گونجی ہے صدا ہر سو
 عالم میں گھر کی پھیلی ہے نیا ہر سو
 قسمت کے تکیوں میں ہیں
 محبوب خدا وہ ہیں کوئین کے سلطان ہیں
 منجھڑ ستم یوں نہیں
 دن رات تو چاہوں محتاج کرم یوں میں
 ہاتھ پہ پینہ ہے
 ہو پار شہر بٹھا! طوقاں میں سفینہ ہے
 ٹھوکر نہ کہیں کھاؤں
 رحمت کی نظر آقا برادر نہ ہو جاؤں
 تم اول و آخر ہو
 گھر گھر ہے بچی چرچا تم حامی و ناصر ہو

دہلی سہہ اوسلت

تم اول و آخر ہو

(ماہیا)

کافی سکی والے
 اے شاوہب اسڑی کوئین کے دھوالے
 دربار الگ تیرا
 جبریل ترا شیدا محتاج ہے جگ تیرا
 بگڑی کو ستواریں گے
 طیبہ کے تھوڑے دن رات گزاریں گے
 کیوں اور کسی گھر سے
 جو کچھ ہمیں ملتا ہے ملتا ہے ترے در سے
 چوکھت تری عالی ہے
 کچھ بھیک ملے آقا جھولی بری غالی ہے
 ملنے ہی نہیں جاتا
 شاہوں کو ترا سنگت خاطر میں نہیں آتا
 اب کون ہمارا ہے
 ڈولہا شپ اسڑی کے اک تیرا سہارا ہے

دہلی سہہ اوسلت

تصویرِ شریعت تم
 تصویرِ حقیقت تم ' توحیدِ طریقت تم
 دو آئند ہیں اُو اولیٰ
 ذالقیل تو کیسو ہیں ' دانشِ رُخ زیا
 ہڈیوں کو ہوا دے کر
 دیکھو تو ذرا اُن کی رحمت کو صدا دے کر
 کیا خوب ترا گھر ہے
 داماد عیسیٰ تیرے ' دھڑا تری دختر ہے
 مٹے نہیں کب تم پر
 یہ جن ملک ' انسان ' قربان ہیں سب تم پر



ہر ذلہ ہوا شیدا
 کیا بات تمہاری ہے ' تم پر ہے ' خدا شیدا
 رحمت کا خزینہ ہو
 دنیا نے چھپیں مانا ' تم شادِ مدینہ ہو
 تم ختمِ رسل ٹھہرے
 محبوبِ خدا ہو کر ' تم حاصلِ گل ٹھہرے
 دریائے سخاوت ہو
 میدانِ قیامت میں تم سایہ رحمت ہو
 جلوہ ہیں ہم تم سے
 تم دین کی عظمت ہو ' ہے شانِ حرم تم سے
 سبطین کے نانا ہو
 رحمت کا خزینہ ہو ' حکمت کا خزانہ ہو
 محشر کے تمہی مالک
 تشیم کے آقا ہو کوڑ کے تمہی مالک
 سانسوں میں رواں تم ہو
 بردل میں تمہارا گھر ' وہ جانِ جہاں تم ہو
 تم میند و سرور ہو
 تم ارنج و اعلیٰ ہو تم شائقِ محشر ہو

میری مرتد سے نکیرین چلے جائیں گے
 اُن کو بل جائے گا جس دقت والا تیرا
 فَسْتَكْبِرُكَ اللَّهُ سے یہ بات اُٹھائی
 تُو ہے اللہ کا ' اللہ تعالیٰ تیرا
 حشر میں ایک قیامت برے دل پر گزری
 بن گئی بات ' وسیلہ جو نکالا تیرا
 صدقِ دل سے ہے نصیر اہل طلب میں شام
 آسرا حشر میں ہے اے شہِ والا تیرا



دونوں عالم میں ہے دن رات اُجالا تیرا
 نخبِ انوکھی ہے تری ' کُن ترالا تیرا
 غمچہ و گل میں ترسہ نقشِ کتبِ پاکی جھلکے
 ہے بہارِ چمنستان میں اُجالا تیرا
 مظہرِ نورِ ازل ' مصدرِ انوارِ ابد
 از ازل تا یہ ابد نورِ دو بالا تیرا
 اے شہِ کُن! دو عالم ترسے قدموں پہ ٹہر
 خود بھی شیدا کی ہے اللہ تعالیٰ تیرا
 نہایت بزمِ جہان ' صورتِ زیبا تیری
 سرورِ گلزارِ حقیقت ' قدرِ بالا تیرا
 جس جگہ تیری جھلک ہو ' تری رعنائی ہو
 جا ٹھہرتا ہے دہلیا ' دیکھتے والا تیرا
 شبِ معراج ہے عنوانِ تری رفعت کا
 ذاتِ ارفع ہے تری ذکر ہے اعلیٰ تیرا
 تُو ہے وہ شمعِ نیا بارِ دو عالم کے لئے
 دھوڑتے پھرتے ہیں کونین اُجالا تیرا

ظلم و ستم کا دور مہیا ' تفریق و تکریم ختم ہوئے
 عدل و مساوات اور انکسرت کو مجوز ایمان کیا
 لا تفریق علیکم کہہ کر بخش دیا ہر مجرم کو
 فتح مسد کے دن اپنی رحمت کا اعلان کیا
 دین اس کا ' دنیا اس کی ' ہر شے ہے اس کی صفی میں
 جس نے اُن کے نام پر اپنا تن من دھن قربان کیا
 جانی پڑی ' عرض گزار دی اہلک بہائے ' نت پڑھی
 ہم نے مدینے جا کر دل کا پورا ہر ارمان کیا
 غم کے بھور سے پار لگایا شاہِ عرب نے کشتی کو
 ہر منہدار کا ریا روکا ' ختم ہر اک طوفان کیا
 مجز و ادب سے اُن کا نام پاک لیے جانے کے لئے
 نام ہماری بیتی کا قدرت نے ' پاکستان کیا
 صدقے جاؤں نصیر اس آقا اس مولا کی رحمت پر
 راہ دکھا کر اُس در کی مجھ روحین پر احسان کیا

روزِ ازل خالق نے جاری پہلا یہ فرمان کیا
 اُن کو بنا کر شاہِ رسولان دو جگہ کا سلطان کیا
 لوک ظلم سے عرش بریں پر حق نے لکھا جب نام نئی
 کون و مکاں کی ہر عظمت کا حضرت کو عنوان کیا
 شانِ ابوالقاسم دیکھو تو رب جہاں نے دنیا میں
 پہلے قرآن والا بھیجا ' پھر نازل قرآن کیا
 بھیج کے ہم میں محبوب اپنا دین کے نکتے سمجھائے
 پردے پردے میں انتہ کی بخشش کا سامان کیا
 آنکھیں روئیں ہر نئی میں انکوں کی برسات ہوئی
 عشق نے لمحہ لمحہ دل میں پیدا اک بھجان کیا
 اُن کا وسیلہ رب کی رحمت کا جیلہ بن جاتا ہے
 نور کی تپا پار لگائی ' مشکل کو آسان کیا

عطا کیا جس نے شہادت قدم
سہارا پایا تو پھر میں مراد پار کیا
عشقِ نبی کی سند ملی ہم کو
نصیر! ہم نے گریباں جو ہر جا کیا



دہیں ہمہ اوسمت

ازل کے نور کو جب اُس میں آشکار کیا
خود اپنی ذات پہ خالق نے افتخار کیا
دُور میں سورج سجا دیئے تُو نے
ہم سے کو تھیلی سے ہمنما کیا
جس نے جمال نے بخشا مسودات کو نور
جس نے خیال نے ذہنوں کو کیا
جڑی کی پھیل چلنے نے
خود اپنے فن کو پہ نثار کیا
علیٰ کو فرشتہ رسالت دیا ہم ہجرت
رشتہ تھے جو ابو کبیر، یارِ غار کیا
اُسی سے لیتے ہیں اہل جہاں قرار کی بیک
تہااری یاد نے جس دل کو بے قرار کیا
جو پست تھے بلندی سے ہمنما ہوئے
غبارِ راہ کو تُو نے فلک وقار کیا
ہے علم خیر کثیر اور زرد ستارِ ثقیل
یہ راز تُو نے دھانسے پہ آشکار کیا

دہیں ہمہ اوسمت

تجبی نے قصر المارت کو کردیا ہمار
تجبی نے بلعیت شای کو تار تار کیا
تری نگاہ کرم نے اُسے تسلی دی
وہ آنکھ " جس کو زمانے نے انگلیاں کیا
ترے ظلم ہے محشر میں سر بلند نصیر
ترا کرم کہ اسے انقی شام کیا



ہر اک صفت کا تری ذات سے حصار کیا
خدا نے تجھ کو مشیت کا شاہکار کیا
برے کرم نے فقیروں کی جھولیاں بھر دیں
تری نظر نے گداؤں کو شہر یار کیا
برے دنگو کا اعجاز ہے کہ انسان نے
صنات و ذات الہی کا اعتبار کیا
تکی ہے راہ ' خلیق و کلیم و عیسیٰ نے
خدا نے عرش پہ خود تیرا انتظار کیا
نراق آلا تو صفت ہاتھ لی فرشتوں نے
رکاب پادشہ کے جبریل نے سوار کیا
ابھی تجھی گرمی میں جب نمود کی موج
گہور میں تری صورت کو اختیار کیا
سما کے ختم ثبوت کا تیرے سر پر تاج
خدا نے تجھ کو رسولوں کا تاجدار کیا
وہ کج کاہوں کے چکر میں پڑ نہیں سکتا
طواف جس نے ترے در کا ایک بار کیا

خداں نے انکس بہائے جب اپنی قسمت پر

تو مصطفیٰؐ نے کہا جلا تجھے بیمار کیا
تھیرو! تاہم اکبر واجب العمل تھیرو
وہ دین حق ' جو عمرؓ نے آشکار کیا



دہلی ۱۰۰۰

مجھے غلام ' اُسے میرا شہر دار کیا
مرے کرم! کرم تو نے بے شمار کیا
بلا کے عرشِ چاق نے تجھے شہب معراج
ترے سپردِ خدائی کا اقتدار کیا
فلک پہ ٹھہرا ہوا تیری آمد آمد کا
سلام تھک کے فرشتوں نے بار بار کیا
گھٹنا دیا تری بیعت نے قدِ رعزت کا
ہوں پہ ' کفر پہ ' فرعونیت پہ وار کیا
یہ کج کاہ تو اپنوں کے دل نہ جیت سکے
ترے خلوص نے دشمن کا دل شکار کیا
خدا گواہ! گناہوں پہ اپنے نام تھا
ترے کرم نے مجھے اور شرمسار کیا
برہت کعبہ ' غریب و یتیم بچوں سے
حسنِ حسینؑ کی مانند تو نے پیار کیا
خدا کا شکر ' کہ مثلِ کبوترانِ حرم
طواف میں نے ترے در کا بار بار کیا

دہلی ۱۰۰۰

دمِ مدحتِ خشوعِ دل سے ضروری ہے استماع
نہ مخاطب جو ہو کوئی کروں باتیں ہوا سے کیا

جسے آدابِ گفتاری کی خبر نہیں
وہ بھلا لے کے جائے گا معنی مصطفیٰ سے کیا

مجھے خیرات بے طلب ملے باپِ رسولؐ سے
اُسے دارین میں تفسیرِ غرض ملے ہوا سے کیا

اہلِ آتی ہے زور و ' تو دے پاؤں ' پاؤں
جو گھر پہ مَرِ جنا ' اُسے ڈرنا تھا سے کیا



یہ نہ پوچھو ملا ہمیں درِ خیرِ کداری سے کیا
نظر اُن کی پڑی تو ہم ہوئے پل بھر میں کیا سے کیا

مرے دل کی وہ دھڑکنیں دمِ فریاد سننے ہیں
متوجہ جو ہیں ' وہ ہیں ' مجھے پاؤں صبا سے کیا

نظر اُن کی جو ہوئی اثر آیا دُعا میں بھی
مرے دل کی تڑپ ہی کیا ' مرے دل کی صدا سے کیا

جسے اِس کالیقین ہے کہ وہی بخشائیں گے
کوئی خطرہ ' کوئی بھگت اُسے روزِ جزا سے کیا

روِ طیب میں بے خودی کے مناظر ہیں دینی
کبھی اُتے ہیں کچھ سے کچھ ' کبھی جلوے ہیں کیا سے کیا

اثرِ انداز اُس پہ بھی مرے آفتاب کا رنگ ہے
کہیں آنکھیں ملانے کا کوئی اُن کے گمراہ سے کیا

جذب ہوا اس ترے کوچے میں فکرے کی طرح
 بجز میرا ' مجھے دریا نہیں ہونے دیتا
 تجھ کو اللہ نے شہکار بنا رکھا ہے
 اب کسی اور کو تجھ سا نہیں ہونے دیتا
 میں بھی شیدا ہوں نصیر! اُس شہنشاہ کا مگر
 نہیں محبت کو قاتل نہیں ہونے دیتا



دہلی ۱۳۵۰

دل کسی حال میں ایسا نہیں ہونے دیتا
 بے نیاز شہرِ بھلا نہیں ہونے دیتا
 کرم اُن کا مجھے رسوا نہیں ہونے دیتا
 مجھ پہ غالبِ علم دنیا نہیں ہونے دیتا
 جو مجھ کے دل سے ہوا ہے حاصل
 وہ تعلق مجھے تنہا نہیں ہونے دیتا
 جس گہوار پہ آگ کی نظر ہو جائے
 اُس کو خالق بھی رسوا نہیں ہونے دیتا
 اُن کا دیوانہ ہوں میں ' مد سے گزر سکتا ہوں
 یہ عبا ہے ' مگر ایسا نہیں ہونے دیتا
 اُن کی نسبت کا یہ اعجاز تو دیکھے کوئی
 غم ' قیامت کوئی برپا نہیں ہونے دیتا
 اسے شہرِ کون و مکان اس کے ترا سوائی ہوں
 عشق ' اب اور کسی کا نہیں ہونے دیتا
 ذاتِ الہامی تری ' اور ہیں بے شک صفات
 تیرا ہونا ' کوئی تجھ سا نہیں ہونے دیتا

دہلی ۱۳۵۰

اُس جواں بخت کے منزل نے قدم پکڑے ہیں
 جادوِ عظمیٰ محمدؐ میں جو دو کام چلا
 مرحلہ پُرسشِ اعمال کا تھا خستِ لیسرا
 چل گیا اُن کا سہارا ' تو کہیں کام چلا



شاہ کے فیض سے انسان کا ہر کام چلا
 قلب روشن ہوا ' تو قیامِ یزگی ' نام چلا
 سلسلہ ایسا کوئی گردشِ ایام! چلا
 راہِ طیبہ میں مجھے تو ' سحرِ شام چلا!
 جس فرشتے نے کیا فرش سے تا عرش سفر
 پُرم کر روضۂ اقدس کے در و دام چلا
 سب کا سرمایہ ہے یہ دینِ رسولِ عربی
 ایسا سکہ ' کہ زمانے میں سر عام چلا
 تھقی دُوب گئی موجِ سیرابی میں
 حوضِ کوثر پہ محبوبِ سلسلہ جام چلا
 شمرتی اُس کا نصیب ہے ' تاجِ تقدیر
 ہو کے دنیا میں جو بیگناہ اسلام چلا
 اک جھلک اپنی دکھا دو کہ بھر جائے یہ دل
 درندہ ہاتھوں سے ہرے تو سن لیا چلا

ہوئی الفت رسول اللہ کی جس ذوق کا حاصل

جہاں آب و گل میں بس وہ ذوق معتبر ٹھہرا
تصیر اُزکر نہ پہنچا جو مدینے کی فضاؤں تک
وہی بارغ جہاں میں طائر ہے بال و پر ٹھہرا



ذہبی رسمہ اُرمست

مرضی مصطفیٰ کے سامنے کس کا ہنر ٹھہرا

نہ کوئی چارہ کام آیا نہ کوئی چارہ گر ٹھہرا
ہری قسمت میں بھی کیا کیا نہ کار معتبر ٹھہرا

مدینے کی طلب ٹھہری مدینے کا ستر ٹھہرا
دیار شاؤ بظا خیر سے ہے آخری منزل

ہماری زندگی کا قافلہ کب در بدر ٹھہرا
ضرورت کیا طیبیان جہاں کی میری پائیں پر

خیال مصطفیٰ جب میرے حق میں چارہ گر ٹھہرا
زہے قسمت کہ ہر ذرہ نظر آتا ہے نورانی

خوشا وہ شیر جو محبوب حق کا سگ در ٹھہرا
گرا جو دیدہ بے تاب سے دلو مدینہ میں

وہی آنسو مسافر کا چراغ رہگزر ٹھہرا
کلام اللہ کی تفسیر یا فکر نما لب پر

ہمارا شعل دنیا میں بھی شام و سحر ٹھہرا
سست کر آگئیں ساری بہاریں دونوں عالم کی

دیار سرور کوئین فردوسی نظر ٹھہرا

ذہبی رسمہ اُرمست

ہم پر اب اور کیا ہو عطاے رسولی پاکؐ
قرآنِ بلا حدیثِ مِلّیٰ ' راستِ بلا
شاہِ عرب کے در پہ رسائی ہوئی نصیر
غیروں میں بس رہا تھا اب لہوئوں سے آج بلا



کیا پوچھتے ہو ہم سے ' مدینے میں کیا ملا
اللہ کے کرم سے درِ مصطفیٰؐ ملا
جس کو فُحورِ عشقِ حبیبؐ خدا ملا
دوئوں جہاں کے راز سے وہ آشنا ملا
راہِ طلب سے دُورِ شبیں منزلِ نراو
جو بے قرار ہو کے چلا ' اُن سے جا ملا
حیرتِ مزاحمتِ ہوئی آخر کو سرگلوں
اے دُشمنِ رسولؐ! بتا تجھ کو کیا ملا
ہم تو گدائے باسِ رسالتِ ناکِ ہیں
جو کچھ درِ رسولؐ سے ہم کو ملا ' ملا
یوں غم ہوئے تھوڑے خیرِ الٰہیؐ میں ہم
دل کا ملا نہ کھوچ ' نہ اپنا پتہ ملا
اے رحمتِ رسولؐ! وہ عالم! ترے ظلیل
جب بھی دُعا کو ہاتھ اُٹھے ' مددِ جا ملا

ہڈتِ علم ہوئی تکتی عمر سے ن
 چتے خداد تھے ہر ایک نے دم توڑ دیا
 تھا برہمن کو بہت روضہ نکار پہ ناز
 آپ سے سلسلہ جوڑا ، تو قسم توڑ دیا
 جب برے سامنے آلا کوئی الحاد کا جہم
 کہہ کے بے سائنہ یا شاہِ اہم "توڑ دیا"
 تم پر اللہ کے الطاف نصیر ایسے ہیں
 نصرتِ اس شان سے لکھی کہ قسم توڑ دیا



نور سرکار نے طلعت کا مجرم توڑ دیا
 کفر کا نور ہوا شرک نے دم توڑ دیا
 سوزِ غم ختم کیا سازِ بستم توڑ دیا
 آپ نے سلسلہ رنج و الم توڑ دیا
 نعرہ زن ہند بیڑے ساکنِ عشر کی طرف
 جامِ کوثر جو ملا ساغرِ ہم توڑ دیا
 وسعتِ قدرتِ اترے اس حسنِ نگارش پہ ثار
 نام وہ لوح پہ لکھا کہ قلم توڑ دیا
 ڈھپنے دی نہ عمر نے تباری کشتی
 دور طوقاں کا بیک چشمِ کرم توڑ دیا
 نہ رہا کفر کا پندار ، نہ غرہ نہ غرور
 ایک ہی ضرب میں سب جاہ و حشم توڑ دیا

دل میں یوں اُن کی چٹختی کا تماشا دیکھا
 آگیتے ہیں رواں ثور کا دریا دیکھا
 ہوش کھو کر ترے جلووں کا تماشا دیکھا
 دیکھنے والے نے دیکھا بھی تو یوں کیا دیکھا
 وہ کہ ہر درد کی بنیاد دہا دیتے ہیں
 ہے کوئی جس نے کہیں ایسا مسیا دیکھا
 چاند تارے شب معراج کے شاہد ٹھہرے
 ہم نے ان آنکھوں میں اُن کا سراپا دیکھا
 اُن کے جلوں کی قطع ایک بھٹک دیکھی تھی
 دیکھنے والے پکار اُٹھے کہ دیکھا دیکھا
 لبت گیا جس سے پھر میں اُن کی نگاہیں اک بار
 در بدر کوچہ بہ کوچہ اُسے زسوا دیکھا
 حرم پاک میں ہر لمحہ نیا جلوہ ہے
 اک بھٹک دیکھی ہے زائر نے ابھی کیا دیکھا
 کوئی پوچھے تو ذرا حضرت سوائے سے نصیر
 عالم ہوش میں جب آئے تو پھر کیا دیکھا؟



دل میں کسی کو اور بسایا نہ جائے گا
 ذکرِ رسولؐ پاک بُھلایا نہ جائے گا
 وہ خود بخوبی جان لیں گے بتایا نہ جائے گا
 ہم سے تو اپنا حال سنایا نہ جائے گا
 ہم کو جزا پہلے گی مجھ کے عشق کی
 روزِ خ کے آس پاس بھی لایا نہ جائے گا
 روشن رہے گا داغِ فراقِ حیرِ اُمم
 یہ وہ چراغ ہے جو بجھا یا نہ جائے گا
 بھٹک حضورؐ شائعِ محشر ہیں، منکرو!
 کیا اُن کے سامنے تمہیں لایا نہ جائے گا؟
 کہتے تھے یہ بالِ غمخوار پہ کفر کے
 عشقِ نبیؐ تو دل سے منایا نہ جائے گا
 مانے گا اُن کی باتِ خدا، حشر میں نصیر
 دینِ معطیٰ، خدا کو منایا نہ جائے گا



جو تصور میں رہا چشِ نظر بھی ہو گا
 کعبہ دیکھوں گا مدینے کا سر بھی ہو گا
 آہ جب کی ہے تو پھر اُس میں اثر بھی ہو گا
 اُن کی ہستی میں کبھی اپنا گزر بھی ہو گا
 سبز مکتبہ کی بنائیں بھی ہوں جس میں شامل
 میری تقدیر میں وہ نورِ صحر بھی ہو گا
 مجھ پہ بھی ہوں گے شہنشاہِ مدین کے کرم
 نرغ ہواؤں کا کسی روز ادھر بھی ہو گا
 شاہِ کونین برے دل کو ضیا بخشیں گے
 اُن کے جلووں سے سدا برا گھر بھی ہو گا
 اک نظرِ حنیدِ حضری کی جھلک تو دیکھو
 مطننِ دل ہی نہیں کھلرِ ذوق بھی ہو گا
 داغِ دل ' رومے محمد' کی شیاؤں کے طفیل
 آج تارا ہے ' تو گلِ رنگِ قر بھی ہو گا
 میری آنکھوں میں حیدرِ شہِ والا ہے نصیر
 اشک جو ہو گا ' وہ تاندہ کُھر بھی ہو گا

دہلی سپہِ اُوسٹ

جلوہٴ خُسنِ بنا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 نورِ محبوبِ خدا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 پھر مدینے کی فضا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 اپنے ہر دکھ کی دوا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 دیدنی ہے درِ سرکار پہ خلقت کا انجم
 کوئی دیکھے تو یہ کیا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 کتنے بے تاب ہیں ہر ایک جہیں میں سجدے
 کس کا نقشِ کعبہ پا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 وہ جو دنیا کی نگاہوں سے بچے رہتے ہیں
 اُن کو دے دے کے صدا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 دین کی فکر نہیں ' خیر کے اسلوب نہیں
 صرف دنیا کا مزا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 مل گئی ہے مجھے داماںِ رسالت میں پناہ
 مجھے کیوں صبح و سدا ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 شافعِ حشرِ نظر آئیں تو کچھ بات ہن
 اک قیامت ہے پنا ' ڈھونڈ رہی ہے دنیا
 سرخرو ہو نہ سکے گی وہ کسی طور نصیر
 ان سے ہٹ کر جو خدا ڈھونڈ رہی ہے دنیا

دہلی سپہِ اُوسٹ

ستور جائے گی سب کی عاقبت 'سب کا بھلا ہوگا
 قیامت میں محمد مصطفیٰؐ کا آسرا ہوگا
 عدالت سے نبیؐ کی جس کو روانہ عطا ہوگا
 وہی بس مستحق رحمت رب الہی ہوگا
 پکاریں گے شفیع المذنبین کو سب قیامت میں
 وہاں پر سب کا نعرہ "یا محمد مصطفیٰؐ" ہوگا
 ہمارے خاک کے ذرے بھی پہنچیں گے وہاں اذکر
 مدینے کی طلب ہوگی "مدینہ مدعا ہوگا
 نبیؐ کا درجہ اور آقصائے عالم کی جہیں سائی
 یہ منظر ہاشم قدرت سے خدا خود دیکھتا ہوگا
 جو ان کے آستانِ پاک پر سر اٹھانا غم کروے
 وہ قسمت کا دشمن ہوگا 'سکندر وقت کا ہوگا

ابھی ذوقِ یوں سوڑاؤں بٹھاپے حضرتؐ نے
 نصیر ان کی محبت میں نہ جانے اور کیا ہوگا



دہلی ۱۵ اگست

زندگی جب تھی ' یہ جینے کا قرینہ ہوتا
 رخ سوسے کھیر ' تو دل سوسے مدینہ ہوتا
 نعرہ طوقاں میں جو "یا شاہِ مدینہ" ہوتا
 غیر ممکن تھا کہ غرقاب سفینہ ہوتا
 یوں مدینے میں شب و روز گزرتے اپنے
 دن صدی ہوتا ' ہر اک لمحہ مہینہ ہوتا
 گرمیِ حسن رسالت کی اسے تاب کہاں
 ورنہ کیوں کفر کے ماتھے پہ پینہ ہوتا
 جلوہٴ سروہ کوئیں نہاں اس میں
 کاش اتنا تو شہادہ برا سینہ ہوتا
 اسوہٴ پاک پہ کرتی جو عمل آج آتے
 کسی دل میں نہ ٹھہرتی "نہ کہتے ہوتا
 پر تو حسن نبیؐ کی جو جھلک چڑھتی
 داغ کہتے ہیں جسے ' دل کا گھیر ہوتا
 یہی خواہش تھی ' میں اپنی تمنا تھی نصیر
 میرا سر ' اور در شاہِ مدینہ ہوتا



دہلی ۱۵ اگست

حشر ہے میری شجاعت کا اُلٹا دریا
 موت ہے ایک حقیقت ' پس دیوارِ حیات
 جب تک آئے نہ قدم تیرے شہنشاہِ عرب!
 فصلِ گل سے نہ شناسا ہوا گھوڑا حیات
 اک ترے عشق میں مُنہر ہے حیاتِ ابدی
 اک ترے نام پہ مُرتے ہیں طلبکارِ حیات
 نہیں بھی تو ایک مسافر ہوں سرِ راہِ طلب
 اک نظر مجھ پہ بھی اے قافلہ سالارِ حیات!
 تیرے جلوں پہ ہے قرباں یہ تھیر شیدا
 تُو ہے کوئین میں آئینہ اسرارِ حیات



جلوہِ رُوسے نبیِ مطلعِ انوارِ حیات
 جُشِ غلچہ لب ' خطبہِ کردارِ حیات
 ہمیری تحقیق کو مانا گیا شہکارِ حیات
 دُور حیرا ہی رہا طُزہ دستارِ حیات
 یہ شرف کم ہے کہ شامل ہیں تری امت میں
 ورنہ ہم پیسے بیہ کار ' سزاوارِ حیات؟
 تیرے ہی نور سے روشن ہوئے افقِ دُش میں
 رُومنا ہو گئے ہر گوشے میں آثارِ حیات
 سیرتِ سیدِ عالم سُنے وہ بختیِ رفعت
 اوجِ درِ ادبِ اُبھرتا گیا معیارِ حیات
 ہم عدم تھے تری نسبت سے بلا ہم کو وجود
 ہر نفس کرتا ہے انسان کا ' اقراء حیات
 یا نبی! تیرے ہی صدقے میں ہے دُنیا قائم
 کچھ تو یہ ہے کہ تری ذات ہے عتارِ حیات
 سرورِ ہماری کے ہوا خلق میں کچھ اور نہ تھا
 تیرے آئے سے بڑھی گرمی بازارِ حیات

لگ کے قدموں سے بڑے داغ جناں تک پہنچی
 معجز ہوگی رفتار صبا آج کی رات
 خوش نصیبی ہے جو توفیق عبادت ہو نصیر
 مرحبا آج کا دن ' صلی علیہ آج کی رات



دہلی وسمہ اوسمت

مختصر خود ہے بعد شوق ' خدا آج کی رات
 کس کی آمد ہے سر عرش لگی آج کی رات
 ناسطے گھٹ گئے ' یوں قرب پڑھا آج کی رات
 عید و معبود میں پردہ نہ رہا آج کی رات
 بخشوا میں گئے وہ اُنہ کو خدا سے اپنے
 مانا جائے گا ضرور اُن کا کہا آج کی رات
 قارب قوسین کی صورت میں ہوا قرب نصیب
 کھل گیا اللہ ذلّی آج کی رات
 آج کی رات کے انداز نالے دیکھے
 پڑھ کے چلتی ہے دُرد اُن پہ ہوا آج کی رات
 رعبِ سیو عالم ہے دو عالم کو محیط
 کوئی عاصی نہیں محروم عطا آج کی رات
 جلوہ حسنِ حقیقت کی سیما باری میں
 اپنے شیکار کو دیکھے گا خدا آج کی رات

دہلی وسمہ اوسمت

نفت اُن کے آستانِ پہ پڑھوں ٹھوم ٹھوم کر
 یارب! دیں پہ جا کے کہوں ' ہے جہاں کی بات
 ہیں یوں تو کچھ کلاہوں کے دربار بھی بہت
 اُن میں کہاں سے آئے ترے آستان کی بات
 شمعِ نئی کی یاد نے تڑپا دیا ہمیں
 تم نے نصیرا آج سنا دلی کہاں کی بات



جہزِ جائے جس گزری شہِ کون و مکاں کی بات
 پڑھیے دُرد ' چھوڑیے سود و زیاں کی بات
 آتی ہے یوں لبوں پہ شہِ اُنس و جاں کی بات
 پیسے کہ منہ زبیں کا ہو اور آسماں کی بات
 زودادِ غم بیان کیسے جا رہا ہوں نہیں
 وہ سن رہے ہیں میرے دل پہ زباں کی بات
 ہاضابلہِ مودِ سحرِ روک دلی گئی
 جب تک کہ طے ہوئی نہ بلالی اذاس کی بات
 ہارِ صبا! نہ چھیڑ مجھے اُن کی یاد میں
 کہی بہار ' کس کا چمن ' کیا فزاں کی بات
 ہر اٹک ایک دھڑ ہے ' ہر آہ ایک راز
 پوچھے نہ کوئی اُن کے برے درمیاں کی بات

تمہارے ذر پہ پھینچنے کو بے قرار ہیں لوگ
 تمہارے صدقے ہیں قربان ہیں انار ہیں لوگ
 تمہیں ہو آئے رحمت تمہیں ہو حاصل دیں
 تمہارے سائے میں آسودہ بے شمار ہیں لوگ
 تمہاری ایک توجہ سے پکار ہے بڑا
 یہ اور بات کہ بے حد گناہگار ہیں لوگ
 اب اپنے ذر کے گداؤں کی معمولیاں بھردو
 کرم کی بھیک ملے 'جو انتظار ہیں لوگ
 تمہارا حسن ہے آئینہ جمالِ خدا
 برائے دید بہر حال متبرار ہیں لوگ
 ہے اسم پاک تمہارا کلیہ فطری مراد
 اس ایک نام کے صدقے میں کارگار ہیں لوگ
 تمہارے در پہ گزرتے ہیں روز و شب جن کے
 فطرتی میں وہی تو سدا بہار ہیں لوگ
 تمہارے نام پہ جو سر مٹیں وہ کھینچے و گلے
 جو یہ نہیں تو نگاہ چہن میں خار ہیں لوگ
 خدائی بھر میں ہے اُن کے جمال کا شہرہ
 تمہیں نصیر نہیں اور بھی ثار ہیں لوگ

اور ہی کچھ ہے دو عالم کی ہوا آج کی رات
 سیر کو نکلے ہیں محبوب آج کی رات
 نور ہی نور ہے 'سبکی ہے فضا آج کی رات
 فرش سے تا بہ فلک کون گیا آج کی رات
 منتظر 'صبح کرم کی ہے سر بارگ جہاں
 با وضو دیر سے ہے باو صبا آج کی رات
 بخش زوں گا بڑی امت کو ترے صدقے میں
 خود خدا نے یہ محمدؐ سے کہا آج کی رات
 بخت بیدار ہوں جن کے 'وہ کہاں سوستے ہیں
 جاگنے کا ہے حقیقت میں حرا آج کی رات
 چشم یعقوب میں یوسفؑ کی ادا ماند ہوئی
 دیر تک مصر کا بازار لگا آج کی رات
 چاہے عرشاں بریں اُن کی سواری جو چلی
 دست بست ہوئے سب شاہ و گدا آج کی رات
 آج کی رات اُجالا ہی اُجالا ہے نصیر
 اُن کا مشتاقی زیارت ہے خدا آج کی رات

منزلِ عرشِ بلقیٰ پر ہی رکے گا جا کر
کر کے دکھا ہے کوئی عزمِ سترِ آج کی رات

سحرے آٹا لے وہاں سے سترِ آٹا دیا
جہاں جہیل کے چٹے لگے پڑے آج کی رات

ہم نصیر اپنے نبیؐ پر دل و جاں سے قرباں
عام ہے اُن کی شفاعت کی خبر آج کی رات



دہلی سہہ اُرمست

جانبِ عرش ہے حضرتؑ کا سترِ آج کی رات
ایک ہی بُرج میں ہیں عیش و قمرِ آج کی رات

بشنِ سراپِ نبیؐ کی ہے خبر آج کی رات
عرش پر فرش سے پہنچا ہے بشرِ آج کی رات

جلوہِ حسینِ محمدؐ کی ضیا یاری سے
بن موعی مطلعِ افواہِ سحرِ آج کی رات

آب ہے چشمِ حیاں کے ہر اک ذرہ میں
آئیں دیکھیں یہ کرشمہ بھی نصیرِ آج کی رات

دور ہی دور کی برسات نظر آتی ہے
دیکھتی ہے گلہِ شوقِ چوہرِ آج کی رات

عرشِ اعظمؐ پہ شہنشاہِ عربؐ کا ہے مژدہ
ذکرِ محبوبؐ خدا میں ہو بسرِ آج کی رات

آج ہے طاقِ کوئینؑ ' کرمِ آبادہ
ہائیکس ہوکا دغاؤں میں اثرِ آج کی رات

دہلی سہہ اُرمست

وہاں حکیم کی باتیں ، یہاں مقامِ نبیؐ
مدیرِ ارتع و اعلیٰ ہے ، طور کی نسبت

ہمارے شوق کی دنیا ، رسولؐ کا جلوہ
ہمارا ذوقِ طلب ، آنحضورؐ کی نسبت

مجھے ہے سیکڑا عفتِ مصطفیٰؐ کا سرور
نصیب ہے مجھے جامِ کھور کی نسبت

کہاں وہ چہرہ اقدس ، کہاں یہ ماہِ تمام
اسے ہوئی ، نہ کبھی ہوئی ، دور کی نسبت

مترج عظمیٰ کون و مکان بلی اس کو
تصیرا بل مئی جس کو حضورؐ کی نسبت

خیا فرد ہے دل میں حضورؐ کی نسبت
نظر کا نور ہی اُن کے نور کی نسبت

ہوا قلب میں زلیب رسولؐ کی خوشبو
تھیں جو چاہے کیف و سرور کی نسبت

بلالؓ و ہذوؓ و سلمانؓ کی ذاتِ شام ہے
مقامِ بحر ہے اونچا ، فرد کی نسبت

صفتِ کمال کے یہاں کر ، ولیِ زباں سے نہ کہہ
سطور خوب ہیں ، بیانی اسطور کی نسبت

رسولؐ کو وہ تھلا گیا سمجھ سکیں کہ جنہیں
نہ قربتوں سے تعلق ، نہ دور کی نسبت

تجی ہیں اقلابِ فہمِ مصطفیٰؐ سے جو آنکھیں
 کہیں زیادہ ہیں وہاں ، ظہور کی نسبت
 نصیرا صدق و صنائے رسولؐ کے آگے
 فروغ پا نہ سکی مگر دُور کی نسبت



ملی ہے شائعِ عجمِ ظہور کی نسبت
 وہے نصیب ، کہ پاکیِ حضورؐ کی نسبت
 حضورؐ وار جو میں ہوں تو وہ کرمِ کسٹر
 کرم ہے اُن کا فراداں ، حضورؐ کی نسبت
 کوئی بھی چیز نہ جنت کا بن سکی باعث
 سب بنی تو بس اُن کے ظہور کی نسبت
 جمالِ مصطفویؐ سے گھلے لکھوں کے نصیب
 چمن کے ہاتھ لگی رنگ و بُور کی نسبت
 درِ حبیبؐ خدا کا غلام ہوں میں بھی
 قریب تر ہے ، بظاہر یہ دُور کی نسبت
 ضرور آتشِ روزِ کمال ہے اُن کا
 جنہیں ہوئی نہ منیرِ حضورؐ کی نسبت
 نبیؐ کے عشق کی دھوئیں سنی ہیں بچپن سے
 مرے حضورؐ میں ہے ، انصاف کی نسبت

ہم عاصیوں کے آپ ہی تو دیکھیں
 ہم سب کا آسرا ہیں شیخ انبیا کے ہاتھ
 اختیار کی دعا کا وسیلہ تلاش کر
 عرقی بریں سے دُرد نہیں اولیا کے ہاتھ
 میں ہوں گدائے کوچہ آل نبی نصیر
 دیکھتے تو مجھ کو مار ہنرم نگا کے ہاتھ



اُس کو نہ چھو سکے کبھی رنج و بجا کے ہاتھ
 اُنھے ہیں جس کے حق میں رسول خدا کے ہاتھ
 بھیجا گیا ہے دین رسول خدا کے ہاتھ
 ایسا چراغ 'دُور ہیں جس سے ہوا کے ہاتھ
 دیکھوں گا جب بھی روضۂ اقدس کی جالیاں
 پتھروں کا فرط شوق سے جہیم لگا کے ہاتھ
 کیسے مہظنی سے یقیناً ہوئی ہے نس
 خوشیوں کہاں سے آئی یہ باؤ مہا کے ہاتھ
 خاطر میں کب وہ لائے گا شاپانِ وقت کو
 اُنھتے ہوں صرف اُن کی طرف جس گدا کے ہاتھ
 محشر میں مجھ پہ سایہ لطفِ رسول ہو
 میں یہ دعائیں مانگ رہا ہوں اُنھا کے ہاتھ
 مکن نہ تھا روضۂ اقدس کو چھو سکیں
 آگے بڑھا دیا ہے نظر کو بنا کے ہاتھ
 بے حد و بے شمار خطائیں سہی 'مگر
 کچھ غم نہیں کہ لانا ہے اب مہظنی کے ہاتھ

ہے اُن کے دم قدم سے نصیحت کا فیصلہ
 خاک شناسی ہے تو بس تھیں پا کے ہاتھ
 جب کوئی دوسرے مجھے لائق ہوا کبھی
 سینے پہ رکھ دیے وہیں حضرت نے آ کے ہاتھ
 وہ رحمت تمام ہیں دونوں جہان میں
 دامن تک اُن کے ہنسیں گے شاہ و گدا کے ہاتھ
 ہم پر کرم ہے صاحب خلق عظیم کا
 انہماک سے بلند ہیں بود و عطا کے ہاتھ
 اُنھی جہاں نصیرا نگاہِ رسولِ حق
 ہو جائیں گے قلم و ہیں تنگی جفا کے ہاتھ



آئی ہے جالیوں سے بھی شاید لگا کے ہاتھ
 کیا کچھ بہک رہے ہیں یہ باہ صبا کے ہاتھ
 شاید ہے غارِ نصیب کی آیت " اس امر پر
 یعنی نئی کے ہاتھ ہیں چٹک خدا کے ہاتھ
 وہ کامیاب "عشقِ خدا و رسول" ہے
 جس کی تمام کار ہے مبر و رضا کے ہاتھ
 ذکرِ حبیب سے " وہ نئی کر دیا مجھے
 بیضا ہوا ہوں دونوں جہاں سے اُٹھا کے ہاتھ
 سو رنج ہوں " ہزار الم " لاکھ مشکلیں
 ہم نے بڑھا دیئے ہیں اُدھر مسکرا کے ہاتھ
 عشقِ نئی کی ان میں لکیریں بھی کھینچ دیں
 روزِ ازل خدا نے ہمارے بنا کے ہاتھ

طاہت ہے فرضِ ام یہ خدا و رسولؐ کی
 عزت خدا کے ہاتھ ہے یا مصطفیٰؐ کے ہاتھ
 بیٹھے ہیں آج ذوقِ توکل سے مطمئن
 جو پہنچتے تھے اپنا معذور دکھا کے ہاتھ
 ہر سو ہیں اُن کے نقشِ کتبِ پا حجاز میں
 اللہ نے کیا ' تو لگا لیں گے جا کے ہاتھ
 اُمید ہے دُعا کے بخودی قبول ہو
 زودار شوق بھیج تو دی ہے صبا کے ہاتھ
 مجھ کو ہے بس نصیرِ شفیعؑ الوری کی دھن
 پھریں گے میرے سر پہ دہی ' مسکرا کے ہاتھ



اُن کی طرف بڑھیں گے نہ لطفِ خدا کے ہاتھ
 جو پھر گئے رسولؐ خدا سے محروا کے ہاتھ
 دل چاہتا ہے خاکِ درِ پاکِ پُرم کوں
 یہ بات لگ نہ جائے کہوں سے ' صبا کے ہاتھ
 بس اک نگاہِ لطف کا اُمیدوار ہوں
 کچھ اور ہو طلب ' تو کہیں اتجا کے ہاتھ
 ہو گا کرم یہ چاہنے والوں پہ حشر میں
 اپنی طرف بلائیں گے آقا ' انسا کے ہاتھ
 جو اُن پہ مرنے انہیں یوں زندگی ملی
 تھک حیات ' لوٹ نہ پائے تا کے ہاتھ
 اُس کا نہ سول اور نہ اُس کی مثال ہے
 جو یک چکا ہو اُن کی ادائے عطا کے ہاتھ

سُطانیٰ انبیاء کی نگاہیں جو پڑ گئیں
 غل ہو کے رہ گئے ستم ناردان کے ہاتھ
 دیوانہ صبیحہ خدا " جو نصیر ہو
 باتیں کریں فرشتے بھی اُس سے ملا کے ہاتھ



بچے کہاں کہاں نہ صبیحہ خدا کے ہاتھ
 کونین کا بے نظم و عمل مصطفیٰ کے ہاتھ
 محروم رہ نہ سابق کوثر کے فیض سے
 پڑھ کر دُرد 'جام اُٹھالے' بڑھا کے ہاتھ
 ہر سانس وقف ہے حق لولاک کے لئے
 میری طرف بڑھیں گے ادب سے قضا کے ہاتھ
 آیا ہوں جب سے ہو کے در مصطفیٰ سے نہیں
 خاک قدم سپٹ رہے ہیں ہوا کے ہاتھ
 ہو گئی رسائی صدقہ خیر الانام میں
 پہنچیں گے عرش تک بری ہراک دعا کے ہاتھ
 میرے لیے مدینہ سے لائی ہے یہ پیام
 کیوں یکدم لوں نہ وجد میں آکر مہیا کے ہاتھ
 دامن رسول کا برے ہاتھوں میں آگیا
 یہ ہاتھ شاہ کے ہیں، نہیں بے نوا کے ہاتھ
 آسمان اُن کے واسطے ہے راہ غلد کی
 وہ جن کی رہنمائی ہے آلا عبا کے ہاتھ

اسے رہت کاکاتہ! یہ ہے میری آرزو
 ہنگامِ نزع میرا ہو اُس سگِ ذر پہ ہاتھ
 آپس کی رنجشوں میں اُلجھنا ہے عمری
 کرتا ہے کون صاف نکلا اپنے گھر پہ ہاتھ
 درکار ہے نصیر انہیں رولتِ بے
 رکھتے نہیں ہیں اُن کے گدا سیم و زر پہ ہاتھ



دہی سہہ آرمست

اُن کی نوازشات کا ہے میرے سر پہ ہاتھ
 کہتے ہوں دکھ کے میں درِ حیر البشر پہ ہاتھ
 میں ظاہرِ ریا علی رسولِ ازم ہوں
 صبا و کیا بڑھائے مرے ہال و پڑ پہ ہاتھ
 اب منزلِ نرادر سے پہلے نہیں قیام
 ذوقِ سفر نے ڈال دیے رنگور پہ ہاتھ
 دیوانہ جی کی عجب اُن بان ہے
 سودا ہے سرمیں 'دل میں ترپ ہے' جگر پہ ہاتھ
 اُن کی نظر پڑی تو دل زار اُچھل پڑا
 جیسے کسی نے رکھ دیا اک سہِ خبر پہ ہاتھ
 سمجھو تو کس کے کھٹ نے بخشیں بساتیں
 دیکھو تو کس کا ہے مرے ذوقِ نظر پہ ہاتھ

دہی سہہ آرمست

ہاں رسولؐ تک بری فریادِ ناتواں
 پہنچی ہے رکھ کے دوشِ نسیمِ سر پہ ہاتھ
 اُن کی نظیر کیا ' وہ عدیمِ النظر ہیں
 اُن کے غلام رکھتے ہیں شمس و قمر پہ ہاتھ
 کیا ڈر مجھے کہ ساپِ گلن ہیں نصیرِ آپؐ
 ڈرتا ہے وہ ' کسی کا نہ ہو جس کے سر پہ ہاتھ



لبِ وا کیے تھے رکھ کے دم کے در پہ ہاتھ
 بے ساختہ دُعا نے بڑھائے اثر پہ ہاتھ
 پھیریں گے القات سے وہ میرے سر پہ ہاتھ
 پہنچے گا جب بھی دامنِ نیرِ البشرؐ پہ ہاتھ
 سوئے مدینہ لے کے چلا ہے وہ عرضِ داشت
 اللہ کے کرم کا رہے نامہ بر پہ ہاتھ
 اُن کی عنایتوں نے سینہ بچا لیا
 اُن کے سوا ہے کون جو دگھے بہنور پہ ہاتھ؟
 قریبِ گناہ سے ہے گراں بارِ زندگی
 اے رحمتِ تمام! ذرا میرے سر پہ ہاتھ
 دنیا کا حسن دے نہیں سکتا انہیں فریب
 ہیں اُن کی چشمِ فیض کے اہلِ نظر پہ ہاتھ

متزلزل سنے کارواں کو صدا دی کہ حوصلہ
تھک کر مسافروں نے جو دٹھے کمر پہ ہاتھ

میں کیا نصیر اور برے شعر کیا ' غم
اللہ کی عطا سے ہے دوڑی ٹہر پہ ہاتھ



رکتے نہیں ہیں جو در خیر البشر پہ ہاتھ
ردیگیں گے روئے حشر وہی رکھ کے سر پہ ہاتھ
ہیں مصلحت سے نور ازل کو بشر کہا
اللہ کا ہے عفتِ نوح بشر پہ ہاتھ
جو اُن کے گردِ راہِ بنی کس کی تپکٹاں
پہنچے ہیں کس کے دامنِ شمس و قمر پہ ہاتھ
بدرو پہ رک گئے شبِ معراجِ جبریلؑ
پرداز اُن کی رکھ نہ سکی بال و پر پہ ہاتھ
دیکھا جو اُن کے جلوئے رُوسے صبح کو
بازِ سہا پڑھاتی ہے صبحِ سحر پہ ہاتھ
ہوتی نہ دلفریب یہ صورتِ جہان کی
ہوتے حضورؐ کے نہ اگر بحر و بر پہ ہاتھ
سبے ساختہ لیوں پہ جو نام اُن کا آگیا
رٹھا حضورؐ نے وہیں قصب و بجر پہ ہاتھ

شوقِ نچوہ میں اسے نکل بھر نہیں قرار
اب ہے مری جبین کا در مصطفیٰ ' علاج
اللہ نے کیا ہے عطا دردِ دل نصیر
خاکِ درِ رسول ہے بس آپ کا علاج



دہلی وسمہ اُرمست

اپنے مریض کا بھری دُنیا میں کیا علاج
جس پر نہ ہو نجی کی نظر وہ ہے لا علاج
دُنیا میں کبر ہے مرض از بس کہ لا علاج
مفسد ہوا نہ یلم سے بوجہل کا علاج
بس دک بھلک ہی اُن کی ' برے حق میں ہے ونا
کہتے ہیں کون دردِ محبت ہے لا علاج
فرقت میں سر پٹکنے لگا پھر مریضِ عشق
اس کے علاوہ اور کوئی ہے ' نہ تھا علاج
دل کی جلن بھانہ سکیں گے یہ چارہ ساز
بے سود اس مرض میں ہے ہر اک دوا ' علاج
بیار آرزوئے مدینہ کا ہے یہ حال
اس کا کوئی نہیں ترے در کے ہوا علاج
دل چاہتا ہے غنیمتِ خیر ہی ہو سامنے
یاور نہ ہو نصیب تو پھر اس کا کیا علاج

دہلی وسمہ اُرمست

نیا کے دوسے کی ہر صبح ہائیاں پھوس
 اگر ملے تو معذرت ملے صبا کی طرح
 چمک اٹھا برے جلوں سے دل کا آئینہ
 خیالِ غیر مٹا نقشِ مایہ کی طرح
 حضورؐ کا دھڑک رہا ہے "ایک نظر
 یہ سر بہت ہے" پاؤں سے بے روا کی طرح
 نصیر کو بھی اجازت ملے خدا کے لیے
 پڑا رہے بڑی دلچیز پر گدا کی طرح



رسول کوئی کہاں شاہِ انبیا کی طرح
 منطرح خلق ہیں قرآن میں وہ خدا کی طرح
 پڑی ہے دل میں مرے عشقِ مصطفیٰؐ کی "طرح"
 مہک رہا ہے ہر نفسِ صبا کی طرح
 نہ تھا نہ ہے کوئی اُن ساتھ ہو سکے گا بھی
 وہ اپنی ذات میں بے مثل ہیں خدا کی طرح
 کوئی کتاب کب الہم کتاب کی صورت
 کوئی محنت نہ ہوا سیدالوزی کی طرح
 برے غلوں کا خدا کا قطعہ ضروری ہے
 بہر نفس ہے یہ دُوری مجھ سزا کی طرح
 کوئی بشر نہ تری گردِ راہ کو پہنچا
 تمام عمر بھٹکتا رہا ہوا کی طرح
 بڑی نگاہ میں تھی حضورِ درگزر کی بھٹک
 غلو سے آنکھ ملانی تو آشنا کی طرح
 جگہ اگر ترسے قدموں میں مجھ کو مل جاتی
 تو پڑتا بڑے تعلیم، نقشِ پا کی طرح

اتنا تو کہوں گا کہ محمدؐ کا ہوں مردہ
 عرش میں اگر کھل نہ سکی میری زباں ' اور
 زوری سے مری جان تلک اٹھتی ہے جس دم
 ہوتے ہیں برے دیدارِ ترانک فضاں اور
 مجھ کو ہے نصیر اُن کی شفاعت پہ بھروسہ
 جو اب ہیں ' وہی عرش میں ہوں گے گمراہ اور



دہلی سہہ اُرمست

ہے اُن کی زمیں اور ' تلک اور ' سماں اور
 بے شک ہے محمدؐ کے غلاموں کا جہان ' اور
 اُنھیں درِ طیبہ سے تو ہم جائیں کہاں اور
 ایسا نہ کہیں کوئی چلے گا ' نہ مکاں اور
 سچ یہ ہے کہ یکساں نہیں دونوں کی بہاریں
 جنت کی فضا اور ' مدینے کا سماں اور
 دنیا میں ظہار کا شرف بخش دیا ہے
 عرش میں نوازیں گے شہ کون و مکاں ' اور
 آواز کہاں فرش سے تا عرش گئی ہے
 واللہ ' بلائے عشی کی ہے ازاں اور
 حسرت ہے مدینے میں پہنچ جانے کی مجھ کو
 مہلت مجھے اتنی سی تو دے غم رواں اور

دہلی سہہ اُرمست

رحمت ہے خاص، عام پہ اُس بارگاہ میں
 چائیں گے ہر قدم پہ سب اپنے پرانے 'خیر'
 ہر نوجو حادثوں کے شرابے نظر پڑے
 صبر کدہ پہ ہیں اب کہ مدینہ ہے جائے خیر
 محشر میں صبر تھے اُن کی شفاعت کے منتظر
 وہ آگئے حضور، وہ اُٹھرا بوائے خیر
 آفاق میں نہ کس لیے گونجے بری صدا
 نہیں بھی تو یوں نصیر! شریکِ دُعا ہے خیر



پانی گئی ہے دوش پہ جن کے 'ردائے خیر'
 ٹٹنی عظیم وقت ہے اُن کا برائے خیر
 اُن کے ٹٹس ٹٹس کی ہے ہمیشہ 'بوائے خیر'
 اُن کے ٹٹس سے ہوئی حکم، بنائے خیر
 خیر البشر کے دم سے مقدر بدل گئے
 جو خیر کے خلاف تھے، وہ ہیں گدائے خیر
 ہے مصطفیٰ کا نور، ٹٹوں دینا و دینا پناہ
 ہیں 'سفرِ شریعت' اب اپنی منائے خیر
 ہم اُس نئی کے خیر سے اونی غلام ہیں
 جو ابتداء خیر ہے، جو انتہاء خیر
 رحمت کے یادوں کو جلو میں لیے ہوئے
 چھانے لگی مدینے سے چل کر ہوائے خیر
 ہر دم دُردو بھیج! رسولِ امام پہ
 اُن کی گلی میں جا! کہ مقدر میں آئے خیر
 خیر البشر نے شر کو مٹایا کچھ اِس طرح
 ہر گوشہ زمیں پہ رہے جم کے پائے خیر

جب بھی دُعا کو ہاتھ اٹھیں ، اُن کا نام لے
 ہے ذاتِ پاک شاہِ اسم ، دستِ گاہِ خیر
 سینے میں میرے عشقِ نحر ہے سببِ یزین
 ہر شعر میری نعت کا ہے اک گواہِ خیر
 ہر دُرد کہہ رہا ہے قدمِ بڑھ کے مجھ کوں
 محشر میں آئیں جب بھی نظر ، بادشاہِ خیر
 خیرالودئی کی زحوم ہے سارے جہان میں
 سردارِ اچھا ہیں ، تو ہیں سربراہِ خیر
 آنکھوں کی روشنی ہیں حسنِ بھی حسینِ بھی
 اک امن کا امن ہے ، تو ہے اک پناہِ خیر
 نسبت ہے اُن کے سلسلہ فقر سے نصیر
 آباد میرے دل میں ہے اک خانقاہِ خیر



ہوگی بلکہ خیر سے اب عز و جاہ خیر
 سر پر حضور آئے ہیں رکھ کر گلاہ خیر
 خیرالبشر ہیں مِلّوں کہ وہ ہیں بادشاہِ خیر
 شر کی پہنچ سے دور ہے یہ بارگاہِ خیر
 صبحِ ازل ہیں آپ ، تو نورِ انوارِ خیر
 انسان کی زبان پہ ہیں مہر و مادِ خیر
 نہ نیکل شورہ پخت ، شریر اور شرِ مزاج
 شاہِ عرب ، امیرِ عمل ، خیر خواہِ خیر
 بے شک بُرا تھا دیر سے انسان کا قاعدہ
 خیرالودئی نے اُس کو دکھائی ہے راہِ خیر
 پوچھو یہ کائنات کی خیر زمین سے
 اک اک قدم پہ کس نے اُگائی گیہاہِ خیر

یکٹا ہیں دونوں ' عالم ناز و نیاز میں
میری جبین کی خیر ہو ' اس سنگ در کی خیر

کچھ کم نہیں نصیر وہ شروینید سے
مطلوب ہو نہ جس کو عجب کے گھر کی خیر



دہی سہہ اوسمت

میدان میں ہاتھ تھا ناز اپنے سر کی خیر
شریہ گیا جہان سے ' خیر البشر کی خیر
اس رخ کے سامنے نہیں شمس و قمر کی خیر
اہل نظر بھی مانگ رہے ہیں نظر کی خیر
اُن کا کرم ہے میرے لیے عمر بھر کی خیر
سین درد بھی نہ پھرا ' اُن کے در کی خیر
نئے عجاز مائل پرواز بنوں پھر آج
اے رحمت تمام! مرے ہاں وہ کی خیر
بے تابیاں ادھر ہیں ادھر عالم حجاب
ایسے میں اب کہاں دل آشفقہ سر کی خیر
آئے حضور پاک تو دنیا بدل گئی
کافور کلم ہو گیا اس سر و فر کی خیر
پھر مضطرب ہوں جلوہ دیدار کے لئے
تاہب نظر کی خیر ہو ' ذوق نظر کی خیر
اُن کے بغیر کچھ بھی نہیں کائنات میں
اُن کے کرم سے فرش و قلف بحر و بر کی خیر

دہی سہہ اوسمت

روشنی ہے زمانے میں حضور آپ کے دم سے
 کیا ہیں عرب اور عجم آپ کی خاطر
 لکھے گا بعد شوق ، نصیر آپ کی نصیحتیں
 اب سلسلہ خدایاں ہے ظلم آپ کی خاطر



ہر دم سرِ افلاک ہے غم آپ کی خاطر
 کوئیں ہیں یا شاہِ اُسم! آپ کی خاطر
 ہیں گرمِ طرسوئے حرم آپ کی خاطر
 بیتاب ہیں سر تا بہ قدم آپ کی خاطر
 ہوتے نہ اگر آپ تو ہوتی نہ کوئی چیز
 سب کچھ ہے وجود اور عدم آپ کی خاطر
 کیوں کر نہ انہیں اپنے کلیجے سے لگاؤں
 خوش آئے ہیں آزار و الم آپ کی خاطر
 اب بھی جو گزر آپ کے کوسچے میں نہ ہوگا
 دُنیا سے گزر جائیں گے ہم آپ کی خاطر
 چھینکا کوئی الطاف و کرم کا برے دل پے
 بھڑکی ہے بہت آتشِ غم آپ کی خاطر
 تیس آپ کا ہوں اور خدا ہے برا والی
 ہیں اُس کے یہ سب ناز و ختم آپ کی خاطر
 جو چاہئے منجائیے یا شاہِ دو عالم
 اللہ کے ہیں لطف و کرم آپ کی خاطر

چاہے اٹھا میں وہیں کا ہو کے رہنا تھا تجھے
 اسے دلی نادان! پلٹ آیا یہاں کیا دیکھ کر
 ہے یہی نظر 'یہی مقصد' یہی منزل بھی ہے
 اور کیا دیکھیں ترا نقشب کتب پا دیکھ کر
 میں وہ دیوانہ ہوں دربار محمدؐ کا نصیر
 ہیں فرشتے وہد میں میرا منشا دیکھ کر



دل ہوا روشن محمدؐ کا سراپا دیکھ کر
 ہوئیں پر خور آنکھیں اُن کا جلوہ دیکھ کر
 وہ ہے دنیا 'حقیت کا یہ نقشا دیکھ کر
 مجبور کرتی ہے جہیں نقشب کتب پا دیکھ کر
 شان محبوبِ خدا کا غیر ممکن ہے جواب
 کہہ اٹھا سارا زمانہ 'ساری دنیا' دیکھ کر
 ٹھوم اٹھے گی آرزو دل کی کھلی کھل جانے گی
 مسکرا دیں گے جو مجھ کو میرے آقا' دیکھ کر
 صدقے ہو جانے کو پر دانے سمٹ کر آگئے
 ہر طرف شیع رسالت کا اُجالا دیکھ کر
 یہ سلاطین زمانہ ایک ذلتی چھاؤں میں
 دم بخود دنیا ہے شانِ شاہِ بلحا دیکھ کر
 لرزہ برآمد ہیں ہر ذور کے لات و منات
 کفر کی قلت ہے ترساں اُن کا جلوہ دیکھ کر
 کیا عجب مجھ پر کرم فرمائیں سلطانِ امم
 ذوقِ دل 'ذوقِ دانا' ذوقِ حمتا دیکھ کر

کہہ رہی ہے یہ سسلیاں سے محو کی قمار
 بچہ سائی کے جو لائق ہو ' وہ سر پیدا کر
 کہتے ہیں ' ٹوٹے ہوئے دل میں خدا رہتا ہے
 تو بھی اس کیسے کی دیوار میں در پیدا کر
 اُن کا جود تو ہر اک شے سے ہے ظاہر باہر
 آنکھ اللہ نے دی ہے ' تو نظر پیدا کر
 پرسشِ حال کو شریف وہ لائیں گے ضرور
 سو دل ' ذوقِ وفا ' دردِ جگر پیدا کر
 دیکھ اللہ کا گھر شوق سے پھر جا کے نصیر
 پہلے دل میں کسی انسان کے گھر پیدا کر



تھون پانی ہو ' یہ اندازِ عمر ' پیدا کر
 صدقِ دل میں طرح دارِ علم پیدا کر
 شوقِ دیدار میں کچھ کسں اثر پیدا کر
 خود بہت آئے تھکی ' وہ نظر پیدا کر
 ہاتھ کر میرِ رسالت سے دنیا کی خیرات
 اپنے قلمتِ کدہ دل میں سحر پیدا کر
 بے خودی ' عشق ' وفا سوئے طلب ' ذوقِ نیاز
 راہِ طیبہ کے لیے ذرا سفر پیدا کر
 دور ' نزدیک کوئی چیز نہیں اُن کے لئے
 اک ذرا اپنی صداؤں میں اثر پیدا کر
 بھر آقا میں ہمیں انک ' مگر حد میں رہیں
 کچھ نہ کچھ خط بھی آئے دیدہ ترا پیدا کر

اک رُصبِ ما اُس کا ہے سلاطینِ جہاں پر
سرکار کے کوچے کا گدا بھی ہے بڑی چیز
اک طرف قیامت ہے نصیر اُن سے جدا کی
اُلفت ہو تو عُزت کی سزا بھی ہے بڑی چیز



اللہ بڑا ' اُس کی رضا بھی ہے بڑی چیز
لیکن شہرِ بھلا سے وفا بھی ہے بڑی چیز
یار کے حق میں یہ دوا بھی ہے بڑی چیز
واللہ! مدینے کی بُوا بھی ہے بڑی چیز
اکسیر جو دل کا ہے ' تو ہے آنکھ کا سرمہ
غائب درِ محبتِ خدا بھی ہے بڑی چیز
ہر چند خطا کار و گنہگار ہے ' لیکن
ماریں نہ ہو ' اُن کی عطا بھی ہے بڑی چیز
چنچیں گی مہینے سے سرِ عرشِ دمائیں
سازِ دلِ مضطر کی نوا بھی ہے بڑی چیز
دارِ شوق میں سارے نامِ محرم
درِ اصلِ محبت کی صدا بھی ہے بڑی چیز
کہتے تھے یہ آپس میں فرشتے شبِ معراج
اشبِ سحرِ شاہِ بڑی بھی ہے بڑی چیز

ماضی اُس دورِ دُربار کی مشکل ہی تھی
جان دیتی ہو تو آسان ہے مشکل کی تلاش
آسما ہوں درِ مولائے دو عالم پہ نصیر
لذہ اللہ کہ ہے بخش نظر دل کی تلاش



حاصلِ زیست ہے اُس نورِ شعل کی تلاش
ہمِ مشتاق کو ہے جلوہ کامل کی تلاش
گری و پتِ عرب ابرِ مُسلم ، لیکن
وہی آسان بھی نہیں صاحبِ محل کی تلاش
جس نے گلِ عقلِ عالم کو اُجالا بخشا
آج پھر ہے اُسی زیستِ دو محفل کی تلاش
ہل سکا کفر کی ظلمات میں کب نورِ خدا
حق کہاں اور کہاں دیدہ باطل کی تلاش
آپ کی موجِ کرم کا وہ سہارا ڈھونڈے
جس سینے کو وہ طوفان میں ساحل کی تلاش
دامنِ سیحہ ابرار سے وابستہ ہوں
وہ شفاعت کا مجھے غم نہ دسائل کی تلاش
وہ محشر میں بھی لبت کا سہارا ہوگا
کام آئے گی اُسی رعبِ کامل کی تلاش
جذبہ شوق میں بہکے ہوئے پڑتے ہیں قدم
کھوئے دیتا ہے مجھے راہ میں منزل کی تلاش
مشعلِ راہ بنا لے وہ قری سیرت کو
جس کسی کو ہو کسی راہِ کمال کی تلاش

دیوانہ رسولؐ و علیؑ و حسینؑ کو
 طیبہ کی ذہن، صوف کی لگن، کربلا سے عشق
 معراجِ بندگی کی تہمت میں رات دن
 مہرِ جہیں ہے اور درِ مصطفیٰؐ سے عشق
 پہلے نبیؐ کے عشق میں مدہوش ہو نصیر
 پھر یہ کہے کوئی کہ مجھے ہے خدا سے عشق



میں ' اور مجھ کو اور کسی دُرُپا سے عشق؟
 خیرالوریؑ سے عشق ہے خیرالوریؑ سے عشق
 دنیا کی جھ کو چاہ نہ اُس کی ادا سے عشق
 دلوں جہاں میں بس ہے مجھے مصطفیٰؐ سے عشق
 وہ آخرت کی راہ کو ہموار کر چلا
 جس کو بھی ہو گیا ہے شہِ انبیا سے عشق
 کچھ اور مجھ کو کام نہیں اس جہان میں
 اپنے نبیؐ سے عشق ہے ' اپنے خدا سے عشق
 دنیا کی دوستی تو زیاں ہے ' فریب ہے
 اسلام میں ردا نہیں اس بے وفا سے عشق
 سر میں سرور ' آنکھوں میں ٹھنڈک ہے ' دل میں کیف
 جب سے یوا دیارِ نبیؐ کی یوا سے عشق

میلی جو بحر میں اُن کے ' ہمارے آنسو کو
 وہ آپ پا نہ سکا کوئی بھی ٹھہرا اب تک
 نصیر! ڈھونڈتا پھرنا ہے دل دیار حجاز
 وہی مقام ہے دنیا میں محتر اب تک



دہلی ۱۳۰۴ اُرمست

بیسے ہوئے ہیں نگاہوں میں بام و ذرا اب تک
 حجاج چشم مدینے کا ہے سفر اب تک
 رسولِ حق کی نہ شاید ہوئی نظر اب تک
 بھٹک رہا ہے جو کوئی دوسرا دوسرا اب تک
 نصیب ہو نہ سکی جس کو مصطفیٰ کی ضیاء
 نظر میں اُس کی ہے تاریک ہر صحر اب تک
 جو دیکھ آیا انوں اُن کے درِ شعلے پر
 وہی سہاں ہے نگاہوں میں جلوہ گر اب تک
 وہ پارگاہ ' وہ جلوے ' وہ نور ذات و صفات
 ہے دل کو وہ جد تو حیرت میں ہے نظر اب تک
 ذرا سی دیر بھی ٹھہرا جہاں وہ جانا جہاں
 جھک رہا ہے خدا کی قسم ' وہ گھر اب تک
 خدا کے بعد رسول خدا ہیں دل کی مراد
 نظر پڑا نہ کوئی ایسا چادرہ گر اب تک
 جسے لگاؤ نہیں اُن کی ذات عالی سے
 وہ بد نصیب ' خدا سے ہے بے خبر اب تک

دہلی ۱۳۰۴ اُرمست

کون سنا ہے یہ جو آپ کے فریاد اپنی
سرگزشت اپنی زانے کو سنائیں کب تک
کب مدینے سے طلب ہو ' کسے معلوم نصیر
کیا خبر اُن کے دروازہ پہ جائیں کب تک



دہلی وسمہ اُرمست

ہوں گی مقبول مثنوی کی دُعا میں کب تک
دیکھئے مجھ کو مدینے وہ بلائیں کب تک
دیکھتا یہ ہے کہ وہ سامنے آئیں کب تک
جلوہ ہوں ربا ہم کو دکھائیں کب تک
بہذب دل اب تو مجھے سونے مدینہ لے چل
سُیں بھگتا رہوں فرقت کی سزائیں کب تک
گریہ عشقِ حشر بھی سکوں سماں ہے
اُن کی مرضی ہے کہ وہ مجھ کو زلائیں کب تک
یا نبی! مگر کے جو آئی ہیں چمن پر میرے
گھٹن کے پرستیں گی وہ دمت کی گھٹائیں کب تک
ہانے کب پہنچے مدینے میں ہماری آواز
داو ' فریاد کی ' سرکار سے پائیں کب تک
ایسا بس تو نہیں تقدیر پہ لیکن ' آقا!
تا کے رنج سبیں ' ٹھوکریں کھائیں کب تک

دہلی وسمہ اُرمست

مدینے کی قیام باری ہو جن میں
 دکھوں میں وہ انوارِ سحر رکھ
 مبارک ، گرید عشقِ محمدؐ
 غم آقاؐ میں اپنی آنکھ تر رکھ
 نصیرا اپنی حیاتِ مختصر میں
 جنتی کا تذکرہ آنسوؤں میں رکھ



دہلی سہہ اوسمت

دل دیوانہ چشمِ معتر رکھ
 جمالِ مصطفیٰؐ پیشِ نظر رکھ
 ستر درخشاں ہے زاوہ ستر رکھ
 نظر میں جلوۂ خیرالبشرؐ رکھ
 جہاں سرکارؐ کا نقش قدم ہو
 وہاں باصدِ عشقیت اپنا سر رکھ
 مدینہ آخری منزل ہو حیرت
 یہ حسرت اپنے دل میں غم بھر رکھ
 وہ جس سے خوش خدا بھی اُس سے ہے خوش
 کوئی اُن کی خوشی کا کام کر رکھ
 قدمِ رابعِ محمدؐ میں نہ بہکیں
 خدا کو یاد کر ، اپنی خیر رکھ
 قیامت میں بھی رسوا نہ ہوگا
 محمدؐ کی شفاعت پر نظر رکھ
 اگر درکار ہے سراجِ ہستی
 محمد مصطفیٰؐ کے در پہ سر رکھ

دہلی سہہ اوسمت

جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم اُن کا ہے مردود
 اُن لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ!
 اُس دُر پہ یہ انہام ہوا کسین طلب کا
 جھول مری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ!
 سلطانِ مدینہ کی زیارت کی دُعا کر
 جنت کی طلب چڑ ہے کیا اور بھی کچھ مانگ!
 دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے
 یہ بحث نہ کر ' ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ!
 مانا کہ اسی دُر سے غنی ہو کے اٹھا ہے
 پھر بھی در سرکار پہ جا اور بھی کچھ مانگ!
 پہنچا ہے جو اُس دُر پہ تو رہ رہ کے نصیر آج
 آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ!



اب تنگی دہاں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ!
 ہیں آج وہ مال پہ عطا اور بھی کچھ مانگ!
 ہیں وہ سُخوہ ' تو دُعا اور بھی کچھ مانگ!
 جو کچھ تجھے ملنا تھا ملا ' اور بھی کچھ مانگ!
 ہر چند کہ مولّا نے کھرا ہے برا سگلول
 کم طرف نہ بن ہاتھ بڑھا ' اور بھی کچھ مانگ!
 تھو کر ابھی آئی ہے سر زلفِ عمدا
 کیا چاہیے اے باوہا اور بھی کچھ مانگ!
 یا سردہ دیں ' شاہِ عرب ' رقیبِ عالم
 دے کر تیرا دل سے یہ صدا اور بھی کچھ مانگ!
 سرکار کا دُر ہے در شاہاں تو نہیں ہے
 جو مانگ لیا ' مانگ لیا ' اور بھی کچھ مانگ!

ستراہ 'علم و فکر کی لیتا ہے اُس سے بیک
 دانائے راز ہے ترا سودا کی خیال
 ہے تیرا ذہن اُن کے تصور سے منفرد
 تجھ کو نصیر مل گئی دارائی خیال



دہی سہہ اُرمست

یہ عشقِ مصطفیٰؐ میں خود آرائی خیال
 میری نگاہ بھی ہے تماشا کی خیال
 موجود اُن سے اس کا تعلق اگر رہے
 ہو بارگاہِ حق میں شناسائی خیال
 بڑھ بڑھ کے سرزمینِ مدینہ کو یکدم لے
 اس درجہ چاہیے مجھے گیرائی خیال
 ویران ہو چلا تھا ہوا ذہنِ نارسا
 کی اُن کے ذکر نے چمن آرائی خیال
 عرفانِ سر ذات کہاں اور یہ کہاں
 ناولی خیال ہے ' دانائی خیال
 ابھرا تھا اُن کے تئیں کتبِ پا کو پچھنے
 اب سرگوش ہے غنیمتِ مینائی خیال
 اُن کے خیال میں نہ کسی کو شریک کر
 وہ ہوں ' تو فرض میں ہے تہائی خیال
 وہ بارگاہِ ' عرشِ نشان ' ہم زمیں نہیں
 لازم ہے اُن کے در پہ جہیں سلائی خیال

دہی سہہ اُرمست

اُن کے بغیر رنگ نہ ہو کائنات میں
 ہے اُن کے دم سے زینت و زلیٰ خیال
 اوروں کے در پہ جانے کا سوچوں میں کیوں نصیر
 مجھ کو نہیں قبول یہ رسوائی خیال



دہی سہہ اُرمست

اُن کا حضور اور یہ رعنائی خیال
 دل اور ذہن مجھ پندیرائی خیال
 مرکز ہوں اک وہی برے ذوق خیال کے
 کیا ہیں وہ ' تو چلیے یکنائی خیال
 ممکن نہیں کہ وصف یہاں اُن کے ہو سکیں
 محدود کس قدر ہے یہ پہنائی خیال
 بے حرف و صوت بھی یہاں ممکن ہے التجا
 کافی ہے عرض حال کو گویائی خیال
 ہر ذرہ ہارگاہ نئی کا ' چراغ ذہن
 خاک مدینہ ' سرمہ رعنائی خیال
 ہے جان اپنا سوچ ہے ' ہے روح اپنا ذوق
 درکار ہے ہمیں بھی مسنائی خیال
 ملتی ہے ہر حرف اُن کی توجہ کے نور سے
 تہائوں میں انجمن آرائی خیال

دہی سہہ اُرمست

تہ جانے کب وہ درِ پاک پر نکلیں ہمیں
 قبول کب ہو ہماری دُعا ، نہیں معلوم
 مہرک ہے غور ہے ، تقدیس ہے ، تکلیف ہے
 کہاں سے آئی ہے چل کر صبا نہیں معلوم
 نصیر کہتی ہے یہ آیت وَعَلَّمَكَ
 وہ ہیں علیم و خیر ، اُن کو کیا نہیں معلوم



1. وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (سورۃ النباء - آیت نمبر 113)

ترجمہ: اور اس نے علم سکھایا تجھے جو اس بات کا تجھے نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

دہی سہہ اُرمست

جسے مقامِ رسولؐ خدا نہیں معلوم
 اُسے نورِ اپنی حقیقت دیا نہیں معلوم
 درِ حبیبؐ پہ کیا کچھ ہوا نہیں معلوم
 اثر کا علم ہے ، لیکن دُعا نہیں معلوم
 بجز مدینہ کہیں کا پتا نہیں معلوم
 نئی کے بعد ، کوئی دوسرا نہیں معلوم
 جمالِ مصطفویؐ پر شہر ہیں آنکھیں
 نظر کو اور کوئی آسہ نہیں معلوم
 پہنچ سکے گا نہ معراجِ مصطفیؐ کو غور
 کہاں غروج کی ہے ابتدا ، نہیں معلوم
 پکارتے ہیں انہیں بے قرار ہو ہو کر
 نہیں گئے کب وہ ہماری صدا ، نہیں معلوم

دہی سہہ اُرمست

جن کو دنیا میں نہیں اُن کی شفاعت پر یقین
حشر میں اُن کو جہنم سے بچا سکتا ہے کون
دار قافی میں محبت اُن کی ہے دہر ہوتا
جوشہیر اُن پر ہوا ' اُس کو مہا سکتا ہے کون



ہے اجازت اُس طرف نظریں اٹھا سکتا ہے کون
وہ نہ یلوا نہیں تو اُن کے در پہ چا سکتا ہے کون
خالق کُل ' مالک کُل ' راز قی کُل ہے وہی
یہ حقائق جز شہرِ بظنی بتا سکتا ہے کون
اک اشارے سے فلک پر چاند و دھڑلے ہوا
معجزہ یہ کون دیکھے گا؟ دکھا سکتا ہے کون
کس کی ہرأت ہے نظر بھر کر اُدھر کو دیکھ لے
دیدہ در ہو کر بھی تاب دیدہ لا سکتا ہے کون
ہم نے دیکھا ہے بنالی بارگاہِ مصطفیٰ
ہم سے اس دنیا میں اب آنکھیں ہلا سکتا ہے کون
نام لیو اُن کا ہے ادبِ فلک تک پاریاب
کوئی یوں ابھرے تو پھر اس کو دہا سکتا ہے کون
اللہ اللہ! عیدِ میلادِ نبی کا طلعہ
اس شرفِ اس شان سے دنیا میں آ سکتا ہے کون
بارگاہِ مصطفیٰ میں یہ صحابہ کا ہجوم
اسے تابندہ ستارے یوں سجا سکتا ہے کون

یہ کس کا نورِ نظر آ رہا ہے دریا میں
 خبابِ سرِ گو اُہارے ' سلام کہتے ہیں
 نصیرا نام جب آتا ہے اُن کا ہونٹوں پر
 دُرد پڑتے ہیں ' سارے سلام کہتے ہیں



زمین ' چاند ' ستارے ' سلام کہتے ہیں
 سلام کہتے ہیں ' سارے سلام کہتے ہیں
 ہم حیات کے دھارے سلام کہتے ہیں
 سمندروں کے کنارے سلام کہتے ہیں
 نظرِ نظر ہے تمہارے جمال پر قرباں
 نظرِ نظر کے اشارے سلام کہتے ہیں
 جنہوں نے نام لیا اُن کا ' موجِ طوفاں میں
 وہ سب پہنچ کے کنارے ' سلام کہتے ہیں
 نہیں ہے نوح میں جن کو کلام پر قدرت
 وہ سانس ہی کے سہارے سلام کہتے ہیں
 وہ ہیں رسول ' کہ اُن پر ثارِ حجرِ رواں
 وہ ناخدا ہیں ' کہ دھارے سلام کہتے ہیں

بیش فضل خدا سے نصیب ہوتی ہے
جو چیز اُن کے وسیلے سے آگیا ہوں نہیں
نصیر! اُن کی عنایت ہے دم بہ دم مجھ پر
توازے ہیں وہی مجھ کو 'دستِ کیا ہوں نہیں



خیر نہیں یہ کہاں ہوں 'کدھر ہوں' کیا ہوں نہیں
قداے جلوۂ سلطان انبیاء ہوں نہیں
نہی کی راہِ محبت میں گم ہوا ہوں نہیں
ہر اہل دل کے لیے منزلِ وفا ہوں نہیں
اب اس کے بعد کہاں عرضِ مذہب کی ہوس
زبے نصیب 'دستِ شہ' پر کھڑا ہوں نہیں
مجھے قناتِ خودِ حشر کا کیا ڈر
کہ زبے سایہ دامنِ مصطفیٰ ہوں نہیں
کہاں یہ خاک کا ذرہ 'کہاں وہ نورِ خدا
بشر کہوں نہ کہوں اُن کو 'سوچتا ہوں نہیں
مجھے بھی پاؤں مہا اُس طرف اُڑا لے چل
قہار بن کے سرِ رموزِ پڑا ہوں نہیں
دُورِ شوق ہے پھر دل میں موجزن میرے
اگرچہ اُن کے درِ پاک پر گیا ہوں نہیں
ازل سے اُن کی تجلی مری نگاہ میں ہے
یہ جانتا ہوں کہ "بس اُن کو جانتا ہوں نہیں"

ذکر اُن کا ہے محفل میں ' وہ ہیں زیبت محفل
ہم سامنے اُن کو بخدا دیکھ رہے ہیں
کس شے سے نصیر اُن کی تجلی نہیں ظاہر
ہر سوا اُنہیں ہم جلوہ نما دیکھ رہے ہیں



دہلی ۱۰۰ برس

ہم سے نہ پوچھے کوئی ' کیا دیکھ رہے ہیں
طیہ ہی میں بخت کی فضا دیکھ رہے ہیں
اُس روزِ اظہار کی ضیا دیکھ رہے ہیں
نقدیر کو کس وجہ رسا دیکھ رہے ہیں
اب دیکھئے کس دقت توجہ کی نظر ہو
مدت سے اوجہ اہل وفا دیکھ رہے ہیں
اللہ و محمدؐ کی رضا چاہیے ہم کو
اللہ و محمدؐ کی رضا دیکھ رہے ہیں
دل دھڑکی ہے ' نور میں ڈوبی ہوئی آنکھیں
غش ہیں ' تراشش کتب پا دیکھ رہے ہیں
کیا حالِ دلِ دار کیوں اپنی زباں سے
جو کچھ بھی ہے محبوبِ خدا ' دیکھ رہے ہیں
فرقت کی اذیت سے ہے جان اپنی لبوں پر
کب آتی ہے کُشش کو قضا ' دیکھ رہے ہیں
شاہد کر عین سے بکا دا کوئی آئے
مدت سے تری راہ مہیا دیکھ رہے ہیں

دہلی ۱۰۰ برس

دم یہ دم برٹا چاہتا ہوں عشق خیرالوڑی چاہتا ہوں
 حشر میں آسرا چاہتا ہوں دامنِ مصطفیٰ چاہتا ہوں
 بھگوانے کو اپنا سقذر نورِ غارِ چرا چاہتا ہوں
 ہر نفسِ ذکرِ شاہِ اُم سے دردِ دل کی دوا چاہتا ہوں
 جان و دل کی حقیقت تہ کیلئے؟ اُن کو ان سے ہوا چاہتا ہوں
 اُمیا مصطفیٰ کی گلی میں کیا کہوں اور کیا چاہتا ہوں
 جن کی طاعت ہے طاعتِ خدا کی اُن کی ہر دم رضا چاہتا ہوں
 کم نہیں عشقِ شاہِ مدینہ پھر بھی نہیں ادبنا چاہتا ہوں
 کھینچتی ہے ہوائے مدینہ نسیمِ نسیم اب اُڑا چاہتا ہوں



دہی بہہ اُوست

تصور میں انہیں ہم جلوہ سماں دیکھ لیتے ہیں
 محمد مصطفیٰ کا روئے ناپاں دیکھ لیتے ہیں
 نگاہِ عشق سے وہ حسنِ پناں دیکھ لیتے ہیں
 نبیؐ کے روپ میں ہم شانِ پرداں دیکھ لیتے ہیں
 سفر ہو یا حضر، مدِّ فکر ہے مکتبِ حضرتِ
 جمالِ مصطفیٰ تا مہرِ ارکان دیکھ لیتے ہیں
 نظرِ اشقی نہیں ہے مصیبتِ روستے محمدؐ سے
 بیاضِ نور میں تفسیرِ قرآن دیکھ لیتے ہیں
 نظر پڑ جائے شاہِ انبیاء کی جن گدازوں پر
 وہ اپنے زہرِ پاتھبِ سلیمان دیکھ لیتے ہیں
 طوافِ مکتبِ حضرتِ کا جس دم دھیان آجائے
 ہم اس دم دہد میں اپنے دل و جاں دیکھ لیتے ہیں
 تعلق جن کا ہو جاتا ہے نورِ مصطفائی سے
 دلوں میں اپنے روشن صبحِ ایمان دیکھ لیتے ہیں
 نصیرا اُس آستان پر جو پہنچ جاتے ہیں قسمت سے
 اسی عالم میں وہ بخشش کا سماں دیکھ لیتے ہیں

دہی بہہ اُوست

انسان ہے ' ویران ہے ڈھری سے ہرا دل
 جلوں سے چائےاں ہو کسی دن برے گھر میں
 آنکھوں میں سمائے ہیں مہینے کے مناظر
 آجائیں گے ہم بھی طبع کی نظر میں
 دیانہ و بیابان ہوں ایسا کہ تفسیر اب
 ہر وقت مہینے کا ہے سودا برے سر میں



دہلی ۱۰۰۰

خورشید سے کچھ کم نہیں وہ چشمِ بشر میں
 ڈالے جو نظر آئے مہینے کے سفر میں
 اللہ نے اہلبِ غم احمد کی یہ بھٹل
 مہتاب بھٹکتے ہیں برے دیوہ تر میں
 کیا مجھ کو ٹھہا سکتے ہیں گردوں کے ستارے
 ہر ذرہ مہینے کی دہلی کا ہے نظر میں
 بخشی ہے جو قدرت نے برہنہ اہلبِ وفا کو
 وہ آپ کہاں ہے کسی تائیدِ غم میں
 یہ بات ' یہ انداز کہاں اُن کو صبر
 کب ہے دلی شہر کی ادا برق و شر میں
 جو نے ہے صدق ہے وہ محبوبِ خدا پر
 کوشش ہیں سرکارِ وہ عالم کے اثر میں

دہلی ۱۰۰۰

نوحا یہ کی ہے کہ اُس دُور پہ پھر رسائی ہو
 لرز رہا ہوں یہ عاصی کہاں 'خفقور کہاں
 وہ ذات 'زیب افلاک و صبح گاہِ ازل
 کہاں کا دُور تھا ' لیکن ہوا ظہور کہاں
 نصیر! اُن کے تصور سے دل کو روشن کر
 تری نگاہ کو تاب شعاعِ نور کہاں



جدا ہوا بری آنکھوں سے اُن کا دُور کہاں
 دل و نگاہ سے جلوے نئے کے دُور کہاں
 نگارِ عرش کہاں ہے کلیمِ نور کہاں
 پہنچ گئے شبِ امزی مرے حضور کہاں
 جو چشمِ سائی کوڑ سے فیض یاب نہیں
 نصیب ہے اُسے جامِ مئے ظہور کہاں
 ہزار دھک ہیں جنت کو ارضِ طیبہ پہ
 یہ انبساط ' یہ تسکین ' یہ سرور کہاں
 جسے نصیب ہوئی دیدِ روضۂ اطہر
 رسولِ پاک کی رحمت سے ہے وہ دُور کہاں
 نگاہِ وادیِ ایمن میں کیوں بھٹکی پھرے
 کہاں مدینے کا عالم ' جہانِ طور کہاں
 یہ کہہ کے حشر میں ہر امتی پکارے گا
 مرے حضور کہاں ہیں ' مرے حضور کہاں
 یہاں ہے جسم ' تگر دوج ہے وہاں میری
 نظر سے دُور مدینہ ہے ' دل سے دُور کہاں

طاہر دل سونے عصیاں لاکھ پر مارے ' مگر
 دامنِ رحمت سے بھلا یہ چائے گا کچ کر کہاں
 سگتِ اسود ہے نصیر اپنی جگہ اپنا جواب
 زنجبے دیوارِ کعبہ بٹوں کوئی شہر کہاں



نہیں کہاں ' وہ سرزمینِ شاوہِ بحرہ بر کہاں
 اُن کے نقشِ پا پہ سجدہ کر سکے وہ سر کہاں
 اس سے ہجر اس سے ہجر اس سے بڑھ چڑھ کر کہاں
 دریا کی میں جوابِ تنکیرِ اختر کہاں
 آگئی ہے یاد اُن کی ' لے اُڑا ہے جذبِ شوق
 اب ٹھہر سکتا ہے پہلو میں دلی منظر کہاں
 ہو چڑھاؤں لاکھ ' لیکن غلٹیں بٹتی نہیں
 اُن کا جلوہ ہی نہ ہو جس میں ' وہ روشن گھر کہاں
 چاہتا ہوں ' زندگی گزرے دیارِ پاک میں
 شوقِ وارفتہ سہی ' ایہ مہذر پر کہاں
 یا عمر کہہ کے ' عامی حشر میں پُپ ہو گئے
 تھکھو کی تاب ' خوشِ داورِ محشر کہاں
 اُن کی الفت میں نہیں گنتی کش چوں و چرا
 کفر ہے اس راہ میں کب ' کیسے کیا ' کیوں کر کہاں
 راہِ عشقِ مصطفیٰ میں ذوق ہے زاوِ سفر
 رہروں کے پاس کوئی پوریا ' بستر ' کہاں

سب ' حبیب سے ہرگز جدا نہیں ہوتا
خدا کے پاک ہے خود جلوہ گر دینے میں
نصیرا نقش سب پائے مصطفیٰ کے سبب
تمام ذرے ہیں لعل و شکر دینے میں



وہ دن بھی آئیں گے ' ہوگی ہر دینے میں
ہمارے گزریں گے شام و سحر دینے میں
دُعائے دل کے لیے ہے اثر دینے میں
ہمارے درد کا ہے چارہ گر دینے میں
نہیں کہاں پہ خدا و رسول کے جلوے
اُدھر تو مکے میں ہیں اور اُدھر دینے میں
نکلتے نصیب ہمارا بھی ملے گا صبا
رہائی روز ہو وقت سحر دینے میں
کسی دیار کی جانب بس اب نہ اُٹھے گی
نظر گئی ہے ہماری نظر دینے میں
در رسول پہ جاؤں ' وہیں کا ہو جاؤں
یہ چاہتا ہوں ' رہوں غم بھر دینے میں
دل دگاہ میں اب تک ہے ایک کہف و سرد
سکون کے تھے وہ آنکھوں پر دینے میں
یہ آرزو تھی کہ یوں زندگی بسر کرے
شب اپنی مکہ میں بوقت ' سحر دینے میں

حضور! ہم کو بھی ٹیلا پیے دینے میں
 لیے ہوئے دل بے اختیار ہم بھی ہیں
 یہ کس کریم کا در ہے 'شہانِ وقت' جہاں
 پگڑتے ہیں کہ اشدوار ہم بھی ہیں
 ہمارا دھیان بھی طیبہ کے قافلے والوں
 رزاقِ دواں ہمیں گرد و غبار ہم بھی ہیں
 نظر جو اُن کی ہوئی ہم فزوں نصیبوں پر
 تو پھر کہیں گے کہ دھک پہاڑ ہم بھی ہیں
 ہمیں بھی آپ سے امید ہے شفاعت کی
 اٹھائے سر پہ گناہوں کا بار ہم بھی ہیں
 مہا سے کہہ دو کہ جالی کو پکڑنے کے لیے
 بس ایک ڈنڈی نہیں ہے قرار 'ہم بھی ہیں
 جو پلِ سرام پہ ہم پر بھی پڑ گئی وہ نظر
 تو پھر نصیر سمجھ لو کہ پار ہم بھی ہیں

دہلی سہہ اُرمست

خدا کے فضل کا اک شاہکار ہم بھی ہیں
 گدائے سیدِ عالی وقار 'ہم بھی ہیں
 ازل سے جو تماشائے بار ہم بھی ہیں
 جمالِ شاہِ انم پر ثار ہم بھی ہیں
 ضیائے ماہِ عرب سے ہے اپنا دل روشن
 چراغِ طور کے آئینہ دار ہم بھی ہیں
 زمانہ طالبِ خیراتو لطف ہے اُن سے
 پکار اسے دلی مفسر پکارا "ہم بھی ہیں"
 یہ جتن چادر زہرہِ ادھر بھی ایک نظر
 غبارِ راہ میں اسے شہسوار! ہم بھی ہیں
 اس ایک بات پہ ہے نگر ہم فقیروں کو
 کہ اُن کے اہتیوں میں شمار ہم بھی ہیں

دہلی سہہ اُرمست

دیکھئے عشقِ محرم میں گریباں کی بہار
 کچھتے رہتے ہیں کیا کیا ”بھلا گھڑا“ آنسو
 اپنے دامن میں بیٹھیں گے فرشتے اُن کو
 میری آنکھوں سے بچے جو بچے سرکارِ آنسو
 یہ بھی ہے عرضِ حقا کا اک اندازِ تسخیر
 شاہِ کونین کے غم میں نہیں بے کار آنسو



بیشِ خیر ہیں ظالم کا یہ دو چار آنسو
 حشر ڈھائیں گے پہ یادِ شیرِ اہلِ آنسو
 میری آنکھوں میں پٹلے نہیں بے کار آنسو
 داستانِ ہجرِ نئی کی ہیں یہی چار آنسو
 دم فرمائیں گے ان سب پہ شہنچِ محشر
 جب ندامت سے بہائیں گے چہنگارِ آنسو
 ضبطِ گرمیہ سے زیارت کا گھیلے گا منظر
 دم دینا رہے جاتے ہیں دیوارِ آنسو
 روتے محبوبِ خدا کی جو مجھے یاد آئی
 بچے آنکھوں میں برصِ زہرِ شہوارِ آنسو
 ہم غریبوں کی یہی نذر، یہی سرمایہ
 بیشِ کر دیں گے کچھ کر سرِ دربارِ آنسو
 احترامِ غم سرکار کے زنجیری ہیں
 حلقہٴ جہنم میں رہتے ہیں گرفتارِ آنسو
 سوزِ فرقت سے تلکِ اٹھتی ہیں آنکھیں میری
 عذتِ غم سے نہ ہو جائیں شررِ بارِ آنسو

عام ہے سچو عالم کا زمانے پہ کرم
 نام لیاؤں پہ موقوف نہیں ' کوئی ہو
 ہم ہیں اور اُن کی عنایت کا اقرار نصیر
 نعت لکھتی ہے ' رہاں کوئی ' زمیں کوئی ہو



دہیں سہہ اُرسنت

اس خدائی میں دکھاؤ جو کہیں کوئی ہو
 غیر ممکن ہے محمدؐ سا جسیں کوئی ہو
 تخت پر ہو کہ سر فرشتہ زمین کوئی ہو
 جیں کرم سب پہ رسالت کے ' کہیں کوئی ہو
 یا ادب سرور کوئین کے در پر آئے
 شاد ہو جائے گا دم بھر میں ' زمیں کوئی ہو
 جب لیا نام ہے کون د مکاں کا مہیں نے
 یوں لگا جیسے برے دل کے قرین کوئی ہو
 آنکھ چمکی کہ محمدؐ کی سواری اتری
 خانہ دل نے جو چاہا کہ نہیں کوئی ہو
 سایہ دامن محبوبؐ خدا کی خاطر
 آئے گا حشر میں وہ گوشہ نشین کوئی ہو
 ذرے ذرے میں نظر آئے گا اللہ کا در
 الٰہی مجددہ گزاردی تو جہیں کوئی ہو

دہیں سہہ اُرسنت

یُکَکْرَ کا حُسنِ صدقِ بیاں، عدلِ عمرِ آمینِ قرآن
 عِثَابِ غُنی میں رُعبِ حیا، حیدر کی سجا سیمان اللہ
 کہنے کو تو نصیب سب نے کہیں، یہ نعمتِ نصیرِ آفاقی ہے
 ”کہتے ہیں علیؑ رکھے تیری شا“ کیا خوب کہا، سیمان اللہ



گُھوارِ مدینہ صلن علیؑ، رحمت کی عِنا سیمان اللہ
 پُر نورِ قضا ماشاء اللہ، پُر کیف ہوا سیمان اللہ
 اُس زلیبِ منبر کو بھوکرم ہکاٹی ہوئی، اِتراتی ہوئی
 لائی ہے پیامِ تازہ کوئی، آئی ہے صبا سیمان اللہ
 وَاَنْفُسُ جِمالِ ہوشِ رُپائشیں وَ اَلْاِیْلُ اِذَا یَسْغُفْسِی
 القلابِ سیاہتِ قرآن میں یُسس، لُٹا، سیمان اللہ
 معراج کی شبِ حضرت کا سِرافِ اک کی رونقِ سُر تا سُر
 مہتاب کی صورتِ روشن ہے نقشِ کتبِ پا سیمان اللہ
 جب ہر شفاعتِ محشر میں سرکار کا خیرہ عام ہوا
 اک لہرِ خوشی کی دُور گئی، بہت نے کہا سیمان اللہ
 ہونٹوں پہ تہسم کی موسیٰ، اُتھوں میں لیے جامِ رحمت
 کوثر کے کنارے وہ اُن کا اندازِ عطا سیمان اللہ
 آنکھیں روشن پُر نورِ نظرِ دلِ نعرہ زناں جاں دھن گناں
 تاخیر دُعا سیمان اللہ پھر اُن کی دُعا، سیمان اللہ

اک ٹور کا عالم ہر ساعت ہے جلوہ نما سبحان اللہ
 روئے کی چھٹی کیا کہنا 'منہد کی نقبا سبحان اللہ
 یہ ان کے کرم سے ڈور نہیں طلعت کدہ دل روشن ہو
 جو شمس و قمر کو دسیجے ہیں خیرات فیما سبحان اللہ
 یہ شہرہ کو ہے سب سے جدا یہ شان کرم ہے سب سے الگ
 وہ جہولیاں بھرتے ہیں سب کی خودے کے صدا سبحان اللہ
 سلطان دو عالم کی ہستی بے مثل بھی ہے 'لا تانی بھی
 ایک ایک نظر صد لطف و کرم 'ایک ایک ادا سبحان اللہ
 اُس ذات مقدس کی اللہ تعالیٰ ہے دین و ایمان کی
 اُس نور مجسم کا سر میں سودائے وفا سبحان اللہ
 قرآن میں ازواج کوئی آیت کی مقدس مائیں ہیں
 انباء و بنات سر آنکھوں پر 'شان زہرا سبحان اللہ
 ہے چاروں طرف اس دنیا میں شہرت ان کی چہ چان کا
 لے کرے و عزتیں دہلیز 'ان کے خلفا سبحان اللہ
 وہ ذات نصیر اس دنیا میں بے مثل کچھ ایسی پائی گئی
 حیرت سے پکار اٹھی ساری مخلوق خدا سبحان اللہ

دیں ہمہ اوست

قیامت ہے اب انتظار مدینہ الہی! وکھا پھر دیار مدینہ
 بری روح آئینہ دار مدینہ برے دیوہ و دل نادر مدینہ
 اسی آرزو میں بٹا جا رہا ہوں بری خاک ہو ہمسافر مدینہ
 شجاعت مسلم 'جو بل جائے مجھ کو چے دن 'قرب و جوار مدینہ
 ستم کا نشانہ بری زندگی ہے کرم کی نظر شہید مدینہ
 مضطر ہوئی جاں 'کھنڈ غنچہ دل چلی چپ نسیم بیمار مدینہ
 یہ دُوری نہیں 'ہمہ پائیا اب ہے ادھر نہیں 'اُدھر تاجدار مدینہ
 بٹا تھا بس اک جام اُس ہیکل سے نہیں ٹوٹا اب شمار مدینہ
 تصور میں ہے آمد و رفت شر کی کھڑا ہوں سر درگراہ مدینہ
 اُسے بل گئی دین و دنیا کی دولت بٹا دل سے جو خواہگار مدینہ
 لگاؤں کا آنکھوں میں سرمہ سمجھ کر اگر باجھ آئے غبار مدینہ
 ابھرنے کو ہیں ہر مہند کے جلوے ذرا میرا اے ہے قرار مدینہ
 نصیر اپنی کرشمہ ضیق کام آتی
 نجات ہے خود تاجدار مدینہ



دیں ہمہ اوست

ہر آن تجھکی ہو بڑی دیر و دل میں
 روشن رہیں اچانک دقا اور زیادہ
 کھلو تو مجھ کے لیے دل کا دریچہ
 آئے گی مدینے کی ہوا اور زیادہ
 اطمین ہے نصیر اُن کی نظر جب کسی جانب
 ہو جاتا ہے لوگوں کا کھلا اور زیادہ



دہی سہہ اُوسلت

عشقِ شہِ بلحا جو بڑھا اور زیادہ
 ہو جائیں مے شاد اہل دقا اور زیادہ
 برسے بڑی رحمت کی گھٹا اور زیادہ
 اے دستِ عطا! بخود و سقا اور زیادہ
 اُس زلفِ معمر کو بھی اِس نے کھنوا تھا
 اترنے لگی باو صبا اور زیادہ
 عشقِ وہِ ابرار ہے خالق سے محبت
 خوش ہوتا ہے بندے سے خدا اور زیادہ
 آتا کے پیسنے کی مہک اس میں رچی ہے
 گی مدینے کی فضا اور زیادہ
 حاصل رہے اللہ کے محبوب کی آفت
 انسان کو مطلوب ہو کیا اور زیادہ

دہی سہہ اُوسلت

گناہگار ہوں روفِ جزا کا ڈر ہے مجھے
 تمہارے ہاتھ ہے اب لاج یا رسول اللہ
 خدا رسی کے قرآنِ نگاہ میں آئے
 تمہاری ذات ہے منہاج یا رسول اللہ
 کہاں یہ تاب کہ دُوری تمہارے ڈر سے ہو
 نہیں اُٹھے گا نصیر آج یا رسول اللہ



سکوں ہے ہجر میں تاراج یا رسول اللہ
 نہ گل تھا اور نہ ہے آج یا رسول اللہ
 فلک کے سر کا ہو تم تاج یا رسول اللہ
 تمہیں ہو صاحبِ معراج یا رسول اللہ
 تمہاری ایک اپنی نظر پڑی جس پر
 وہ ذرہ ہو گیا ٹکھراج یا رسول اللہ
 نکس چیں دُرد و سلام کے دیے
 یہی ہے کام ' یہی کاج یا رسول اللہ
 وہ شاہِ دقت ہو ' حاکم ہو یا رئیسِ کوئی
 جو ہے تمہارا ہے محتاج یا رسول اللہ
 بجز تمہارے ' کے عرش پر بلی سُنہ
 کے نصیب یہ معراج ' یا رسول اللہ
 گل اُس پہ رجبِ ربّ غفور ' نامتین
 پکارتا نہیں جو آج ' یا رسول اللہ
 زمیں ہے تاجِ فرماں ' فلک ہے زیرِ تختیں
 کہاں تمہارا نہیں راج یا رسول اللہ

بچا لو اس کے ہمتوں سے، نکالو اس کے چکر سے
 جیسے اس گردنِ دوران نے مارا یا رسول اللہ
 جو جتنی بے مرے دل میں اقدس رشتہ نشینیت میں
 وہ سب کچھ آپ پر ہے آشکارا یا رسول اللہ
 سینے کا خزانے دین و دنیا کے وہی، جس نے
 تہارے سانسے دامن پہارا یا رسول اللہ
 نصیرِ مظلوم پر بھی عنایت ہو، نوازش ہو
 زبانی دے رہا ہے غم کا مارا یا رسول اللہ



نہیں کوئٹن میں کوئی سہارا یا رسول اللہ
 تہارے ہی کرم پر ہے گزارا یا رسول اللہ
 یہی ایمان ہے سب کا، ہمارا یا رسول اللہ
 نہیں تم سے زیادہ کوئی چارا یا رسول اللہ
 تہاری ناصدائی کا جو منکر ہو، وہ کافر ہے
 لگا دو پار تم جیڑا ہمارا یا رسول اللہ
 گھبرا ہوں درطردیائے غم میں ایک مدت سے
 نہیں ملتا سینے کو کنارہ یا رسول اللہ
 نما لو اپنے دیوانے کو جب چاہو مدینے میں
 بہت ہے بس تہارا اک اشارہ یا رسول اللہ
 بھڑکا جاتا ہوں سوئے غم سے بس اب مہربانی ہو
 نہیں ہے اب غم دُوری گوارا یا رسول اللہ
 مرے آقا! ادھر بھی اک نگاہِ لطف ہو جائے
 چمک اٹھے مری قسمت کا تارا یا رسول اللہ
 تہاری ہی عنایت ہے عنایت دونوں عالم میں
 تہارا ہی سہارا ہے سہارا یا رسول اللہ

مدد شکر کہ نہیں بھی ہوں بھگادی ترے در کا
 مدد فخر کہ حاصل ہے گدائی ترے در کی
 پھر اُس نے کوئی اور تصور نہیں پاندا
 ہم نے جسے تصویر دکھائی ترے در کی
 ہے میرے لیے تو یہی معراج عبادت
 حاصل ہے مجھے نصیب سائی ترے در کی
 آیا ہے نصیر آج تمنا بھی ملے کر
 پکوں سے کیجئے جائے سفائی ترے در کی



تھی جس کے معجز میں گدائی ترے در کی
 قدرت نے اُسے راہ دکھائی ترے در کی
 ہر وقت ہے اب جلوہ نمائی ترے در کی
 تصویر ہی دل میں اتر آئی ترے در کی
 ہیں ارض و سادات بڑی ذات کا صدقہ
 محتاج ہے یہ ساری خدائی ترے در کی
 انوار ہی انوار کا عالم نظر آیا
 چلن جو ذرا نہیں نے اٹھائی ترے در کی
 مشرب ہے برا تیری طلب ' تیرا تصور
 مسلک ہے مرا ' صرف گدائی ترے در کی
 ذر سے ترے اللہ کا در ' ہم کو ملا ہے
 اس آویج کا باعث ہے رسائی ترے در کی
 اک نصیب عظمیٰ سے وہ محروم رہے گا
 جس شخص نے خیرات نہ پائی ترے در کی
 نہیں بھول گیا لقمہ و انگارہ بُخ ڈنڈا
 صورت جو برسے سامنے آئی ترے در کی
 تازہ ترے در سے برا سر نہ اٹھے گا
 مگر جاؤں تو ممکن ہے جدائی ترے در کی

چلی ہے زلیخا رسولِ انام کو چھو کر
 پہنچ سکے ترے رُتبے کو، کب سہا کوئی
 وہ ذاتِ پاک ہے اپنی صفات میں کیسا
 نہ اُن سا اب کوئی ہوگا، نہ ہے نہ تھا کوئی
 کرم کی بھیک ملے اس کو یا رسولِ اللہ!
 نہیں نصیر کا اب اور آسرا کوئی



ذہنی وسعہ اُرمیت

خضو! آپ کا رتبہ نہ پارکا کوئی
 بھی تو ہیں، نہیں محبوب آپ سا کوئی
 مدد کو پہنچا کر راہوں میں کھو گیا کوئی
 نہیں بکا رہا ہے شکستہ پا کوئی
 دہینے آگے نہ ارمان وہ گیا کوئی
 نہ آرزو ہے، نہ حسرت، نہ مدعا کوئی
 مثالِ ابر بہادری بس گیا سب پر
 تمہارے فیض و کرم کی ہے انتہا کوئی؟
 غروب، ہجر کا اقرار کرتے لگتے ہیں
 کھینچے گا نعتِ رسولِ انام، کیا کوئی
 روئی میں بس اک نہیں یوں اور اُن کا جمال
 نہ ہمکنش، نہ مصاحب، نہ آشنا کوئی
 شفیقِ حشر ہیں، اُفت کو بخشا لیں گے
 نہ ہوگا آگ کا ایذا، نہ ہلا کوئی
 یہ کہہ کے رک گئے سدہ پہ جہنم میں
 نہیں غروبِ محمدؐ کی انتہا کوئی
 انہوں نے انہوں پرانیوں کی جھوٹیاں بھریں
 کرم سے اُن کے نہ محروم وہ گیا کوئی

ذہنی وسعہ اُرمیت

ہر ایک اُن کے جبر میں ہوگا لہوِ ترجمہ
 عشق و وفا کی جوت چکائیں گے ہم بھی
 ہر سو اُسے چا سلے علی ، مرجھا کا شور
 یوں دل کی اُٹھن کو سچائیں گے ہم بھی
 کچھ تو نصیر ہوگا جلد عشق و آہ کا
 کچھ تو وفا کی راہ میں پائیں گے ہم بھی



سوچا ہے اب مدینے جو آئیں گے ہم بھی
 اٹھ کر وہ نئی سے نہ چائیں گے ہم بھی
 یوں اُن کے در پہ ہوش گنوانیں گے ہم بھی
 کھوئے تو خود کو ڈھونڈ نہ پائیں گے ہم بھی
 اسے گردشِ زمانہ! ستا لے نہیں ، مگر
 وہ دن بھی آئے گا کہ ستائیں گے ہم بھی
 آئیں گے وہ ضرور بعدِ شانِ انصاف
 سچی کے چراغِ گھر میں جلائیں گے ہم بھی
 اُن کا ہمال ہو گا نگاہوں کے سامنے
 آئینہ زندگی کا بنائیں گے ہم بھی
 اُمیٰ لقب نے ہم کو جو آکر پڑھا دیا
 تا زلیست وہ سبق نہ کھولیں گے ہم بھی

مکن نہیں کہ جلوہ نہ اُن کا جلو میں ہو
 دل میں بھلا کے دیکھ چاہیے یقیناً بھی
 چھینٹا پڑا نہ جس پہ کوئی اُن کے لطف کا
 پھولی نہکلی نصیر نہ ایسی زمیں بھی



دہی سہہ اُرمست

ہوئے نہ جلوہ گر جو شہِ مُرسلین بھی
 ہوتا نہ دینِ ' فاعلم دل کا تعلق بھی
 گزرے تھے بس کے خواب میں وہ باتیں بھی
 چکی تھی برقِ ناز ہمارے قریں بھی
 جو رعبِ تمام کو اپنا بنا گئے
 اُن آنسوؤں سے بھگ گئی آستیں بھی
 جو تھک گئی خدا کے دہقِ آبِ پُر
 باطن کے سامنے نہ نہکلی وہ جہیں بھی
 وہ تو گناہ گاروں پہ ہیں ہاتھِ کرم
 اُن کو پکارتے نہیں دل سے نہیں بھی
 اُس آستان کی عظمت و رفعت کو چھو سکے
 اتنا بلند ہو تو مذاقِ جہیں بھی
 دیکھا نہ آپ نے جو عنایت کی راہ سے
 سرور ہو سکے گا نہ قلبِ حزیں بھی

دہی سہہ اُرمست

ہزار ذوقِ سماعت سے ہو تھی انساں
ہر ایک قولِ رسالت ہے وائیں پھر بھی
وہ اہلِ ذوق ' کہاں رہ گئے زمانے میں
تغیر چھے دلیں گے کہیں کہیں پھر بھی



ہزار بار ہوئی عقل نکلتے ہیں پھر بھی
درِ حضورؐ پہ ٹھکتی رہی جینا پھر بھی
ملی دلیل ' نہ لایا مگر یقین پھر بھی
رہا رسولؐ پہ کونہیں نکلتے ہیں پھر بھی
چراغِ دہنِ متین کو بجھا سکا نہ کوئی
عالمیت میں ہوا کی بہت چلیں پھر بھی
فلک کو باز کیا اپنی سرِ باندی پر
پائند تر ہے مدینے کی رز میں پھر بھی
مناجگار ہوں ' لیکن یہ ہے یقین مجھے
کرم کریں گے شہنشاہِ نرسلین پھر بھی
رداں ہے گرچہ ترنگی کی راہ پر دنیا
عشقِ نبیؐ شاد تو نہیں پھر بھی
یہ کہہ کے نہیں دو سر کاؤ سے ہوا زخمت
خدا کرے جو بری حاضری ہیں پھر بھی
ہزار تھے آنے ' لاکھ شور میں آنجوریں
رہا مقام پر اپنے شوہ دیں پھر بھی

سُحیرِ جاں ہے وہ ختمِ رُشک
سُر تھکا لوں تو روا ہے یہ بھی
کون روکے دلِ حُضُر کو قَصرِ
اب تو ہاتھوں سے چلا ہے یہ بھی



دہیں سہہ اُرمست

وہیمِ تیری مٹا ہے یہ بھی
دلِ وحزنی کی صدا ہے یہ بھی
چاند ' اسری کی سرِ راہِ دلیں
میرا نقشِ کعب پا ہے یہ بھی
نکو لطف سے دشمن ' ہوئے دوست
شہانِ رقت کی ادا ہے یہ بھی
پچھے اُس کے ہیں ' بُرے میرے ہیں
کسلی والے نے کہا ہے یہ بھی
شائعِ حشر وہ ہیں ' نہیں عاصی
وہ بھی برحق ہے ' بچا ہے یہ بھی
رات دن حُدیوِ بھڑی دیکھوں
رات دن ایک دُعا ہے یہ بھی
نعت کو حاصلِ ایمان سمجھا
ذکرِ محبوبِ خدا ہے یہ بھی

دہیں سہہ اُرمست

بادشاہی ماہ سے ہے تا بہ ماہی آپ کی
 بہ زمیں ' یہ چاند ' دیتے ہیں گولہی آپ کی
 آپ ہیں نورِ ازل ' محبوبِ رب کائنات
 جان و دل ' ارض و سما پر بادشاہی آپ کی
 غیر ممکن ہے کسی سے آپ کی مدح و ثنا
 ہے شاخاں آپ جب ذاتِ الہی آپ کی
 کی امامت انبیاء کی آپ نے معراج میں
 مان لی اک اک نبی نے سربراہی آپ کی
 کثرتِ عصیاں سے نام نہوں ' نہیں مایوس نہیں
 ڈھال ہے میرے لیے عالم پناہی آپ کی
 اک نگاہِ کف سے سب کام میرے بن گئے
 حشر میں کام آئی میرے ' خیرِ خولہی آپ کی
 بے نیاز مال و منصب ہے نصیرِ سیرِ چشم
 آپ کے خادم کو کافی ہے دُعا ہی آپ کی

دہی سہہ اُوسلت

دُود بُول اُن سے ' سزا ہے یہ بھی
 پاس تھہروں تو خطا ہے یہ بھی
 اہلِ نسبت کو وہ پہچانتے ہیں
 میرے مولا کی عطا ہے یہ بھی
 اور کیا کلبہِ فردوسِ بریں
 بس مہینے کی ہوا ہے یہ بھی
 اُن کا جلوہ نظر آجائے گا
 حشر میں ایک مزا ہے یہ بھی
 ایک دُپا مجھے پہچانتی ہے
 نعمتِ گوئی کا سلا ہے یہ بھی
 وہ درے دل ہی نہیں ' جان بھی ہیں
 نہیں نے حسوں کیا ہے یہ بھی
 غم تو ہے عشقِ غما میں حاصل
 شکر کرا شکر کی جا ہے یہ بھی
 ہوش کھو بیٹھے نصیرِ الہی نظر
 دیکھ لینے کی ادا ہے یہ بھی

دہی سہہ اُوسلت

تصور میں درخ روشن کو لا کر ہم بھی دیکھیں گے
 جمال مصطفیٰ سے دل سجا کر ہم بھی دیکھیں گے
 رسائی ہوگی ہے صاحبِ معراج کے ذر تک
 فرشتوں سے قدم آگے بڑھا کر ہم بھی دیکھیں گے
 خواہ و حرص کے قفسے کہاں راہِ حقیقت میں
 خواہ و حرص سے واسن بچا کر ہم بھی دیکھیں گے
 لہ میں بھی ہمارا دور ' نامِ مصطفیٰ ہوگا
 نکیرین آئیں کیا پوچھیں گے؟ چاکر ہم بھی دیکھیں گے
 ابھی تک سوزِ دل سے ہم نے اپنے دل کو سلا گایا
 اب اپنا حالِ دل ہونوں پہ لا کر ہم بھی دیکھیں گے
 بھیا تک منظرِ محشر بتایا تو نے اسے واعظ!
 سر کوڑ ملیں گے ' پنی پلا کر ہم بھی دیکھیں گے
 یہ وہ ہستی ہے جس کا برقریب موسمِ گل ہے
 مدینے کی فضا میں مسکرا کر ہم بھی دیکھیں گے
 ادب ہی بازگاہِ مصطفائی میں سعادت ہے
 نصیر اپنی محبت آڑا کر ہم بھی دیکھیں گے

دہلی سہہ اُرمست

جو اولیٰں کا ہے معاملہ نہ سمجھا ' اک اُن کی لگن تو ہے
 سرے سرورِ روتھیں ہیں وہ مگر اُن سے روئے سخن تو ہے
 دل ہاشور ہے منہ تک ' درخِ مصطفیٰ کے خیال میں
 برا ذوق جس سے دمک اُنھا ' یہی روٹی کی کرن تو ہے
 ردِ عشق طے کرو شان سے ' سرِ چشم ہے ' دلِ دجان سے
 یہ درویش کی مسافرت ہے ' تو ہے نصیب! کھن تو ہے
 جو بُنی کے در کا گلدان ہوا ' دق ہا خدا بخدا ہوا
 کوئی ہنگامی کی ادا تو ہے ' کوئی دنگامی کا چلن تو ہے
 یہ درست ' آج جدا ہوں نہیں ' دلِ جاں سے اُس پہ خدا ہوں نہیں
 بری خاک ' میرا نصیر ہے ' یہ عید میرا بلن تو ہے
 ترے در پہ کھو جاتا ہوں گا ' برے پاس جو ہے لگاؤں کا
 نہیں تخت و تاج ' تو غم نہیں ' برا تن تو ہے برا سن تو ہے
 دو کلیں بھی ہو ' وجیہ بھی ' وہ ہو مصطفیٰ کی شبیہ بھی
 کوئی اس مقام کا ہونہ ہو ' مگر ہر ائید ' امامِ حسنؑ تو ہے
 یہی نعت ہے جو نصیر کی ' وہ صدا ہے اس کے نصیر کی
 چلو وہ خدا کے سخن نہیں ' کہو نا خدا کے سخن تو ہے

دہلی سہہ اُرمست

ہم تو اس شان سے پہنچیں گے درمولا تک
 چہرے پر گردِ سبز پاؤں میں پھالے ہوں گے
 خود کو ناموس محمدؐ پہ جو قربان کریں
 خلد کے والی د وارت وہ چیلے ہوں گے
 بخشوا لیں گے خدا سے انہیں محبوب خدا
 طوق گردن میں غلامی کا جو ڈالے ہوں گے
 طاق وہ ہیں جنہیں اُن کی شفاعت پہ یقین
 وہ جو منکر ہیں، جہنم کے حوالے ہوں گے
 اُن کی ہر ایک صفت جب کہ ہے اعجازِ قصیر!
 اُن کی بدعت کے بھی انداز نالے ہوں گے



ہم گنہ گاروں کو سرکارِ سنبھالے ہوں گے
 حشر میں اُن کی شفاعت کے حوالے ہوں گے
 نور آنکھوں میں تو چہروں پہ اُجالے ہوں گے
 مصطفیٰؐ والوں کے انداز نرالے ہوں گے
 شافعِ حشر کی رحمت انہیں دھو ڈالے گی
 جو ورقِ دفترِ اعمال کے کالے ہوں گے
 نزع میں اُن کے قصور سے معذور چکا
 قبر میں اب تو اُجالے ہی اُجالے ہوں گے
 کتبہ چیں شانِ رسالت کے بجائے نوذکی ہیں
 استیوں میں بھی سانپ تو پالے ہوں گے؟
 جو اُٹاتے ہیں محمدؐ پہ اٹاٹہ اپنا
 اُن کی تحویل میں جنت کے قتالے ہوں گے
 دکھ مٹاتا ہے فقط ایک اشارہ اُن کا
 اب لبوں پر نہ وہ آہیں، نہ وہ نالے ہوں گے
 خلد میں بھیڑ نظر آتی ہے خوش ہاشوں کی
 بھرے آقا کے ہر سب ماننے والے ہوں گے

سنا ہے پہلی نسبت کو عطا دیدار ہوتا ہے
 حریمِ حسن کا پردہ اٹھا کر ہم بھی دیکھیں گے
 گدائی مل گئی ہے اے شہر اس شاؤِ بلیا کی
 نظر اب کجا کلاہوں سے بنا کر ہم بھی دیکھیں گے



دہلی وسمہ اُرمست

دل و چال کو ہر آفت سے بچا کر ہم بھی دیکھیں گے
 پناہِ ٹھنڈی ٹھنڈی میں آکر ہم بھی دیکھیں گے
 فلک کے چاند تاروں کو یقیناً رشک آئے گا
 جیسے اُس در کے ذروں سے بچا کر ہم بھی دیکھیں گے
 انہیں کی یاد لے کر ساتھ پہنچیں گے سر منزل
 انہیں کا ہمسفر خود کو بنا کر ہم بھی دیکھیں گے
 کوئی مشکل نہیں سرکار کا دیوار ہو جانا
 پہ صد دشتِ سمور میں بنا کر ہم بھی دیکھیں گے
 سمی تو اُن کے جلوں سے یہ گھر بھی جگمگائے گا
 چراغِ آرزو دل میں بٹا کر ہم بھی دیکھیں گے
 دریچے سے ہوا بخت نہیں ہے اُن کے طالب کو
 عمر اللہ کی نعت ہے جا کر ہم بھی دیکھیں گے

دہلی وسمہ اُرمست

ہر صد عجز و عقیدت جلوہ جا کر ہم بھی دیکھیں گے
 درخیز الوڑی پر سر نہکا کر ہم بھی دیکھیں گے
 انہیں حالِ دل پر غم سنا کر ہم بھی دیکھیں گے
 بایں صورتِ مقدر آزما کر ہم بھی دیکھیں گے
 رب الفیت میں کام آئی نہ کچھ فرزا گئی اپنی
 بس اب تو خود کو دہانت بنا کر ہم بھی دیکھیں گے
 نرا ہوں گی نگاہیں مُصِیْبِ رُوءے مجھ پر
 یہ قرآن اپنی آنکھوں سے لگا کر ہم بھی دیکھیں گے
 بنا سے ہوش جائیں 'دل پہ بن جائے کہ حیرت ہو
 نگاہیں اُن کے رونے پر بنا کر ہم بھی دیکھیں گے
 ہم اُن کے آنتی ہیں ' ہم کو کیا دھڑکا ہے حشر کا
 تماشا ہوگا ' خلقت ہوگی ' جا کر ہم بھی دیکھیں گے
 ہمیں کرنا ہے تازہ یاد اُن کے جاں نثاروں کی
 مئی پر دولتِ مستقی لگا کر ہم بھی دیکھیں گے
 عجب کیا ہے ' نصیر! اعمالِ ناقص اپنے دھل جائیں
 ندامت سے بھرے آئو بہا کر ہم بھی دیکھیں گے

مہرور میں رخِ روشن کو لا کر ہم بھی دیکھیں گے
 برہانِ مصطفیٰ سے دل سجا کر ہم بھی دیکھیں گے
 رسائی ہوگی ہے صاحبِ معراج کے در تک
 فرشتوں سے قدم آگے پڑھا کر ہم بھی دیکھیں گے
 ہوا و جرس کے قصے کہاں راہِ حقیقت میں
 ہوا و جرس سے دامن بچا کر ہم بھی دیکھیں گے
 لہد میں بھی ہمارا ورد ' نامِ مصطفیٰ ہوگا
 نکیرین آئیں ' کیا پوچھیں گے ' جا کر ہم بھی دیکھیں گے
 ابھی تک سوئے دل سے ہم نے اپنے دل کو سلگایا
 اب اپنا حالِ دل ہونٹوں پہ لا کر ہم بھی دیکھیں گے
 بیابانِ مضرِ عشرِ ثنایا نے اے واعظ!
 سر کوثر بلبلیں گے ' پی پا کر ہم بھی دیکھیں گے
 یہ وہ بستی ہے جس کا ہر قرینہ موسمِ گل ہے
 مدینے کی فضا میں سُکرا کر ہم بھی دیکھیں گے
 ادب ہی بارگاہِ مصطفائی میں سعادت ہے
 نصیر اپنی محبت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے

خدا کی رحمتیں ہیں اور جلوے ہیں محمدؐ کے
 زہے قسمت! زہے عزت! ابرہہؓ میں کیا کیا ہے
 رموز کائنات اللہ جانے، مصطفیٰؐ جانیں
 فرشتے کیا سمجھ پائے ورا کیا ماورا، کیا ہے
 کلیم اللہ سے پوچھو نصیر اسرار جلووں کے
 وہ سمجھے ہیں چراغ طور کی دکشن شیا کیا ہے



ہوا ظاہر یہ اُن کے نور سے نور خدا کیا ہے
 محمدؐ کا بنال پاک بھی صلن علی کیا ہے
 صوبہ کبریا کے دم قدم سے یہ ہوا روشن
 لٹا کیا ہے، بٹھا کیا ہے، خودی کیا ہے، خدا کیا ہے
 جہاں وہ تھے، فرشتے تھے نہ جبریل امین حاضر
 شب معراج وہ جا میں کہا کیا ہے، سنا، کیا ہے
 ہلالِ دُور و دُور مسلمان کے جذبِ عشق سے پوچھو
 رسول اللہ پر قربان ہونے کی ادا کیا ہے
 سراپہ نہ ہو اسے چارہ گرا کینایتِ غم پر
 یہ اہل دل سمجھتے ہیں، دلِ درد آشنا کیا ہے
 مدینے کی گزرگاہوں میں چلی پھر کر شرف پایا
 یہ درد اک نبوا کی لہر ہے، یادِ سبا کیا ہے
 علاماتِ ہوس یہ، تیرا آتما ساقی کوثر
 نظر بھر کر نہ دیکھ، اُن کے کماہوں میں دھرا کیا ہے

جو اُس کو دیکھ لے وہی صاحبِ نظر تھے
 ہر ذرہ جس کی خاک کا ٹکڑا تھا
 لطیفِ رسولؐ پاک کا جھونکا اگر تھے
 باہج جہاں میں خار بھی مثلِ شر تھے
 ممکن نہیں اچھتی نظر سے شعور ذات
 باطن میں تھے وہ 'دور' پہ ظاہر ہوا تھے
 پھر دیدنی ہوں میرے مقدر کی رفتیں
 اک بار اسی جہیں سے چرا سب در تھے
 آنکھوں کے سامنے ہے ہمال درِ نیا
 میری نگاہ کو نہ کسی کی نظر تھے
 نعلِ اُمید پر ہو جو مولاً! نگاہِ لطف
 پڑنورہ شاہجِ زیستِ بری گل پہ سر تھے
 ذرے کو آفتاب بتاتے ہیں وہ نصیر
 جس پر کرم کریں وہی تابندہ غر تھے

دہلی سہہ اُرمست

خدا والے ہی جانیں ذاتِ محبوبِ خدا کیا ہے
 زمانہ کیا سمجھ پائے کہ شانِ معصیٰ کیا ہے
 کسی صورتِ رسائی ہو درِ فقرِ دو عالم تک
 یہی ہے اور اِس پیتلِ دل کی دوا کیا ہے
 یہی غشا، یہی قصیر ہے آیاتِ قرآن کی
 خدا کی کیا مشیت ہے 'نئی' کامدہ کیا ہے
 ہمالِ مصطفائی میں 'جلاںِ مصطفائی' میں
 حقیقت ہی حقیقت ہے حقیقت کے ہوا کیا ہے
 فلک کو اِس باندی پر بھی یہ عفت نہیں حاصل
 جہنمِ خاک سے پوچھو! مقامِ نقشب کیا ہے
 نرے ہیں یا بھیس اعمالِ نازاں یوں شفاعت پر
 صبرِ اُن کی رحمت ہو تو پھر کھوتا کھرا کیا ہے
 مقدر کا وحشی ٹھہرا 'دو عالم میں غنی ٹھہرا
 وہ جس کو پوچھ لیں اک بار اُس کا پوچھنا کیا ہے
 خدا شاد! وہ ہے دنیا میں ہر نعمت سے بے بہرہ
 نہیں معلوم جس کو نسبتِ خیرِ اوردی کیا ہے
 یہ عشر، یہ سسِ اعمال 'دارِ دمیر کا عالم
 نصیر اب اُن کے قدموں سے پت جاو یکتا کیا ہے

دہلی سہہ اُرمست

یہ اُن کے آستانِ پاک کا اک نہیں ادنیٰ ہے
 توانا ہو کے واپس آئے جو بھی ناتواں پہنچے
 مقامِ کبریا آگے ہے اور اک و تخیل سے
 شبِ معراج یہ کس کو خبر ہے وہ کہاں پہنچے
 نصیر! اب ایک ہی دُشمن ہے کہ دیکھیں کب زیارت ہو
 دیارِ معطیٰ میں کب ہمارا کارواں پہنچے



شبِ معراج تھا کھر میں مکاں سے لا مکاں پہنچے
 جہاں کوئی نہ پہنچا سرورِ عالم وہاں پہنچے
 رُکے جبریلؑ ، لیکن اُن کو جانا تھا وہاں پہنچے
 محمدؐ معطیٰ عرشِ عجلٰ تک بے شگماں پہنچے
 شرف ہے بیٹوائی بارگاہِ شاوؑ بلحا میں
 نشانِ دائوں سے پہلے در پہ بے نام و نشان پہنچے
 پکارا جب کسی نے ”یا محمدؐ معطیٰ“ کہہ کر
 مدد کو اپنے قریبی کی شاوؑ اُس د جاں پہنچے
 بہت بے چین ہوں بس منتظر ہوں باریابی کا
 الٰہی! آستان پر اُن کے میری داستاں پہنچے
 مصیبتِ کبریا کی یاد میں خوں جگر لے کر
 چلے دل سے تو پکوں تک مرے اشکِ رواں پہنچے

میں ہر درد میں تجا ہوں اے تصویرِ آقا!
 مسافتوں کو سینے نکل بھی آ رہے آئے
 رسولِ پاک سے وابستہ ہے مجاہدِ دو عالم
 بس ایک جنم لب ہے وسیلہ ظفر آئے
 نصیب ہو جو کبھی اے نقیرِ راجِ مدینہ
 ٹوڑے ڈڑے کو بڑھانا آپ سے کام کرائے



اس لیے تو تھکا جا رہا ہے میرا سر آئے
 کہ ہے تھکی دربارِ سیدالشر آئے
 بجز رسولِ امیں تھا نہ کوئی چارہ گر اُن کا
 بڑھے تھے اہل عرب سرکشی میں اس قدر آئے
 حرمِ ذات کی وہ شان ہے کہ چلے گئیں نہ
 حدودِ سدروہ سے بھر میں بھی چلیں اگر آئے
 کیا نہ اُن چہرے سے حضور کا شبِ امرا
 کسی لہجے کا نہ اس راہ سے ہوا گزر آئے
 ہوئے مناسب حج ختم اب وقوف ہے کیا
 اُٹھو کہ عشق کی منزل کا ہے ابھی سفر آئے
 نہ تھی بشر میں یہ قدرت کہ ہر راہ سے گزرے
 نہ تھا کبھی شبِ معراج سے یہ معجز آئے
 نہ داستانِ حرم چھیڑے اے مدینہ کے زائر
 کہ کون روئے پہ پاگل ہے میری چشم تر آئے
 یہ خود وہ سب کو سنا وہ کہ کوئی گر نہیں سنا
 حضور ہوں گے سر پٹا جلاؤ مگر آئے

یہاں نہ کوئی دعا ہے نہ مدعا کوئی
 دہیتے جاگیں گے ہر کچھ میلے کا پائیں گے
 نصیر خلد کے جلوے انہی کا حصہ ہیں
 بنال مصطفوی سے جو دل سجا لیں گے



وہ نئی کو مسافر جو بڑھ کے آئیں گے
 زمیں پہ وہ کے بھی وہ غلہ کا مزا لیں گے
 ہم اس زمانے کو کیا دیں گے اور کیا لیں گے
 دہیتے پہنچیں گے جنت کا راستا لیں گے
 گناہگار سبھی ہم عمر خدا شاہد
 عشق حشر ہمیں حق سے بخشوا لیں گے
 نوحال ہو کے گرے بھی جو راہ بظاہر میں
 فرشتے تھک کے گلے سے نہیں لٹائیں گے
 ہم اس جہاں میں حیات اقصیٰ کے ہیں داخل
 جو مغرب ہیں وہ خیرالوزن سے کیا لیں گے
 نکل ہی آئے گی کوئی سبک جتن کی
 وہ خوش ہوئے تو دہیتے ہمیں نکالیں گے
 جہاں سے ہم کو نظر آئے ملحد حضری
 اسی جگہ پہ ہم اپنی جہیں تھکائیں گے

یاد سے اُن کی گفتگو رہی ہوں دل کی کھلی
 غنچے دلچسپی نہ کبھی اُس کی ہوا تک پہنچے
 اُس کو درکار نصیر اور ہو کونین میں کیا
 جو نظر زدے ہر کی دنیا تک پہنچے



دردِ دل کی یہ جھٹکا ہے دوا تک پہنچے
 رُوح کو ڈھن ہے کہ محبوب خدا تک پہنچے
 پھر کہیں جلوہ دیدار نیا ممکن ہے
 پہلے دل مرحلہ صدقہ صفا تک پہنچے
 چشم بد دور، جب اُنھے بری مشتاق نظر
 سبز شہد کی پُر انوار فضا تک پہنچے
 اک ذرا اُن کی توجہ جو تو دن پھر جائیں
 گلشن خاک نہیں بچت ہوا تک پہنچے
 وہ مسافر جو پلٹیں گلشنِ بھلا کی طرف
 گردہ کو اُن کی نہ رفتار صبا تک پہنچے
 بلکہ الحمد و سبیلہ یہ بلا خراب ہمیں
 جب کہا صلن علی، رہن علی تک پہنچے
 اُن کے اخلاق کی حد ہے نہ نہایت نہ شمار
 آدمی اُن کی کسی ایک ادا تک پہنچے

نقشبیں مانے ، دُعا مانگے ، وسیلہ دھوڑے
 سب کبھی شاہ کوئی اُن کے گدا تک پہنچے
 کم نہیں ہے یہی سرکارِ دہ عالم کا کرم
 ہم نصیر اُن کے توشل سے فدا تک پہنچے



دہیں سہہ اُوسلت

سر اگر آپ کے نقشب کب یا تک پہنچے
 مرتبہ اتنا بڑے عرش طے تک پہنچے
 یا محرابِ بخدا بہت نہیں ایمانم
 آپ کے در پر جو پہنچے ، وہ خدا تک پہنچے
 اُس کا بندہ ہوں کہ ہر چیز ہے جس کی محتاج
 ہاتھ اٹھتے ہی اثر میری دُعا تک پہنچے
 وہ گدا ہے جو سوالی ہو درِ قاروں پر
 وہ غنی ہے جو ترے بابِ سخا تک پہنچے
 اک ترے سایہ رحمت نے کیا آسودہ
 لاکھ اربابِ رستم تھر د جفا تک پہنچے
 ہے یہی عشق ، یہی محرابِ عقیدت بھی یہی
 تیری تقسیم کو ہم غارِ جرا تک پہنچے

دہیں سہہ اُوسلت

کہتا ہے 'سب فیائے نبی نہیں سینے لوں
 کتنی بڑی یہ بات دل مختصر کی ہے
 پیچھے وہ ہارگاہ رسالت' آپ میں
 جس دل کو احتیاج کسی چادر گر کی ہے
 اُس آستانِ پاک پہ مجھ سے کئے ہزار
 اُن کے حضور ختم ہو 'سعادت یہ سر کی ہے
 کہیں کرکھوں تعمیر زمانے سے حالِ دل
 گھر میں رہے جو بات وہی بات گھر کی ہے



ہر آن اک توشِ علم فیرا البشر کی ہے
 اب تو یہ آگ دل کے لیے غر بھری ہے
 عزت اُسی کی 'شان اُسی کے سفر کی ہے
 جس دل کو آرزو وہ فیرا البشر کی ہے
 جس رہگزر سے گزرتے ہیں محبوبِ کردگار
 اکسیر مجھ کو خاک اُسی رہگزر کی ہے
 پہنچوں مدینہ 'دل کی یہ ہر دم ہے آرزو
 دیکھوں نبی کا شہر' یہ حسرتِ نظر کی ہے
 سچ ہے کہ فخر ہے مجھے خود اپنی ذات پر
 کیوں کرتا ہوں کہ خاک مری اُن کے ذکر کی ہے
 یا رب! نصیبِ دولتِ عشقِ رسول ہو
 مجھ کو بنوس نہ ذر کی 'ند لعل و طہر کی ہے
 لوگوں نے دے دیا ہے اُسے کھکشاں کا نام
 جو زہولِ آساں پہ تری رہ گزر کی ہے
 ماہِ دُنیوم کو ترسے جلووں کی سہے تلاش
 جو اُن کی جیتو ہے وہی بحر و بر کی ہے

جو ہے "میلہ" محبوب کبریا اُنھے
 دہن زمانے سے ناکام مدعا اُنھے
 عرب کے چاند نے دُڑوں کو وہ ضیا، چٹائی
 چراغِ طور کی مانند جگمگا اُنھے
 نیا کے کُور سے آنکھیں نہ جس نے روشن کیں
 یہ روزِ حشر اب اُس کی نگاہ کیا اُنھے
 ثبات و عزمِ محمدؐ سے دنگ تھے سکار
 دلوں میں زعب وہ بیضا کر بیٹھا اُنھے
 پے مدینہ، ہو سوئے دروں کا یہ عالم
 اُنھے جو شعلہ تو اک آگ سی لگا اُنھے
 ادب کی جا بھی مدینہ، مقامِ شوق بھی ہے
 دلوں میں حشر نہ اُنھے یہاں پہ یا اُنھے
 دروں پاک، سعادت کا وہ چمن ہے، جہاں
 ہر ایک موجِ ہوا صورتِ صبا اُنھے
 فقیر بھی ہے تمنا کی یا رسول اللہ!

اب اس طرف بھی نگاہِ کرم ذرا اُنھے



جو لوگ ہن کے ادب دان مصطفیٰؐ اُنھے
 وہ اپنی قسمتِ خواہیدہ کو جگا اُنھے
 بساطِ دینِ محمدؐ پہ مات بنی کھائی
 مخالفت کے لیے جتنے خود بنا اُنھے
 مہا عسیت کی خوشبو جو لائی گلشن میں
 تمام غنچہ لبِ میتہ مسکرا اُنھے
 یہ آرزو ہے کہ عشقِ نیا بڑھے ہر دم
 انہی اورد ہرے دل میں لا دوا اُنھے
 جب آسماں پہ سواری گئی شبِ امرا
 سب اعیان، چنے تعظیمِ مصطفیٰؐ اُنھے
 بلا وہ درس، رسولؐ خدا کی محفل میں
 جو آکے بیٹھے، وہ کہتے "خدا، خدا" اُنھے
 نصیرِ اہلِ بزم سے بھی یہ سلوک رہا
 نیک کے دستِ مبارک پہ دعا اُنھے



ادب یہ ہے کہ جہاں اُن کا نام آجائے
 وہاں زبان پہ ورد و سلام آجائے
 مدینے سے یہ خدایا پیام آجائے
 ہمارے پاس ہمارا قلام آجائے
 الٰہی الٰہی کشش دے برے تصور کو
 نظر میں کھینچ کے وہ ماو تمام آجائے
 طلب کریں جو حبیبِ خدا کے صدقے میں
 ہمارے سامنے کوثر کا جام آجائے
 پہنچ کے طیب میں روشن کریں خوشی کے چراغ
 اک الٰہی اپنے مقدر میں شام آجائے
 رہی نہی ہو ہر اک سانس میں والائے حبیب
 قریب جب درِ خیر الانام آجائے
 نصیرِ نعتِ نبیؐ کا ہو فیض یوں جاری
 نظرِ نظر میں ہمارا کلام آجائے

اُنسو جو آئے اکھ میں مثلِ غمِ گئے
 ختمِ رُسُل کی یاد سے ہم معتبر گئے
 اُس کے لیے دیارِ نبیؐ ہے پناہ گاہ
 طوکر قدم قدم پہ جسے در بدر گئے
 دیکھے ہر کوئی ہاشمِ حقیقت سے اس طرف
 خلدِ بریں سے بڑھ کے عہد کا گھر گئے
 پروازِ فکر کیا کہوں نعتِ رسولؐ میں
 لطفِ خدا سے طائر ہے یز کو پر گئے
 روئے نبیؐ کی ایک جھلک ماند کر گئی
 دُنیا کے سب چراغ ' چراغِ سحر گئے
 آتی ہے روزِ مَکدِ بھڑی کو پھوم کر
 کیوں کر ہمیں نہ بادِ صبا معتبر گئے
 آقا ہمارے سرِ او کونین ہیں نصیر
 دُنوں جہان میں ہمیں اب کس کا ڈر گئے

یہ ہے رابطہ و ضبط کا سلسلہ ' جو مولا انہیں سے ہمیں ملا
 وہ کبھی خدا سے نہیں جدا ہو گیا نہ دے وہ خدا نہ دے
 مجھے زیر سایہ کلا ہے ' مجھے یا رسولؐ بچا ہے
 یہ طلسم دہر ہے فتر گر ' کوئی روگ دل کو لگا نہ دے
 یہی فیض چشم حضورؐ ہے کہ چہ غیر سرور ہے
 وہ علاج کیا ' وہ دوا ہی کیا ' جو ہر اک غش کو مٹا نہ دے
 انہیں جان و دل سے عزیز رکھ وہ زوفا بھی چن رہم بھی
 اگر اس کا تجھ کو یقین نہیں تو صدائے صلح مٹی نہ دے
 یہ کرم ہو خاص نصیر پر کہ ہو مصطفیٰ کی نظر ادھر
 وہی مسکرا کے کرم کریں کوئی اور غم کو ہوا نہ دے



نہ طلب ہی دے نہ جنوں ہی دے یہ ہوں نہ دے وہ ہوا نہ دے
 شہؐ اہیا پہ خدا ہوں نہیں ' کوئی اور ورد خدا نہ دے
 غم مصطفیٰ میں ہوا ہوں گم مجھے اب پیام صبا نہ دے
 مجھے خبر شاہ میں چھیڑ کر برے دل کو اور دکھا نہ دے
 وہ عظیم ہے ' وہ رحیم ہے ' وہ قسم ہے ' وہ کریم ہے
 یہ کرم پہ اُس کے ہے منحصر مجھے کیا وہ دے مجھے کیا نہ دے
 جو مرہض ہجر حضورؐ ہے ' در مصطفیٰ سے جو دور ہے
 اُسے زندگی سے غرض نہیں ' کوئی زندگی کی دعا نہ دے
 یہ خیال ہے ' یہ مال ہے کہ عجیب زمانے کا حال ہے
 ترے آستان سے مرے غی ' کوئی آگے مجھ کو اٹھا نہ دے
 جو طلب ہے ' تجھ کو کہاں پہ لا ' در مصطفیٰ پہ کمی ہے کیا
 اُسی در سے اپنی مُراو لے کسی اور در پہ صدا نہ دے

وہ لائیں ہر رسم رسالت میں نصرت کے اشعار
جو ہال و دولت و لعل و گھر نہیں رکھتے
نصیر وہ جو لائیں تو کون رکھتا ہے
وہ چاہتے ہیں ہر ہال دہ نہیں رکھتے



دہیں رسم اور سنت

خدا کے لطف و کرم پر نظر نہیں رکھتے
وہ حبیبؐ پہ جو اپنا سر نہیں رکھتے
شعاعت اُن کی جو پیش نظر نہیں رکھتے
وسلہ حشر میں وہ معتبر نہیں رکھتے
جو بے خبر ہیں محمدؐ کے عشق سے اب تک
تم خدا کی وہ اپنی خبر نہیں رکھتے
بلے گا اڑن ضروری تو اڑ کے جائیں گے
کہا یہ کس نے کہ ہم ہال دہ نہیں رکھتے
سوال ہی نہیں ایسوں کی سر بلندی کا
جو آستانِ محمدؐ پہ سر نہیں رکھتے
دیارِ پاک ہی اپنی مراد اپنا وطن
ہیں ایک گھر ہے کوئی اور گھر نہیں رکھتے
جو اُن کے در کے گواہ ہیں وہی دل کے غنی
وہ ذرہ بحر طلبِ سیم و زر نہیں رکھتے

دہیں رسم اور سنت

ذکر حق یاد بُنیا ، وہی شکوہ دل ہے
یہ سبق وہ ہے جسے یاد زمانہ کر لے
ہر نفسِ رحمت بے حد کی رحمت ہے اگر
وہ آگاہ پہ نصیر! اپنا شکار نہ کر لے



جو مدینے میں کہیں اپنا شکار نہ کر لے
اپنی قسمت میں وہ رحمت کا خزانہ کر لے
حشر کے واسطے کچھ جمع خزانہ کر لے
اُن کا ہو ، اپنے تصرف میں زمانہ کر لے
آویں کا پڑھایا ہے سبق مولاً نے
اس حقیقت کو نہ انسان سمجھ کر لے
راہِ حق میں یہی کہتے تھے بلالؓ بخشی
جس قدر چاہے ستم ہم پہ زبانی کر لے
کیا خبر کب تجھے سرکارؐ نکلاوا سمجھیں
کم سے کم دل تو مدینے کو روانہ کر لے
جس کی آنکھوں میں سا جائے تھکنی اُن کی
کیوں نہ وہ اپنا ہر اک خواب سہا کر لے
دلِ بدلیں و عمر ہو کہ بلالؓ و سلمانؓ
وہ نظر خیر سے جس کو بھی نکالتے کر لے

دردِ دل ' سوچِ جگر اُن کی محبت نے دیا
 نہیں تو خوش ہوں ' اسی عالم میں خدا خوش رکھے
 حشر کی دھوپ کی پروا ہے ' نہ شکرہ ' نہ خیال
 اُس کو کیا غم؟ جسے رحمت کی گھنا خوش رکھے
 قرب ہے صرف ترے در کا مسرت افزا
 دور رہ کر کوئی کیا خود کو نکلا خوش رکھے
 آسمان سے ترے دوری پہ پریشاں ہے نصیر
 ساری دنیا کی خوشی بھی اُسے کیا خوش رکھے



یاد اُس در کی برے دل کو خدا خوش رکھے
 مجھ کو تا حشر مدینے کی لٹا خوش رکھے
 شاد آباد کرے ' دردِ جزا خوش رکھے
 خوش وہ جس سے بھی زمین اُس کو خدا خوش رکھے
 جو ہمیں اُن کے لیے ' جو ہوں چھوڑ اُن پر
 لب کوڑ ' انہیں جنت کی ہوا خوش رکھے
 نہیں غم شاید وہ عالم میں حضوری چاہوں
 غیر ممکن ہے کوئی اور دوا خوش رکھے
 اُن کا دیار قیامت میں کسی ' برحق ہے
 یہ جزا ہے تو مجھے ایسی جزا خوش رکھے
 اُن کی خوشنودی خاطر کے لیے کچھ بھی نہیں
 شاید ایسا ہو برا ذوقِ وفا خوش رکھے

کیا کہیں ' راوِ مدینہ ہے مقدس مکتی
 نھو لیتے ہی نہیں اس جادۂ اطہر کے مزے
 ان کی منزل بھی مدینہ ہے، وطن بھی ہے یہاں
 ہیں یہاں آلاؤں گے لے کر کے مزے
 سجدۂ شوق کا ارمان ادھر لے پہنچا
 اُن کے در پر ہیں نصیر اب تو سر کے مزے



جس کو حاصل ہیں غم ساجی کوڑ کے مزے
 اُس کی تقدیر میں ہیں رحمتِ داد کے مزے
 کسی تارے کا ٹکٹ اُس کو نہ نظر کے مزے
 جس کی نظروں کو ملے اُس رُخِ انور کے مزے
 دیکھتا رہتا ہے ہر دم ترے ماتھے کی چمن
 آئینہ ٹوٹ رہا ہے ترے تیر کے مزے
 آئی گردش میں کچھ اِس شان سے چشمِ رحمت
 بیکہ نہول گیا بادہ و ساغر کے مزے
 گرتے پڑتے درِ سرکار تک آکھنچا ہے
 ہم سے پوچھے کوئی اک طائرِ بے پر کے مزے
 اُن کی زلفوں سے جو میل جائے مسکیتی خیرات
 نہول جائے یہ صبا بوسے گلِ تر کے مزے
 اُس کو پھر اور کوئی مرتبہ درکار نہیں
 جس کی قسمت میں لکھے جائیں ترے در کے مزے

رحمتِ عالم ، شفیع المذنبین ' شاہِ انور
ایک ذاتِ معصیٰ ہے اور کیا کیا چیز ہے
زلف و رُوسے معصیٰ سے یہ ٹھکرا ہم پر نصیر
سج گھٹن ' توئے گل ' بارِ سبا کیا چیز ہے



دہی سہہ اُرمست

جس نے سمجھا عقیق محبوبِ خدا کیا چیز ہے
دو سمجھتا ہے دُعا کیا ' مَذا کیا چیز ہے
کوئی کیا جانے کہ ہر معصیٰ کیا چیز ہے
پوچھیے ہم سے کہ طیبہ کی ہوا کیا چیز ہے
شرائعِ محشر کے دامن میں پھنپا بیٹھا انہیں
کیا خبر ہنگامہ روزِ ۱۲۷ کیا چیز ہے
ہر مرض میں خاکِ رادِ معصیٰ ہے کارگر
سائے اکبر کے ' کوئی دوا کیا چیز ہے
دلِ معطر ہو گیا ہمیں سوز ہو گیا
اللہ اللہ ' ہر توبہ کی قضا کیا چیز ہے
یہ سمجھتا ' ہم نے سمجھا ہے ' ہو لولاک سے
خلق میں ٹوٹے ہوئے دل کی صدا کیا چیز ہے
ہو گیا کیا مطمئن دم بھر میں قلبِ مضطرب
دیکھ لو ذکرِ نجی ' یادِ خدا کیا چیز ہے
حشر میں تم کو گنہ گارو پتا چل جائے گا
سایہ لعلِ محمدؐ معصیٰ کیا چیز ہے

دہی سہہ اُرمست

ذکر خدا و ذکر نبیؐ ہے رہِ خلوص
 غمِ نام وہ ہوئے جو بچے نام کے لیے
 اعلان ہے نصیرا یہ ربِّ کریم کا
 عشقِ رسولؐ شرط ہے اسلام کے لیے



ہیں وقف جان و دل برے اس کام کے لیے
 پڑھیے دُرودِ رحیمؐ اسلام کے لیے
 زعمہ رہے جو خدمتِ اسلام کے لیے
 وہ نقیب ہیں حشر میں انعام کے لیے
 لُحمرہ ' ہے عام ساقی کوثر کے فیض کا
 دُنیا تپ رہی ہے بس اک جام کے لیے
 وہ شام جو مہینے کے رستے میں آگئی
 صبحِ ابد ترقی ہے اُس شام کے لیے
 کام آئے گا دلیفِ محمدؐ کے نام کا
 کیا خوب کام ہے دلِ ناکام کے لیے
 جو ہے قرارِ عشقِ رسولؐ نام ہیں
 فردوسِ اُن کے نام ہے آرام کے لیے

باغِ عالم کے کسی گوشے میں ہی لگتا نہیں
 دلِ مگرتہ یوں ' مدیچے کی قضا درکار ہے
 نہیں تو دیوانہ یوں اُن کا ' نہیں تو یوں اُن کا غلام
 وہ جو بل جائیں مجھے تو اور کیا درکار ہے
 ہم عطیہائے نبیؐ کے جان و دل سید ہیں غلام
 ہم کو ایسے ہی بزرگوں کی دُعا درکار ہے
 نہیں مدیچے میں ابد کی نیند سو چاؤں نصیر
 رہتے رہنے کو مجھے اتنی سی جا درکار ہے



دہلی سہہ اُرمست

حشر میں مجھ کو بس اتنا آسرا درکار ہے
 انقاسِ شافقیؐ روزِ جزا درکار ہے
 اور اُس کو چاہیے کیا ' اور کیا درکار ہے
 وہ نبیؐ کا ہو رہے ' جس کو خدا درکار ہے
 جو مجھے لے جائے اُن کے آستانِ پاک تک
 وہ توحہ ' وہ طلب ' وہ مدعا درکار ہے
 دل تو ہے آباد محبوبؐ خدا کی یاد سے
 میری آنکھوں کو جمالِ معطیؐ درکار ہے
 اُن کے دامن کی بُوا بس ہے مرے دل کا علاج
 کون کہتا ہے؟ مجھے کوئی دوا درکار ہے
 وہ جہاں چاہے رہے ' جس کو نہیں عشقِ نبیؐ
 وہ ادھر آئے ' مجھے لُطیفِ خدا درکار ہے

دہلی سہہ اُرمست

اس قدر پہ اسے قسم رسلؑ چشمِ کرم ہو
 ریزن ہیں بہت راہنما کوئی نہیں ہے
 پڑتے رہو دن رات قصیر اُن کا وظیفہ
 ایسا عملی ردِ نکلا ، کوئی نہیں ہے



کوئین میں یں جلوہ نما کوئی نہیں ہے
 اللہ کے بعد اُن سے بڑا کوئی نہیں ہے
 یوں فرش سے تاجِ عرش گیا کوئی نہیں ہے
 معراج میں اس درجہ رسا کوئی نہیں ہے
 ہنگو تو ذرا اُن کے قوتِ خط سے کبھی کچھ
 مقبول نہ ہو ، انکی دعا کوئی نہیں ہے
 کام آئی سرِ حشرِ حق کی شفاعت
 سب کہتے ہیں ، جا! تیری خطا کوئی نہیں ہے
 ہر چہ نہی صلیٰ و موئی بھی ہیں ، لیکن
 محبوبِ خدا اُن کے بڑا کوئی نہیں ہے
 اللہ نے سو کھن دیتے نورِ بشر کو
 یوں نور کے سانچے میں ڈھلا کوئی نہیں ہے
 دل اُن کا ہے اس دل میں وہی جلوہ گمن ہیں
 اسے اُن کے علاوہ بخدا ، کوئی نہیں ہے
 اکت میں ہوں اُن کی کہ جو ہیں رجبِ عالم
 کیوں حشر کا ڈر ہو ، ہر اکیا کوئی نہیں ہے؟

اب بکلا لو' کہ مجھے دم کا بحرِ وسعہ نہ رہا
 نہیں معلوم کسی وقت بھی کیا ہو جائے
 میرے نزدیک مفذہ کا دفتی ہے وہ نصیر
 جس پہ اُن کی ظہرِ لطف و عطا ہو جائے



دہیں رسمہ اُوست

بخت میرا جو محبت میں رسا ہو جائے
 میری تقدیر 'دہینے کی نضا ہو جائے
 کاش مقبول برے دل کی دُعا ہو جائے
 ایک مجددہ وہ مولّا پہ ادا ہو جائے
 اُس کی تعظیم کو اُٹھتے ہیں سلاطین جہاں
 ترے کوچے سے جو منسوب گدا ہو جائے
 لے بھی آ زلفِ تیرے کی مہک 'دیر نہ کر
 اے صبا! مجھ پہ یہ احسان دُرا ہو جائے
 اُس کو اپنی ہی خبر ہو' نہ وہ عالم کا خیال
 جو بھی دیوانہ محبوبِ خدا ہو جائے
 میں دہینے کی زیارت سے بہت خوش ہوں مگر
 چاہتا ہوں کہ یہ مسکن ہی مرا ہو جائے
 اُن کے دامن کو میرے ہاتھ کسی دن چھو لیں
 کچھ نہ کچھ حقیقت تو ادا ہو جائے
 وہ سرِ طور ہو یا دھڑ کا بازارِ حسین
 وہ جہاں چاہے وہاں طلوع نما ہو جائے

دہیں رسمہ اُوست

میرے گستاخوں پہ نہیں کوئی اُفتادہ پڑے
 آنے والی نہیں ایسوں کو حیا جلدی سے
 اُس نمکالے سے قضا مجھ کو اٹھائے تو اٹھوں
 اُن کی چوکٹ پہ پڑا ہوں مجھے کیا جلدی سے
 دھڑکی بھیڑ میں ڈر تھا کہ آنکھڑ جائیں قدم
 میرے آج نے مجھے تمام لیا جلدی سے
 بھیک تو بل کے رہے گی درمولی کے نصیر
 یہ الگ بات چلے دیر ہے یا جلدی سے



دیں ہمہ اُرسٹ

کاش مقبول ہو میری یہ دُعا جلدی سے
 مجھ کو پہنچائے مہینے میں خدا جلدی سے
 نہیں بھی پڑموں در محبوب خدا جلدی سے
 لے اڑے مجھ کو بھی طیبہ کی ہوا جلدی سے
 لا نکھڑا دے مجھے گیسوئے پیہر کی سبک
 اتنا احسان ہو اے یادِ صبا! جلدی سے
 شوقِ وارفتہ نے راہوں کی طنائیں کھینچیں
 اُٹھ کے طیبہ کی طرف نہیں جو چلا جلدی سے
 جب نئی روزِ ازل عشقِ نئی کی دولت
 نہیں بھی تقدیر چگانے کو بڑھا جلدی سے
 رخصتِ حق نے وہیں بڑھ کے نوازا اُس کو
 تیری بخشش کا وسیلہ ہے دُرد و اور سلام
 اُن کا نام آئے تو پڑھ صلیبی طے جلدی سے
 کب سے حسرت تھی ترسے ڈر پہ ٹھکاؤں سر کو
 آج یہ فرض بھی ہو جائے ادا جلدی سے

دیں ہمہ اُرسٹ

جن کا اُس نورِ بخشش سے نہ ہو دیو نیاز
ایسے مشکوک عناصر کو نظر میں رکھیے
عشق سرکار کی دولت کو کریں عام نصیر
گھر کی دولت ہے، مگر اس کو نہ گھر میں رکھیے



دیں سہ اُوست

ذوقِ نظارہ کو ہر وقت سحر میں رکھیے
ہنرِ گند کی فضا اپنی نظر میں رکھیے
مکسِ محبوبِ خدا قلبِ علم میں رکھیے
پھر گھر کو صدفِ دیدہ تر میں رکھیے
تذکرہ آپ کے اوصاف کا ہے کارِ ثواب
شرط ہے اس کا طاقنا بھی نظر میں رکھیے
جس میں حضرتؐ پہ فدا ہونے کا جذبہ ہی نہ ہو
ایسے ایمان کو لے جایے، گھر میں رکھیے
وہ بشر بھی ہیں، مگر صرف بشر ہی تو نہیں
یہ کچھ مسئلہٴ ذر و بشر میں رکھیے
اُن کی اُلفت سے نہیں بے کوئی شے بھی افغان
راہِ عقلمی کے اسے زاہ سحر میں رکھیے

دیں سہ اُوست

اک ڈوہ چھیر تھا میں اُن کی راہ میں
 دامن تک اُن کے موجِ ہوا لے گئی مجھے
 باپِ حرم ' نصیرا بہت دور تھا ' مگر
 اُس تک برے بڑوں کی دعا لے گئی مجھے



دیں ہمہ اُوست

بٹھا سے آئی ' اور مہا لے گئی مجھے
 مانہِ برگ و ہار اُڑا لے گئی مجھے
 اِس شان سے بڑھی کہ بوجھ لے گئی مجھے
 طیبہ تک اپنے دل کی صدا لے گئی مجھے
 ارشِ مجازِ پاک کہاں اور میں کہاں
 اُن کی نگاہ ' اُن کی عطا لے گئی مجھے
 مذت سے میں تھا گوشہ نشین اُن کی یاد میں
 آج! آئی ایک صدا ' لے گئی مجھے
 اُن کے حضور آخری سانسِ بر ہو گئیں
 صد شکر اُن کے در پہ تھا لے گئی مجھے
 دریائے ذوق و شوق میں ساحل سے کم نہ گئی
 وہ موجِ بنودی کہ بیا لے گئی مجھے
 جی سکت کہاں تھی کہ اُسے برے قدم
 آئی تھی اُن کی یاد ' بیا لے گئی مجھے

دیں ہمہ اُوست

بیٹھا تھا اُٹھیں میں، کہیں سے کہیں گیا
 اُنھی جو وہ نگاہ، اُٹھا لے گئی مجھے
 صبحِ مدینہ یاد جو آئی دمِ سحر
 ہمراہ اپنے، آ کے جہا لے گئی مجھے
 بھپارگی میں کوئی دہیلہ نہ تھا ہوا
 اُن تک نصیر! آہِ رسا لے گئی مجھے



دیں پسہ اُوست

دیکھا سفر میں آبلہ پا، لے گئی مجھے
 سوئے مدینہ، ہوا جہا لے گئی مجھے
 طیبہ چل، تو ساتھ لگا لے گئی مجھے
 رست کی آئی گھر کے گنا، لے گئی مجھے
 مجھ سے اُلجھ پڑی تھیں زمانے کی الجھنیں
 اُن کی نگاہ تھی کہ بچا لے گئی مجھے
 نر کر بھی اُن کے در سے نہ ہٹا کبھی، مگر
 کاندھوں پہ اپنے خلقِ خدا لے گئی مجھے
 دیکھا جو یہ کہ صفتِ نبی دَم کے ساتھ ہے
 سوئے بہشت آ کے قضا لے گئی مجھے
 روزِ ازل سے نہیں تو نصیر اُس گلی کا تھا
 دُپا یہ کس طرف کو لگا لے گئی مجھے
 نہیں تو دُپا تھا گناہوں کے بار میں
 ہلشش اُٹھ کے آئی، اُڑا لے گئی مجھے

دیں پسہ اُوست

لگاؤ شوق ہے اُن کی تلاش میں ہر دم
 زمانہ کیا ' خود اپنے نہیں حواس مجھے
 اُنھیں کے سائے میں گزرے گا میرا روزِ حساب
 نہ کوئی خوف مجھے ہے نہ کچھ ہراس مجھے
 برے شب کو ہے اُس ذاتِ پاک سے نسبت
 اِس اک شرف کا ہمیشہ رہے گا پاس مجھے
 یہ نہیں ساقی کوڑ بٹے گی تندرستی
 نصیرا حشر میں جس دم گئے گی پاس مجھے



اصل ' دیارِ رسالت میں آئے راس مجھے
 جگہ ملے برے روئے کے آس پاس مجھے
 دکھا کے اپنی تحقیق ' بکا کے پاس مجھے
 بنا گئے ہیں وہ اپنا ادا نکلاں مجھے
 یقین ہے برے دل کو سکون بخشیں گے
 وہ دیکھ لیں گے ہر حشر جب اُراس مجھے
 لگاؤ باحوط رہی تھی ادھر ادھر جن کو
 وہ مل گئے دلی مضر کے آس پاس مجھے
 اگر وہ آئیں تو ہٹ جائے میری باوی
 کیے ہوئے ہے پریشاں ' کھرم بان مجھے
 سکون دل نہ کہیں اور ہو سکا حاصل
 ہوا میں گلشنِ طیبہ کی آئیں راس مجھے

جو ہے نبیؐ کے زہدِ عالی سے بے خبر
 فتنہ وہی ہے ' دین میں وہ رخسار ہے
 اُس آسمان پہ ہم ہیں تصور میں سجدہ ریز
 سب سے جدا نصیر ہماری نماز ہے



نور و عطا میں فرو ' وہ شاہِ حجاز ہے
 سب پر کرم ہے ' اور بلا امتیاز ہے
 قلب زمیں میں ' شجرِ مدینہ وہ راز ہے
 اتناں تو کیا ' فرشتوں کو بھی جس پہ تار ہے
 محمود زندگی ہے اُس خوش نصیب کی
 اُن کے کسی غلام کا جو بھی اپار ہے
 سلطانِ انبیاء کے مراتب نہ پہنچے
 زیبا اُنہی کو ہر شرف و امتیاز ہے
 کس کو ہو تاب جلوۂ دیدارِ مصطفیٰ
 جوہر میں آئینے کے خود آئینہ ساز ہے
 جو اُن کے انکسار و کرم سے ہے سرفراز
 دونوں جہان کے غم سے وہی بے نیاز ہے
 اے حاسدِ رسولؐ خدا عاقبت ستوارا
 احساسِ مجرم کر ' کہ درِ توبہ باز ہے

کیا خبر ' کس کو سب جام کوڑ بنا
 ہم تو ان کی ادا دیکھتے رہ گئے
 ہم گنہگار تھے ' مغفرت ہوگئی
 خود مگر پارسا دیکھتے رہ گئے
 جب سواری چلی ' جبریل ایں
 صورت نقش پا دیکھتے رہ گئے
 اہل دانش ' عمر' پتے جیتی
 زدے قرآن کما دیکھتے رہ گئے
 ہو کے غم اے نصیر ان کے جلوں میں ہم
 شان ربّ العلیٰ دیکھتے رہ گئے
 نہیں نصیر آج لایا وہ نصیبِ نبی
 نعت گو منہ برا دیکھتے رہ گئے



چاند تارے ہی کیا دیکھتے رہ گئے
 اُن کو ارض و سما دیکھتے رہ گئے
 ہم در مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
 نور ہی نور تھا دیکھتے رہے گئے
 پنہ کے رُوح الامین نورت والضحیٰ
 صورت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
 وہ امامت کی شب ' وہ صبح انبیاء
 مقتدی ' مہدی دیکھتے رہ گئے
 نیک و بد پر ہوا اُن کا یکساں کرم
 لوگ لٹھا بُرا دیکھتے رہ گئے
 وہ گئے عرش تک ' اور رُوح الامین
 سدرۃ ایشیٰ دیکھتے رہ گئے
 معجزہ تھا وہ ہجرت میں اُن کا سفر
 دشمنانِ خدا ' دیکھتے رہ گئے
 مرجا شانِ معراجِ حقّ رسل
 سب کے سب اپنا دیکھتے رہ گئے

تھا نہیں ہوں اُن کی لگن میں کسی گھڑی
ہر وقت میرے دل کی صدا میرے ساتھ ہے
سارا جہاں بھی دوپٹے آزار ہو تو ہو
کچھ غم نہیں ہے خدا میرے ساتھ ہے



راہ بُنی میں ذوقِ وفا میرے ساتھ ہے
ہر لمحہ بے خودی میں خدا میرے ساتھ ہے
بے لطفش کا وعدہ اُن کا جو تھا 'میرے ساتھ ہے'
لُطیفِ حقیقیؑ روزِ جزا میرے ساتھ ہے
تہائیوں کا غم نہیں طیب کی راہ میں
مانندِ سایہؑ راہِ بُنی میرے ساتھ ہے
اب اور اس جہاں میں کیا چاہیے مجھے
میرے بڑوں کی نیک دعا میرے ساتھ ہے
بے فکر زندگی کا سفر کر رہا ہوں میں
ہر گام پر کسی کی عطا میرے ساتھ ہے
دل باوجودِ گروہِ رواں ہے مطمئن
دن رات عشقِ آلِ با میرے ساتھ ہے
آزاد پھروں گا روضۂ اقدس کے آس پاس
اُس دامنِ کرم کی بُنی میرے ساتھ ہے
یا خدا د ذکرِ نبیؐ فکرِ آخرت
راہِ سفلیں صدق و صفا میرے ساتھ ہے

اللہ اللہ مدہے پہ یہ جلوں کی جھوڑ
 بارش نور میں سب لوگ نہائے ہوئے ہیں
 کہیں نہ چڑا تیرے اعمال کا بھاری ہونصیر
 اب تو میزبان پہ سرکار بھی آئے ہوئے ہیں



لو مدہے کی تھکلی سے لگائے ہوئے ہیں
 دل کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں
 اک جھلک آج دکھا مکیہ نصیری کے نکلیں
 چکوا بھی ہیں، دُور سے دیدار کو آئے ہوئے ہیں
 سر پہ رکھ دیجے ذرا دستِ آسمانی آقا
 غم کے مارے ہیں، دُمانے کے ستارے ہوئے ہیں
 نام کس منہ سے ترا لیں کہ ترے کہلا سکتے
 تیری نسبت کے تقاضوں کو بھلائے ہوئے ہیں
 گھٹ گیا ہے تری تعلیم سے رشتہ اپنا
 غیر کے ساتھ رہ و رسم بڑھا دئے ہوئے ہیں
 شرم عصیاں سے نہیں سامنے جایا جاتا
 یہ بھی کیا کم ہے، ترے شہر میں آئے ہوئے ہیں
 تری نسبت ہی تو ہے جس کی بدولت ہم لوگ
 کفر کے دور میں ایمان پہنچائے ہوئے ہیں
 کاش دیوانہ بنا لیں وہ ہمیں بھی اپنا
 ایک دنیا کو جو دیوانہ بنائے ہوئے ہیں

باضرائی اسے کہیں کہ خدائی کہیں
 میری کشتی کو اُٹھارے ہوئے طوفان گیا
 کر لیا اُن کو تصور میں مخاطب جس دم
 رُوح کی پیاس بھی 'قلب کا بھجان گیا
 لفظ جاؤ، وک سے 'قرآن نے کیا استقبال
 اُن کی چوکھٹ پہ 'جو بن کر کوئی مہمان گیا
 تھا مدینے میں عرب اور خیم کا مالک
 وہ 'جو مہم سے وہاں ہے سرو سامان گیا
 دل کا رخ پھیر لیا قفسہ ہجرت کی طرف
 چپ تر چپ نہ شبِ غم کسی عنوان گیا
 خاک یزی کی جو درپاس سے اجازت چاہی
 لیتے الحمد کہ وہ میرا کہا مان گیا
 اُن سے نسبت کی نیا سے ہے برا دل روشن
 خیر سے اس کے بھٹکنے کا ہر امکان گیا
 نگر دولت بھی غلط 'ناؤ نسیب بھی باطل
 کیا یہ کم ہے کہ میں دنیا سے مسلمان گیا
 شامل حال ہوئی جب سے حمایت اُن کی
 فتح کی زد سے نہ بچ کر کوئی میدان گیا

دیں بہہ اُوست

جس طرف سے وہ گل گھنٹیں مدنان گیا
 ساتھ ہی چاقوئے شعلی د ریمان گیا
 اس بلندی پہ نہ مرکز کوئی انسان گیا
 عرش پر بن کے وہ اللہ کا مہمان گیا
 لے کے جنت کی طرف جب مجھے رضوان گیا
 شور اُٹھا 'وہ گدائے شر و بیگان' گیا
 مجھ خطا کار پہ کیا کیا نہ کیئے ٹوٹے کرم
 میرے آقا 'تری رحمت کے میں قربان گیا
 اتنی تسکین میں فریاد کہاں ملتی ہے
 کوئی مالک بہ سماعت ہے 'یہ دل جان گیا
 اُس کے دامن میں نہیں کچھ بھی ندامت کے ہوا
 جس کے ہاتھوں سے ترا دامن احسان گیا
 جب قدم دائرہ عشق 'نبی سے نکلا
 بات ایمان کی اتنی ہے کہ ایمان 'گیا
 ظلمتِ دہر میں تھا کابھاس اُن کا خیال
 ذہن پر چادرِ فیضانِ نحرِ تان گیا

دیں بہہ اُوست

نعت درزمین فاضل بریلویؒ

فدوت نے آج اپنے جوتے دکھادیے ہیں آمد پہ مصطفیٰ کی پرے اٹھا دیے ہیں
 یہ کون آ رہا ہے یہ آج کون آیا سوئے ہوئے مہر رکس نے جگا دیے ہیں
 جب ان کا نام لے کر مظلوم کوئی رویا زنجیر توڑ دی ہے فیدی بھڑا دیے ہیں
 بے کس نواز ان سا بیوا ہوا نہ ہوگا بچھوئے ہلا دیے ہیں اجڑے بسا دیے ہیں
 عکس کرم میں ان کے انھی جو موج رحمت مرتے بچائے ہیں گرتے اٹھا دیے ہیں
 اللہ رہے ہوا میں اس دامن کرم کی بجز میں تھی دل کی گھٹن کھلا دیے ہیں
 شاہوں کے در پہ جانا تو ہیں تھی ہماری ان کی گلی میں دم لے بسز لگا دیے ہیں
 صدے نہیں آپ کی اس حاجت روا نظر جس نے گدا ہزاروں سلطان بنا دیے ہیں
 قاذو کچھ کے منہ پر ملتے ہیں اہلی نہایت مٹی نے ان کے در کی گھٹن بجا دیے ہیں
 سینے میں ہوں چائے یادوں کی ایک محفل ان کی گلشن نے دل میں سیلے لگا دیے ہیں
 بوجھ ہی جارتی ہیں تابانیاں حرم کی کچھ نہیں کسی طیبہ کے کیا دینے ہیں

وہ جائیں اسے نصیر اب یا جانے ان کا خالق
 ہم نے تو دل کے دکھڑے ان کو سننا دیے ہیں

دیں پسہ اُوست

اس گنہ گار پہ انعام کرم ظاہر آیا
 حشر میں دُور سے رضواں مجھے پہچان گیا
 تا در خلد رہی چہرہ الور پہ نظر
 سب نے دیکھا کہ میں پڑھتا ہوا قرآن کیا
 میرے اعمال تو بخشش کے نہ تھے پھر بھی نصیرا
 کی حمد سنے شفاعت تو خدا بہن گیا



دیں پسہ اُوست

اگر از در برائی در ز روئے رحمت خوانی
در اقدس پہ حاضر ہوں کائناتی کا عرض
ترے بحر حقیقت میں نمود اپنی کھاتی ہے
ترے ہونے سے قائم ہوں 'مرا ہوتا ہونا' کیا
بچھا لیے نصیر بے نوا کو اپنے دامن میں
یہ علم حیدر و صحر حسینؑ و چادر زہراؑ



دیں ہمہ اُوست

شرف یاب مَنیت 'واقب آداب اُدائی
ہمہ والیں سو' وائس طلعت' والی سہا
ترے بحرِ ثناء میں زورِ انکار کو ہم نے
چلایا پڑھ کے دُسم اللہِ بحرِ عارفہ مَرسھا
نبوت کی لڑی میں خوب چکا ایک دن آخر
وہ درجِ اصفیٰ و اجیا کا گور سہا
یہ کس کا نور تھا جو کر گیا روشن دل و جاں کو
تصور سے یہ کس کے بتکا اُنھی سب پیدا
رکھتے ہیں بھول کس کی یاد سے دیرانہ دل میں
چلی کس کی ہمیم زلف 'مہکائے ہوئے صرا
بلا رد و ازل و دو راس کو دستِ قدرت سے
کہ جس کی ہر کرن تجا قسِ رقیب صد پریشا
گئے تھے نیم شب وہ عرش پر' شاید اسی خاطر
بطارتِ دُسمِ قرآن میں ہے سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی
خدا تک کیوں نہ پہنچے آدمی اُس کے توکل سے
قدِ بالا ہے جس کا 'رہمائے عالم بالا

دیں ہمہ اُوست

جہاں پہ خیر کے طائر قیام کرتے ہیں
 ابھی وہ بامِ سعادت پہ کند نہیں
 ہے اُن پہ آنے سب حال ' جن کہے اپنا
 لبوں پہ مہر سہی ' راہِ دل تو بند نہیں
 شہِ انام کے درجے فروغی کی قسم
 نصیر ' بندہ عاجز ہے ' خود پسند نہیں



در حضور سے در کوئی بھی بلند نہیں
 وہ بر نصیب ہے جو اُن سے بہرہ مند نہیں
 وہ آفتابِ رسالت ہے حیرگی کا نقیض
 کہ جیسے طلوعِ شب ' سر کو پسند نہیں
 اُسے ہو کیسے شعور غم بشر ' جس کا
 نکلے گداز نہیں ' جان درد مند نہیں
 ہم اُس کے حلقہ گوشوں میں ہیں ' ہمارے لئے
 روشن ہو کر زماں ' کوئی بھی کند نہیں
 زعونیہ شمس ہو کہ ہم و زر کا غرور
 رو نیاز میں کوئی بھی سود مند نہیں
 یہ اکتھائے محبت ہے ' اُس سے دور رہیں
 جو مات پتہ لولاک کو پسند نہیں

نوحہ بہاراں ملے رکھتے جاں کو 'خیر دے کوئی' جا کے لب تشنگاں کو
 برسنے کو آیا ہے طیبہ سے ہادل 'وہ دیکھو آغی ہے گٹا کالی کالی
 سزاوار ہیں اب تو لطف و کرم کے 'کھڑے ہیں جو سائے میں باپ حرم کے
 لئے 'آنکھوں میں اٹھوں کے موتی' سجائے ہوئے دل کے دھوس کی ڈال
 رہا ہے 'چرچہ مسلسل سحر میں' 'مسلم' ہے دنیا سے فکر و نظر میں
 تری ہے نظری 'تری ہے عدلی' 'تری ہے عثلی' 'تری ہے مثلی
 کرم ہے یہ سب آپ کا میرے آقا! پاؤں مجھے اپنی چوکھت پہ' 'درد
 کہاں میری پلکیں' کہاں خاک طیبہ' کہاں میں' کہاں آپ کا باپ عالی
 نہ مجھ میں کوئی گنگو کا قرعہ' نہ دامن میں حرف و بیباں کا خزینہ
 یہ غر خن بن تو ہے میری دولت' ہے میرا سحر یہ مری ہے کمال
 رہے سحر پہ تاج شجاعت سلامت' ترا در رہے تا قیام قیامت
 قہر کی خیرات لے کر اٹھے گا 'فخیر آج بیٹھا ہے بن کر سوال



ادھر بھی نگاہ کرم کی محمد! صدا دے رہے ہیں یہ در پر سوالی
 بہت فہم ڈھائے ہیں اہل ستم نے 'ذہائی تری اے عربوں کے دلی
 نہ پوچھو دلہ کیف سہاں کا عالم' ہے بخش نظر اُن کا دربار عالی
 نگاہوں میں ہیں پھر ضروری کے لئے 'تھوڑے ہیں اُن کے روئے کی جالی
 جہیں خیر سے مطلق خیر و احسان' ہوں متبع 'خور' 'آبد و ہلائی
 ادھر زوے روش پہ واکس کی قہر' ادھر روش پر زلف وائیں وہلی
 عطا کیئے آل زہرا کا صدقہ' فضا کے بھولوں سے دامن ہے خالی
 نہ عرفان حیدر' نہ قہر ایوڑا' نہ جسکین سلساں' نہ صبر یلائی
 سندور بھرے نام کا جس کے پانی' اُسی ناصدا کی ہے یہ میرانی
 تھاکم میں آیا جو دریائے حسیاں' تو کشتی مری ڈوبتے سے بچانی
 نہ اب میرا خون تھا بچے کا' جو مانگ ہے اُن سے وہ مل کر رہے گا
 نہیں اُس شاد و شایاں کے در پر کھڑا ہوں ابھی بات سہاں کی جس نے نہ نالی

مینر آگیا تھا لمس لعلین مجھ جن کو
 اب اُن ذرات سے خورشید کے تپو نکلتے ہیں
 ہر محشر کہیں گے آپ دامن خشک سب تیرے
 ہر سے جسے میں کر دے جن کے دامن تر نکلتے ہیں
 پرستار خردا نعت مجھ آساں نہیں راقی
 کہ یہ اشعار ول کی راہ سے ہو کر نکلتے ہیں
 نصیر اپنی امیدیں بھی ہیں اس کو پے سے وابستہ
 کہ جس کو پے کے بے زراوت کے بے ذر نکلتے ہیں



دہلی، جمعہ اگست

جواہر دل ہیں کیفیت سے کب باہر نکلتے ہیں
 کہ ہر منظر سے طیبہ کے کئی منظر نکلتے ہیں
 وہب معراج اُن کی اک جھلک جس راہ پر دیکھی
 اُسی پر آج تک ہر شب مد و اختر نکلتے ہیں
 طواف قصر و ایوان اور ہم 'توبہ' معاذ اللہ
 کہ ہم جیسوں کے ارماں آپ کے در پر نکلتے ہیں
 رہے آباد میخانہ ترا اے ساقی! بلخا
 کہ جس سے انبیاء و اولیا پنا کر نکلتے ہیں
 ہجرت ہے اُن کے دیوانوں کا عالم راہ طیبہ میں
 جنوں شوق کی اوڑھے ہوئے چادر نکلتے ہیں
 جو زائر ہیں وہ زندہ کُتے ہیں حاضری دے کر
 جو عاشق ہیں وہ اُن کے شہرے مرکز نکلتے ہیں
 بہالے جائے جن کو موج عشق ساقی کوثر
 قیامت میں سکی لیکن اب کوثر نکلتے ہیں
 تری نسبت کی دولت ہر چمنی بخش دے جن کو
 شہانِ عالم سے وہ گدا بہتر نکلتے ہیں

دہلی، جمعہ اگست

خود حیدر جہاں ہو ، یا ماو شب افروز
 دونوں ترے چہرے سے ضیا پائے ہوئے ہیں
 جتنی نہیں دل کو کسی پہلو بھی تسکین
 لحاظ حضور کی جیسا کہ تڑپائے ہوئے ہیں
 اس وقت نہ چھیڑ اسے کشش لذت دنیا!
 اس وقت مرے دل کو وہ یاد آئے ہوئے ہیں
 سلطان دو عالم کی عطا اور یہ عاسی
 کچھ لوگ تو اسی بات پہ پھرائے ہوئے ہیں
 عادی ہے فلک لکھتا جیسے زمیں پر
 اسی طرح مرے ذہن پہ وہ چھائے ہوئے ہیں
 جنت کی فنائیں انہیں بہلا نہ سکیں گی
 جو آپ کی گلیوں کی بنا کھائے ہوئے ہیں
 بن جائے گی محشر میں نصیر اب بڑی جھڑی
 سرکار ، شفاعت کے لئے آئے ہوئے ہیں

دیں ہمہ ارست

شاہان جہاں کس لئے شرمائے ہوئے ہیں
 کیا بزم میں طیبہ کے گدا آئے ہوئے ہیں؟
 ہنگامہ محشر میں کہاں شخص کا خدشہ
 گیسو شہ کوئین کے لہرائے ہوئے ہیں
 حاجت نہیں بخش کی یہاں اسے لب سائل!
 وہ نےں بھی کرم حال پہ فرمائے ہوئے ہیں
 یہ ہمو مدید ہے کہ اک کشش آباد
 محسوس ہے ہوتا ہے کہ گھر آئے ہوئے ہیں
 ایثار و مساوات و موانعات و تواضع
 یہ مہول بھی آپ کے مہکائے ہوئے ہیں
 گل اپنی عنایت سے نہ رگھیں ہمیں محرم
 کچھ بھی ہیں ، مگر آپ کے کہلائے ہوئے ہیں
 یا شاہ ام! ایک نظر ان کی طرف بھی
 دامان حق کو جو پھیلائے ہوئے ہیں

دیں ہمہ ارست

کھٹکتا ہی گیا پھول کی صورت دم آخر
 آڑا نہیں دیکھا ترے پیار کا چہرہ
 پوچھا جو یہ سائل نے کہ کیا چیز ہے احسن
 صدقاً نے برجستہ کہا، ”یار کا چہرہ“
 اترے بس مرگ اس کی زیارت کو فرشتے
 کھڑا دو ترے طالب دیدار کا چہرہ
 جیسے جو قصیر آنکھ دم نزع تو یارب!
 مٹی میں پھرے اجڑے غبار کا چہرہ



دہی سہہ اُوست

بے مثل ہے کوئیں میں سرکار کا چہرہ
 آئینہ حق ہے شہِ ارار کا چہرہ
 دیکھیں تو دعا مانگیں یہی پرستہ کعباں
 تمنا رہوں خالق! ترے شبکہ کا چہرہ
 اے مطلق مہسول! بہاروں کے حیر
 کھلتا ہے ترے نام سے گلزار کا چہرہ
 خورشیدِ طہیرہ تری مشتاق ہیں آنکھیں
 بھاتا نہیں اب ماوِ ضیا بار کا چہرہ
 اے گلد! کروں گا ترا دیدار بھی، لیکن
 اس دم بے فکر میں، ترے غبار کا چہرہ
 دانش کی یہ داوِ قسم کہتی ہے موزکر
 بے داغ رہا شاہ کے کردار کا چہرہ
 جلوں سے ہو معمور نہ کیوں دل کا مدینہ
 آنکھوں میں ہے دس مطہر انوار کا چہرہ
 دورانِ شفاعت وہ سکوں بخش دلا سے
 بے فکر ندامت ہے گنہگار کا چہرہ

دہی سہہ اُوست

یادِ رسولِ پاک میں ہر آنکھ تر رہے
انکوں کی اک سبیل ہو گھر گھر گئی ہوئی
آقا! نکائے جرم و خند سے بچا ہے
بچے یہ سب کے ہاتھ ہے دھو کر گئی ہوئی
کھتے ہیں روز و شب جسے شمس و قمر نصیر
اپنی نظر بھی ہے اسی در پر لگی ہوئی
کہتے ہیں جس کو عشق وہ اک آگ ہے نصیر
عشقی نہیں نئی ہے یہ اکثر ' لگی ہوئی



ہے جن کی خاک پا رہے مہ پر لگی ہوئی
اُن کا گلن ہے دل کو براہ لگی ہوئی
شایہ اسم لکائے چلے جا رہے ہیں جام
یاسوں کی بھیڑ ہے سر کوڑ لگی ہوئی
زہر ' حسینہ اور حسن کا غلام بنوں
سر ملنے کی نہر ہے مجھ پر لگی ہوئی
قربان اے خیالِ ربّ مصطفیٰ ترے
روشن ہے ایک ذہن کے اندر لگی ہوئی
نظر نہ لے نئی کی شریعت سے ' ہوش کرا
دوزخ میں جھونکے ہے ' یہ غور لگی ہوئی
مہرا کفن ہو تارِ ادب سے بنا ہوا
ہو ساتھ اسس کی چھار لگی ہوئی

نئے کی طلبِ حرمت میں تھا یہ پہلو بھی
 کہ یکن صراط پہ مومن نہ لڑکھڑا کے چلے
 طلب ہوئی سرِ قوسین جب شبِ اسری
 حضورؐ و القب منزل تھے، مسکرا کے چلے
 انہیں کی دلست ہوئی آمد کے ساتھ ہر
 جو اُن کی چادرِ نسبت میں سرِ مچھپائے چلے
 نظر پہ عالمِ پاکیزگی پڑے اُن پر
 مسافرانِ لہ اس لئے نہا کے چلے
 جناب آئندہ اُٹھیں بلائیں لینے کو
 جو تاجِ سر پہ شفاعت کا وہ سجا کے چلے
 نصیر اُن کے روا کون ہے رسولِ ایما
 جو بخشوا لے کو آئے تو بخشوا کے چلے
 نصیر! تجھ کو مبارک ہو یہ شہادتِ قدم
 کہ اِس زمین میں اکابر بھی لڑکھڑا کے چلے



غلامِ حشر میں جب سیدِ الوری کے چلے
 بولے حد کے سائے میں سرِ اُٹھا کے چلے
 چراغ لے کے جو عشاقِ مصطفیٰ کے چلے
 ہوائے بند کے جھونکے بھی سرِ جھکا کے چلے
 وہیں پہ ختم گئی اک بار گردشِ دوراں
 جہاں بھی تذکرے سلطانِ اہلبیاء کے چلے
 ہے دیدلِیا یہ مدینے کے عاشقوں کا چلن
 جنہیں پہ خاکِ درِ مصطفیٰ سجا کے چلے
 یہ کہن کا شہرِ قریب آ رہا ہے دیکھو تو
 دُروہ پڑھتے ہوئے قافلے ہوا کے چلے
 نہیں ہے کہہ کرِ وضعتِ حرم میں زائر کو
 ادب کا ہے یہ تقاضا کہ سرِ جھکا کے چلے
 وہ اُن کا فقرِ سلیمان کو جس پہ رنگ آئے
 وہ اُن کا سخن کہ بوست بھی نہ مچھپا کے چلے
 سرِ نیاز تھکایا جنہوں نے اُس در پہ
 وہ خوش نصیب ہی دنیا میں سرِ اُٹھا کے چلے

یہ ترا کام ہے اے آفت کے ڈر بیم!
ساری اُمت کی شفاعت ' تنہا تنہا کرے

کثرتِ شوق سے اوسانِ عینے میں ہیں غم
نہیں ٹھکنا کہ مجھے چاہیے کیا کیا کرنا

یہ جھٹائے محبت ہے کہ اے داؤدِ حشر!
فیصلہ میرا سپردِ حق بظاہر کرنا

آلہ و اصحاب کی سنت ' مرا معیارِ وفا
تری چابیت کے عوض ' جان کا سودا کرنا

شامِ مقصدِ تخلیق یہ پہلو بھی رہا
بزمِ عالم کو سیا کر ترا چہ چا کرنا

دیں پسہ اُرمست

مجھ پہ بھی چشمِ کرم اسے برسے آقا! کرنا
حق تو میرا بھی ہے رحمت کا تقاضا کرنا

میں کہ ذرہ ہوں مجھے وصیت صحرا دے دے
کہ ترے بس میں ہے قطرے کو بھی دریا کرنا

میں ہوں بے کس ' ترا شہید ہے سہارا دینا
میں ہوں بچار ' ترا کام ہے اُتھا کرنا

تو کسی کو بھی اٹھاتا نہیں اپنے در سے
کہ تری شان کے شایاں نہیں ایسا کرنا

نیرے صدقے ' وہ اُسی رنگ میں خود ہی ڈوبا
جس نے ' جس رنگ میں چاہا مجھے رسوا کرنا

دیں پسہ اُرمست

اُن صحابہؓ کی خوش اطوار نگاہوں کو سلام
جن کا مسلک تھا ' طوافِ رُحّ زبیا کرنا

مجھ پہ محشر میں نصیر اُن کی نظر پڑ ہی گئی
کہنے والے اِسے کہتے ہیں " خدا کا کرنا "



تیرے آگے وہ ہر اک منظرِ فطرت کا ادب
چاند سورج کا وہ پہروں تجھے دیکھا کرنا

طبعِ اقدس کے مطابق وہ ہواؤں کا خرام
دھوپ میں دوڑ کے وہ ابر کا سایا کرنا

یہ صراحت وَرَفَعْنَاكَ وَنَحْنُكَ میں ہے
تیری تعریفِ کراہ ' تجھے دُورِ چا کرنا

دُشمن آجائے تو اُنھ کو وہ بچھانا چادر
نکسنا اخلاق سے نیروں کو وہ اپنا کرنا

کوئی فاروقؓ سے پوچھے کہ کسے آہ ہے
دل کی دُلیا کو نظر سے تہ و ہال کرنا

آج جس کے سبب ' راہِ دل بند ہے
 کہوں دے گا وہ سارا ہمارا نبیؐ
 کیوں نصیر اہل دنیا پہ رکھیں نظر
 ہم کو ہے دینے والا ہمارا نبیؐ



دیں ہمہ آؤست

ہے سراپا اُجالا ہمارا نبیؐ
 دھبے حق تعالیٰ ہمارا نبیؐ
 جس کا کوئین میں کوئی جالی نہیں
 ہے وہ جگ سے نرالا ہمارا نبیؐ
 بل رہا ہے جہاں جس کی خیرات پر
 وہ حلیمؑ کا پالا ہمارا نبیؐ
 آبیہ کوڑ بھیں گے تو صرف اس لئے
 ہم کو بخشے گا بیلا ہمارا نبیؐ
 سطح فکر و نگاہ بشر سے کہیں
 ہے بلند اور بالا ہمارا نبیؐ
 کل سر ہاں جو کچھ لڑکھڑائے بھی ہم
 ہم کو دے گا سنبھالا ہمارا نبیؐ
 ہے مُسلم رسولوں کا زتبہؑ ، مگر
 سب سے زتبے میں اپنی ہمارا نبیؐ
 غم نہیں ہم کو تاریکی قبر کا
 بخش دے گا اُجالا ہمارا نبیؐ
 جس کی نسبت سے ہو جائیں گے پار ہم
 ہے وہ سچا حوالا ہمارا نبیؐ

دیں ہمہ آؤست

یہ اثر ہے تیری سفت کے مذاق سادگی کا
 رو خاص چلنے والا رو عام چل رہا ہے
 ترے لعلِ خسروی پر مرا کٹ رہا ہے جیون
 مرے دن گزر رہے ہیں مرا کام چل رہا ہے
 مجھے اس قدر جہاں میں نہ قبولِ عام ملتا
 ترے نام کے سہارے مرا نام چل رہا ہے
 تری سحر کیا گئی ہے کہ کوئی ہنر نہ ہوتے
 مری شاعری کا سندھ سر عام چل رہا ہے
 کڑی دھوپ کے سفر میں نہیں کچھ نصیر کوغم
 ترے سایہ کرم میں یہ غلام چل رہا ہے



میری زندگی کا تجھ سے یہ نظام چل رہا ہے
 ترا آستانِ سلامت 'مرا کام چل رہا ہے
 نہیں عرشِ دُشمن پر ہی تری عنکبوتوں کے چرچے
 سترِ خاک بھی لکھ میں ترا نام چل رہا ہے
 وہ تری عطا کے حیر ' وہ ہجومِ گردِ کوثر
 کہیں شورے کشاں ہے کہیں جام چل رہا ہے
 کسی وقت یا حمد کی صدا کو میں نہ بھولا
 دمِ نزع بھی زباں پر یہ کام چل رہا ہے
 مرے ہاتھ آگئی ہے یہ کلیدِ قتلِ متعدد
 ترا نام لے رہا ہوں مرا کام چل رہا ہے
 کوئی یاد آ رہا ہے مرے دل کو آج شاید
 جو یہ تیلی اھکیا حسرتِ سرشام چل رہا ہے
 وہ برابری کا ثو نے دیا درسِ آدمی کو
 کہ غلامِ تلخ پر ہے تو نام چل رہا ہے

ہوا محسوس جیسے منقوت خود ہوں ہر پہلی
 مرے ہونٹوں پہ جس دم سیدہ زہرا کا نام آیا
 امامت کا تسلسل کوئی دیکھے اس گھرانے میں
 حسینؑ ابن علیؑ بعد حسنؑ بن کر امام آیا
 اب اس کے بعد منزل کیا ہو میری خوش نصیبی کی
 چرا در پلام کر لونا " تری جالی کو تمام آیا
 تری آمد بھی کیا آمد ہے جس آمد کے صدقے میں
 ہدایت کی کتاب انہری " شریعت کا نظام آیا
 یہی وہ ہیں کہ ایماں بھر تو جہاں ان پہ لازم ہے
 یہی وہ ہیں ہیں ہاں اللہ اکبر جن کا نام آیا
 پانے کا شرف اُن سے رہا مخصوص عشر میں
 وہ جب تخریف لائے پھر کہیں گردش میں جام آیا
 مزاج ہو کہ باب فلد پر جس دم نصیر آئے
 کہے دشواں! دست دو " محمد کا نظام آیا

دہی ہسہ اوست

تصور میں مرے جب چہرہ خیرالامام آیا
 جہیں خم ہو گئی لب پر زرد آیا سلام آیا
 خدا نے آمنہ کی کوکھ سے ظاہر کیا آخر
 وہ اک نور ازل جو فجر آپائے کرام آیا
 مناد اُس کی آمد پر خوشی ماہ ولادت میں
 کہ محبوب خدا نے قادر مہم العظام آیا
 کھڑے تھے انبیاء معراج کی شب خیر مقدم کو
 امامت کے لیے جب وہ ہر گردوں خرام آیا
 سفر کی دھوپ کی حذت اگر بڑھنے لگی حد سے
 تو اس بے سایہ پر سایہ لٹائے کو تمام آیا
 نظر آیا کُل خود شہد خاور اپنی کرنوں پر
 فردجِ حُسن پر جب ہامی ماہ تمام آیا
 سر کوڑ نہ کیوں اترائیں اُن کے چاہنے والے
 یہ کیا کم ہے کہ اُن کے ہاتھ سے ہاتھوں میں جام آیا
 تمناؤں کی مڑبھائی ہوئی کلیاں مہک اُفتاب میں
 برگِ موجِ خوشبو وہ شاہِ ذی مقام آیا

دہی ہسہ اوست

یہ اُس کریم کا ذرہ ہے کہ تاجدار، جہاں
 پکارتے ہیں کہ اُمیدوار ہم بھی ہیں
 ہمیں بھی آپ سے اُمید ہے شفاعت کی
 اُٹھائے سر پہ گناہوں کا بار ہم بھی ہیں
 سہا سے کہہ دو کہ جالی کو چوستے کے لئے
 بس ایک ٹوٹی نہیں سترار، ہم بھی ہیں
 جو مٹا صراط پہ ہم پر بھی چڑھ گئی وہ نظر
 تو پھر نصیر کچھ لو کہ پار ہم بھی ہیں



ازل سے محو تماشا ہے بار ہم بھی ہیں
 جہاں شاہِ اُم پر شمار ہم بھی ہیں
 فیائے شاہِ عرب سے ہے اپنا دل روشن
 چراغِ طور کے آئینہ دار ہم بھی ہیں
 زمانہ طالبِ خیرات لطف ہے اُن سے
 پکار اے دلہا مغلطہ پکارا ہم بھی ہیں
 بختِ چادر زہرا، ادھر بھی ایک نظر
 غبارِ راہ میں اے شہسوارا ہم بھی ہیں
 ہمارا دھیان بھی طیبہ کے قافلے والوں
 دواں دواں ہیں گرد و غبار ہم بھی ہیں
 نظر جو اُن کی ہوئی ہم فزاں نصیبوں پر
 تو پھر کہیں گے کہ رکھ بھار ہم بھی ہیں
 اِس ایک بات پہ ہے فخر ہم غریبوں کو
 کہ اُن کے ہنسیوں میں شمار ہم بھی ہیں

پاکر اٹھارہ سورہ لیسیں کا اِس طرف
 دل چاہتا ہے سید والا کہوں تجھے
 زہرا ہے لُحَبِ دل تو حسن ہے تری شہید
 زینبؓ کا یا حسینؓ کا بلا کہوں تجھے
 سرتاج انبیا کہ اماں گاؤ اولیا
 یا غر نسل آدم و ٭٭ کہوں تجھے
 بے مثل ہے تری بشریت بھی نور بھی
 لکھوں بشر کہ نور سراپا کہوں تجھے
 تخلیق کائنات کا لکھوں تجھے سبب
 یا بزم کائنات کا ڈولہا کہوں تجھے
 لفظوں نے ساتھ چھوڑ دیا کھو گئے حواس
 میرے کریم! تُو ہی بتا کیا کہوں تجھے
 قربان تیرے اے شہ امرا کے عرشِ میر
 تجا خرام عالم بالا کہوں تجھے

نعت درزمینِ فاضل بریلویؒ

اہم کہوں کہ حامیہ یکتا کہوں تجھے
 سوتی کہوں کہ بندہ سوتی کہوں تجھے
 کہہ کر پکاروں ساقی کوڑ ہرزہ حشر
 یا صاحبِ شفا میری کہوں تجھے
 یا عالمین کے لئے رحمت کا نام دوں
 یا پھر ممکن صمدِ خُضر کی کہوں تجھے
 ویراں دلوں کی کھیتیاں آباد تجھ سے ہیں
 دریا کہوں کہ ابر سجا کا کہوں تجھے
 تجھ پر ہی بابِ ذات و صفاتِ خدا کھلا
 توحید کا مدرس اعلیٰ کہوں تجھے
 ہے مَنجِ نظیر، تری ذاتِ خلق میں
 پھر کیا کہوں تجھے جو نہ تجھ سا کہوں تجھے

قطعه

دل میں مرے نہاں یہ غلش عمر بھر کی ہے
۱۴۲ یہ اتجا ترے آشفہ سر کی ہے
رسوا نہ ہونے پائے قیامت میں کل نصیر
گھر میں رہے یہ بات کہ یہ بات گھر کی ہے

اب کر لیا ہے ذوق طلب نے یہ فیصلہ
جو کچھ کہوں خدا سے کہوں یا کہوں تجھے
اُٹنے ہی ہاتھ بھر گئیں منکوں کی جھولیاں
حق تو یہ ہے کہ خلق کا دانا کہوں تجھے
جب انتخاب مالک روز جزا ہے تو
پھر کس لئے نہ مالک دسوئی کہوں تجھے
جی بھر کے دیکھنے بھی نہ ویں شہ کی جالیاں
بس اے جہنم اٹک نہیں اب کیا کہوں تجھے
اسنے قریب مجھ کو طے خلد میں جگہ
کہنی ہو کوئی بات اگر ' ہا کہوں تجھے
کرتا ہوں انتقام سخن اس پہ اب نصیر
کچھ سوجھتا نہیں کہ نہیں کیا کہوں تجھے



کھو گیا کس کا حسنِ غور دیکھ کر
 اُن کے زوہ اور رگت پہ نگہِ دُرد
 مردِ شیں ختم گئیں، محفلیں جم گئیں
 کملی والے کی فیست پہ لاکھوں سلام
 ایک دو تین کیا، لاکھوں سرکٹ گئے
 اُن کی منصوص عزت پہ لاکھوں سلام
 عمر بھر غم جو اُمت کا کھاتا رہا
 ایسے غم خوار اُمت پہ لاکھوں سلام
 کل کرے گی جو شورِ قیامت فرد
 اُس دل آویز قامت پہ لاکھوں سلام
 جس کو پا کر حلیہٴ غنی ہو گئی
 اُمتِ تیریں دولت پہ لاکھوں سلام
 دیکھنے والی آنکھوں پہ قیامِ دُرد
 مرکزِ دید، سورت پہ لاکھوں سلام
 اُن کی آہ کا سُن کر جو ہو گا چلا
 ایسے شورِ قیامت پہ لاکھوں سلام
 نہنہٴ و مرتضیٰ پھر حسین و حسن
 اور طاوونِ بخت پہ لاکھوں سلام
 چار یارانِ حضرتؑ پہ ہر دمِ دُرد
 اُن کے دورِ خلافت پہ لاکھوں سلام
 شاہِ بغداد، غوثِ الوڑی، مٹی وین
 آبروئے طریقت پہ لاکھوں سلام
 کیجئے بند آنکھیں نصیر اور پھر
 پیچئے اُن کی صورت پہ لاکھوں سلام



دیں ہمہ اُوست

سلام، کھو خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

دور زمینِ فاضل بریلویؒ

مصطفیٰؐ، شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
 یحییٰؑ، جنی و عقل گل
 قابلِ صدقہ لا شریک لہ
 چاک وں سل گیا، آسرا مل گیا
 گردِ چہرہ وہ اک ہالہ شکست
 بھٹی بھٹی وہ خوشبوئے زلفِ دوتا
 آنکھ کو دے گیا زندہ ارتقا
 دست کی ونگیری پہ دائمِ دُرد
 بھیڑ میں بزمِ لبِ شاہ کی جالیاں
 وہ حلیہٴ جو ہے بنی آئینہ
 از ازل تیرے منصب پہ لاکھوں دُرد
 نقشِ پاکے گئیں، جن کو ترسے نہیں
 کس کی چوکت پہ ڈسے رہا ہے صد
 شاہِ اقدسیؑ، چلے جے حدِ دُرد
 حوصلہ دینے آئے گی جو قبر میں
 اولین نقشِ طاقت پہ لاکھوں سلام
 صدرِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
 ماتی شربک و بدعت پہ لاکھوں سلام
 گردشِ چشمِ رحمت پہ لاکھوں سلام
 وافحی کی صباحت پہ لاکھوں سلام
 ایسی سب مثلِ ملکوت پہ لاکھوں سلام
 سبزِ لہند کی رفعت پہ لاکھوں سلام
 پاؤں کی امتحانیت پہ لاکھوں سلام
 اسے نظر! تیری اُمت پہ لاکھوں سلام
 اُس کے لحاظِ خدمت پہ لاکھوں سلام
 تا ابد تیری بخشش پہ لاکھوں سلام
 چال کی زیب و زینت پہ لاکھوں سلام
 اے گلد! تیری قسمت پہ لاکھوں سلام
 نمبرِ ختمِ نکات پہ لاکھوں سلام
 الکی نادیدہ صورت پہ لاکھوں سلام

دیں ہمہ اُوست

یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
بے نوشت و خواند آیا	ظلماتوں کو چاند آیا
کر کے سب کو ماند آیا	آمنہ کا چاند آیا
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
سب کوئی وارث نہ والی	میں کے آئے ہیں سوا
ہم گدا ، غر شاو عالی	جہولیاں ہیں اپنا خالی
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
خدا دار فرستیں	رازقی عرش پرینی
بے کسم ، سخن نعتیں	رحمتہ تسلیمیں
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
حشر میں سب اک کنارے	آنتی تھے دم کو مارے
آگے جب وہ تو سارے	و کچھ کر اُن کو رکھائے

دیں ہمہ آوست

یا نبی! سلام علیک

یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
وے بہار گلشن جاں	آبر کے نورع انساں
منظر ہیں اہل ایمان	جو دکاو کفّت سماں
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
سید اولاد آدم	اصیٰ حقیقین عالم
سب کے مقبول و مکرم	سب کے محبوب و معظّم
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
ہے ماں ہر سو نرالا	مہرواں ہے حق قنالا
جس طرف دیکھو آجاں	آسمیا ہے کملی والا
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
کسی ہے مثالیاں ہیں	دڑے ، گل کی قتالیاں ہیں
کتنی خوش جمالیاں ہیں	کیا سنہری جالیاں ہیں

دیں ہمہ آوست

یا نبی! سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
جان میں تم پر لگاؤں	اک جھلک جو دیکھ پاؤں
دست بستہ پھر سناؤں	راہ میں آنکھیں بچھاؤں
یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
پہلے ہیں صدیق اکبر	نائب و اصحاب سرور
پہچھے سلام ان پر	پھر عمر عیث و حیدر
یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
روح شرقین دونوں	چشم و دل کا چین دونوں
میں حسن حسین دونوں	شہ کے نور عین دونوں
یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
ناخدا ہیں ' ناخدا ہیں	یکسوں کا آسرا ہیں
مٹنگو سے ماوڑی ہیں	کیا نہیں ہیں لار کیا ہیں

دہیں ہمہ اوست

یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
کر تجھے کوئی رحم کیا	شورشِ رنج و الم کیا
تم جو پاس ہو تو تم کیا	لڑکھائیں اب قدم کیا
یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
غم شکاں بھی شہجی ہو	دل کو راس بھی ٹھنی ہو
دل کے پاس بھی کمی ہو	دل کی آس بھی تم ہی ہو
یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
سوزِ دل بلاؤں کا درد	رنگ ' جذب و حال کا درد
صدقہ اپنی آٹا کا درد	رزق بھی حلال کا درد
یا رسول! اللہ سلام علیک	یا نبی! سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک	یا حبیب! سلام علیک
یہ مہرہ غلام لیں گے	نہتوں سے کام لیں گے
خود درد بڑھ کے تھام لیں گے	جب یہ اُن کا نام لیں گے

دہیں ہمہ اوست

یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
بارغ فخر کی کلی ہیں	منظہر قوتِ جلی ہیں
انکار ہر ولی ہیں	خواجہ مہر علی ہیں
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
من فدائے تو بچاؤں	نہ درت درے نہ افساؤں
بے نیاز این د آسم	خاک پوئی آستانم
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
دین حق کی ڈھال دونوں	ہیں یہ بے مثال دونوں
ظلمہ کے لال دونوں	محطے کی آل دونوں
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
اس جہاں سے سب سفر ہو	نہوئے پاک پر نظر ہو
یہ کرم نصیر پر ہو	اُس کا سر ہو ' حیرا در ہو

دیں ہمہ دوست

یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
دین کا شباب ہیں یہ	حافظ کتاب ہیں یہ
ہر د ماہتاب ہیں یہ	مرتبہ کا خواب ہیں یہ
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
فخر میں اک قول فیض	ہیں ابو حنیفہ اول
بعد میں اُن کے ہیں افش	مالک و اورلیں و جلیں
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
فخر کے نظام چاروں	محترم ہیں نام چاروں
جیل رہے ہیں جام چاروں	حق پہ ہیں امام چاروں
یا نبی! سلام علیک	یا رسول! اللہ سلام علیک
یا حبیب! سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
قلندہ روشن ضمیراں	تمکنت بخش فقیراں
دست گیر دھیراں	غوث پاک ہر پیراں

دیں ہمہ دوست